راہ اسلام

ISSN: 2349 - 0950

راہ اسلام

اسلامی علوم ومعارف اور علمی ثقافتی افکار و عقائد کا ترجمان

شمارہ: ۲۵۵ / خصوصی شمارہ (۱۴۴۴ھ)

حجاب

❖ حجاب۔ابراہیمیؑ ادیان میں
❖ حجاب۔سامی ادیان میں
❖ مسئلہ حجاب ۔ مختلف اقوام اور توحیدی ادیان میں
❖ اسلام میں حجاب کا فلسفہ، حدود اور تربیتی آثار
❖ حجاب قرآن مجید کی نظر میں
❖ آیات حجاب کی تفسیر کا ارتقائی سفر
❖ آیات حجاب کا تفسیری تجزیہ
❖ حجاب اور اس کی مشروعیت قرآن کی نظر میں
❖ حجاب کے سماجی قبول عام کے اسباب، قرآن کے معاشرتی نظام کی رو سے
❖ حجاب کی ضرورت اور اس کے حدود فقہ اہل سنت میں
❖ حجاب کیا ہے؟ کیوں ضروری ہے؟ مخالفت کیوں ہے؟
❖ حجاب وعفاف کی فضیلت فارابی کی نظر میں

بسم الله الرحمن الرحیم

فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ
لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا
كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى ٱلسَّمَآءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ ٱللَّهُ ٱلرِّجْسَ
عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَٰطُ رَبِّكَ
مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾

ترجمہ:

پس جب اللہ کسی کو ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ کر دیتا ہے جیسے کہ وہ زبردستی آسمان پر چڑھ رہا ہے (اس کی طرف اونچا ہو رہا ہے) اسی طرح اللہ ان لوگوں پر کثافت مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ یہ تمہارے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے آیتوں کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

(سورہ انعام: آیات ۱۲۵، ۱۲۶)

اسلامی علوم و معارف اور علمی و ثقافتی افکار و عقائد کا ترجمان

شمارہ: ۲۵۵ / خصوصی شمارہ (۱۴۴۴ھ)

حجاب

ایران کلچر ہاؤس، ۱۸۔ تلک مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۱

فون: ۳۴، ۳۳، ۲۳۳۸۳۲۳۲، فیکس: ۲۳۳۸۷۵۴۷

ichdelhi@gmail.com

http://newdelhi.icro.ir

راہ اسلام

مشاورین علمی

پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین، پروفیسر اختر الواسع

پروفیسر سید علی محمد نقوی، پروفیسر سید طیب رضا نقوی

ادارتی بورڈ

پروفیسر سید اختر مہدی رضوی ، ڈاکٹر حیدر رضا ضابط، ڈاکٹر علی رضا قزوہ

چیف ایڈیٹر	:	ڈاکٹر محمد علی ربانی
ایڈیٹر	:	پروفیسر سیدہ بلقیس فاطمہ حسینی
جوائنٹ ایڈیٹر	:	حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید غلام حسین رضوی
ناظر اشاعت	:	حارث منصور
پریس	:	الفا آرٹ، نوئیڈا، یو۔پی۔

ISSN: 2349 – 0950

صرف غیر مطبوعہ مقالہ ہی ارسال فرمائیں۔

اگر ممکن ہو تو مقالہ، بذریعہ ای میل ichdelhi@gmail.com ارسال فرمائیں۔

مقالہ، ایران کلچر ہاؤس کے پتہ پر پوسٹ بھی کر سکتے ہیں۔

مقالہ کی اشاعت کے لئے ادارتی بورڈ کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

مقالہ نگار افراد کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

فہرست مضامین

ادار یہ		۱
حجاب۔ابراہیمیؑ ادیان میں	گروہ مولفین: ڈاکٹر معصومہ ذبیحی وزہرسادات موسوی مترجم: مولانا نثاراحمد زین پوری	۳
حجاب۔سامی ادیان میں	گروہ مؤلفین: مہرانہ درزی، محمد جعفری ہرندی، محمد صادق موسوی مترجم: مولانا ڈاکٹر سید رضوان حیدر	۱۶
مسئلہ حجاب۔ مختلف اقوام اور توحیدی ادیان میں	مؤلف: طلعت دہ پہلوان مترجم: ڈاکٹرخان محمد صادق جونپوری	۳۳
اسلام میں حجاب کا فلسفہ، حدود اور تربیتی آثار	گروہ مؤلفین: عظیمان اور ڈاکٹر سعید بہشتی مترجم: مولانا سید منظر صادق زیدی	۴۷
حجاب قرآن مجید کی نظر میں	مولفہ: سیمین قزلباس مترجمہ: سیدہ تحسین فاطمہ	۶۸
آیات حجات کی تفسیر کاارتقائی سفر	مولفہ: فاطمہ توفیقی مترجم: مولانا ظہیر عباس	۸۲
آیات حجاب کا تفسیری تجزیہ	گروہ مولفین: محمد حسین ملامیر زائی، مہدی بیاتی، محمد شریفی مترجم: ڈاکٹرخان محمد صادق جونپوری	۱۰۲

حجاب اور اس کی مشروعیت قرآن کی نظر میں	مولف: مولانا سید اطہر عباس رضوی الہ آبادی	۱۱۵
حجاب کے سماجی قبول عام کے اسباب، قرآن کے معاشرتی نظام کی رو سے	گروہ مولفین: فاضل حسامی، محمد یاسین بصیرت مترجم: مولانا منہال حسین	۱۲۹
حجاب کی ضرورت اور اس کے حدود فقہ اہل سنت میں	مولف: محمد ہادی فاضل مترجم: مولانا سید جمال عباس سرسوی	۱۴۳
حجاب کیا ہے؟ کیوں ضروری ہے؟ مخالفت کیوں ہے؟	مولف: مولانا سید محمد حسنین باقری	۱۶۴
حجاب وعفاف کی فضیلت فارابی کی نظر میں	مولفہ: زینب برخورداری مترجم: مولانا منہال حسین خیر آبادی	۱۸۴

اداریہ

حجاب، مہذب، معاشرے میں کثرت سے مستعمل، ان تصورات میں سے ایک ہے، جس کا انسانی زندگی پر خاص اثر پڑتا ہے۔ اسلامی حجاب کی اہمیت اس حد تک ہے کہ اسے قرآن میں ایک بنیادی ضرورت کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس کی بعض حکمتوں اور تاثیر گزاریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ موضوع ہمیشہ سے اسلامی محققین بالخصوص فقہاء، مفسرین، ماہرین عمرانیات اور ماہرین نفسیات کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس مسئلہ پر خصوصی توجہ کی ہے اور متعدد آیات میں اور مختلف مواقع پر اس کا تذکرہ کرتے ہوئے حجاب کے اصول، احکام اور فلسفہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے حجاب کا حکم، اسلام کے سب سے سنگین اور اہم مذہبی احکامات میں سے ایک ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے قرآن کریم میں حجاب کے مسئلہ پر تاکید فرمائی اور اس میں کبھی ایمان والی عورتوں سے، کبھی ازواج رسول کو خطاب کرتے ہوئے تاہم کبھی بوڑھی اور معذور عورتوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے اس کی وضاحت فرمائی اور مختلف الفاظ میں اس مذہبی حکم کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ حجاب، تہذیبی و ثقافتی اقدار کے طور پر، مختلف جہتوں کا حامل ہے، جیسے عام پردہ، طرز عمل کا پردہ، عفت نظر اور سماعت کا پردہ۔ واضح رہے کہ اشیاء کی حفاظت اور ڈھانپنے کی حکمت ان کی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے اور حجاب کی حکمت خواتین کی غیر معمولی عظمت کو محفوظ رکھنا ہے۔ حجاب کی حکمت کہلانے والی چند چیزیں یہ ہیں: فطری خواہش، ذہنی سکون، معاشرتی صحت، خواتین کی قدردانی، جھوٹی شناخت کی ممانعت، خاندانی استحکام، خود آرائشی پر قابو، ہوس کی روک تھام، فیشن پر کنٹرول، خود ستائشی کی اصلاح۔ حجاب کی فرضیت کا حکم دیتے ہوئے فقہاء نے ان آیات اور احادیث کو نقل کیا ہے جن پر مختلف نظریات ہیں۔ ایک پہلو جس پر کم علمی توجہ کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آیا شریعت کا مطلوبہ حجاب یا پردہ اور اس کے لازمی حکم کا مسئلہ ایک انفرادی طرز عمل ہے اور انسان کی ذاتی مرضی پر منحصر ہے، یا یہ ایک سماجی مسئلہ ہے جس کا تعلق امن عامہ سے ہے۔ لازمی یا اختیاری حجاب اس فرق کا سب سے اہم نتیجہ ہے۔ حجاب کی انفرادیت کو ثابت کرنے کے لیے اس کے مذہبی پہلو کے ساتھ ساتھ ابتدائے اسلام میں حجاب نہ پہننے پر سزا کی کمی، خواتین کی آزادی کے تحفظ اور بعض آیات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ جو لوگ حجاب کو ایک سماجی معاملہ سمجھتے ہیں، انہوں نے قرآن کی بعض آیات اور احادیث کا حوالہ دیا ہے کہ یہ ایک حکومتی مسئلہ ہے اور اسکے عقلی مقاصد ہیں۔ اس تحقیق کے نتائج کی بنیاد پر، جو حجاب کے مسئلے میں درپیش چیلنجوں کی وضاحت اور موافق و مخالفت میں رائیوں کا تجزیہ کرنے کے لیے کی گئی تھی، یہ ہیکہ حجاب اور اس کی فقہ ایک انفرادی واقعیت

ہے جس کے ناقابل تردید سماجی اثرات ہیں۔ حکومت، ایک ثانوی حکم کے طور پر، معاشرے کو "ضروتوں کے مطابق" اور "ضروریات مطابق ممنوعیات" کے اصول کے مطابق مناسب شرعی لباس کی پابندی کرنے کا پابند کر سکتی ہے۔ نسلی گروہوں کے درمیان مذہبی حجاب کے حدود کا مسئلہ ان ذیلی بحثوں میں سے ایک ہے جو مذاہب کے درمیان حجاب کی فرضیت کے اصول کی منظوری کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری طرف، آج کل سب سے زیادہ شکوک و شبہات میں سے ایک، خاص طور پر ورچوئل نیٹ ورکس میں، حجاب کا مسئلہ ہے۔ اس لیے مجلّہ راہ اسلام سہ ماہی کے اس شمارے میں ایرانی اور ہندوستانی مفکرین کے علمی مقالے پیش کیے گئے ہیں، جو آیات کے شواہد کی بنیاد پر تاہم آیات حجاب اور نزول قرآن کے عصری حالات کے بارے میں طریقہ کار پر مبنی تحقیق پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ حجاب کا حکم، حجاب کی حکمت اور تجزیہ حجاب کا تقابل؛ حجاب کی حکمت کے اصول کو بیان کرتے ہوئے کچھ شکوک و شبہات کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے امید ہے کہ یہ مسئلہ اس سہ ماہی جریدہ «راہ اسلام» اور اس کے مشمولات؛ حجاب کے فلسفے کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس سے متعلق کچھ شکوک و شبہات اور سوالات کے جوابات دینے میں بھی کارآمد ثابت ہونگے۔

ڈاکٹر محمد علی ربانی

(چیف ایڈیٹر)

حجاب۔ ابراہیمیؑ ادیان میں

گروہ مولفین: ڈاکٹر معصومہ ذبیحی[1] و

زہرہ سادات موسوی[2]

مترجم: مولانا نثار احمد زین پوری

خلاصہ

ابراہیمی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) میں عورت کا پردہ مشترک احکام میں سے ہے۔ ان مذاہب میں سے ہر ایک نے جداگانہ طور پر حجاب کی اہمیت وحیثیت پر زور دیا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ پردے کے حدود اور اس کے فلسفہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ دین یہود میں پورے بدن اور سر کو چھپانے کی تاکید کی گئی ہے۔ البتہ کنواری لڑکیوں کے بال معین مقدار میں سادگی کے ساتھ کھلے رہ سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ یہودیت میں حجاب شادی شدہ عورت کے لیے ضروری ہے۔ جبکہ عیسائیت میں تجرد (کنوارے رہنے) کو مقدس سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس مذہب میں معاشرہ کو ہیجان وشہوت انگیزی سے بچانے کے لیے مکمل پردے کا خیال رکھنے اور ہر قسم کی آرائش وجلوہ نمائی سے پرہیز کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ رہبانیت اور دنیوی لذتوں کو ترک کرنا ان کے اصول دین میں سے ہے اور حجاب کے فلسفہ کی بازگشت اسی چیز کی طرف ہوتی ہے۔ اسلام میں عورت ومعاشرہ کی پاکیزگی کے لیے پردہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور آیات وروایات کی روشنی میں اس کے حدود اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا چاہئے۔

مقدمہ

ابراہیمی مذاہب[3] کی تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان مذاہب میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ یہ اشتراک نظر صرف اعتقادی اصول، مثلاً خدا، نبوت اور قیامت پر ایمان ہی میں محدود نہیں ہے بلکہ دین کے

۱۔ Ph.D. in Mysticism

۲۔ Master of Religions and Mysticism

۳۔ ابراہیمی ادیان سے مراد یہودیت، عیسائیت، اور اسلام ہے کیونکہ ان کے انبیاء کے مشترکہ جد حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

فروع اور دیگر احکام میں بھی ہے ان ادیان کے اکثر احکامات ملتے جلتے ہیں جیسے نماز، روزہ، دعا، زیارت یہاں تک بعض مذہبی نشانیوں (شعائر) میں بھی اشتراک ہے۔ البتہ اخلاقی تعلیمات میں یہ مشابہت بعض جگہوں پر عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اخلاقی فضائل جیسے سچائی، درست کاری، صبر ودر گزر، ایثار وفداکاری، دوسروں کی خدمت نیز نفس پرستی اور ہوس کے مقابلہ میں پاک دامنی کا خیال رکھنے کی دعوت دینا بلکہ کلی طور پر ان تمام کاموں سے پرہیز کرنے کی دعوت دینا کہ جن کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ چیزیں مذکورہ مذاہب کے پیروں کی اخلاقی زندگی کے ارکان ہیں۔ ان تمام مذاہب میں رسول کو دینی نمونے کے عنوان سے سب سے زیادہ مقدس اور عفیف وپاک دامن ترین انسان سمجھا جاتا ہے۔ ان کے دینی پیشواؤں کو دوسروں سے زیادہ پارسا تصور کیا جاتا ہے چاہے وہ مرد ہوں یا عورت۔

بعض دوسرے امور جو تمام الٰہی مذاہب کے مد نظر رہے ہیں ان میں سے ایک عورت کا حجاب بھی ہے۔ ان کی مقدس عورتوں کی سیرت میں، عفت وپاکدامنی کے علاوہ، خطاؤں سے محفوظ ہونے کے ساتھ، مکمل پردہ بھی نظر آتا ہے۔ چنانچہ ان مذاہب کی مومن عورتیں اب بھی مذہبی لباس میں نظر آتی ہیں۔

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم اس مقالہ میں تینوں بڑے مذاہب یہود، عیسائی اور اسلام میں عورتوں کے حجاب اور اس کے حدود کی ضرورت کی تحقیق ان کی مقدس کتاب کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کریں گے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان تینوں بڑے الٰہی مذاہب میں کس میں پردے کی کتنی اہمیت ہے اور اس کے حدود کیا ہیں۔

ا۔ حجاب یہودی مذہب میں

ا۔ا۔ حجاب وپردہ کی ضرورت مذہب یہود میں

مذہب یہود اپنی تین ہزار تین سو سال قدامت[۱] کے ساتھ صاحب شریعت مذاہب کے درمیان ایک قدیم ترین مذہب شمار ہوتا ہے۔ یہود کے تعلیمات، بنی اسرائیل کی آسمانی کتاب اور ان کے انبیاء وبزرگان کی سنت وسیرت میں عفت وپاکدامنی کی طرف اشارہ اور عورت کے حجاب کی تاکید کے علاوہ عفت کے تحفظ کے لیے، ہمیشہ قوانین کا وجود رہا ہے۔ اگرچہ یہود کی پراکندگی کے نتیجہ میں ان کے پردے میں بڑا فرق نظر آتا

ا۔ یہودیوں کے کلنڈر کے مطابق مصر سے حضرت موسیٰ کی ہجرت کو ۳۳۲۰ ہو گئے ہیں۔ (ایرانی سال ۱۳۸۵ میں)

ہے۔ لیکن اس مذہب کے مقدس متون سے ایک بنیادی قاعدہ اور کلی اصول حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج اس مذہب کے بعض ماننے والے حجاب کی کوئی خاص پابندی نہیں کرتے ہیں۔

کوہ طور پر خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ کو دیئے گئے دستورات میں (جن کو دس احکام کہتے ہیں) حجاب کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

ساتواں فرمان: زنا مت کرنا

دسواں فرمان: اپنے ہمسایہ کی عورت کو طمع کی نظر سے نہ دیکھنا وغیرہ (توریت سفر تثنیہ، ۵۔۷۔۱۰، سفر خروج، ۲۰/۱۴۔ ۱۷) ان دونوں احکام میں جنسی پاکدامنی اور نامحرم مرد و عورت کے ارتباط کی حد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

توریت میں لڑکیوں کی عفت و پاکدامنی کی حفاظت کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا ہے:

"اپنی بیٹیوں کو بے عصمت نہ بناؤ اور انہیں بدکاری کی طرف مائل نہ ہونے دو کہ کہیں زنا کی مرتکب نہ ہو جائیں۔ اور زمین گناہ سے بھر جائے۔" (سفر لاویان، ۱۹/۳۰)

اس کے علاوہ توریت نیز انبیاء کی دوسری کتابوں میں ایسی عبارت موجود ہے کہ جس سے بدن وچہرہ کا پردہ ثابت ہوتا ہے یہاں تک حضرت ابراہیم اور بنی اسرائیل کی قوم میں بھی نقاب اور برقعہ کا وجود ملتا ہے۔:

الف۔ حضرت اسحاق بن ابراہیم کی شادی کے بارے میں سفر پیدائش میں نقل ہوا ہے: "رفقہ نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور اسحاق کو دیکھا اور اونٹ سے نیچے اترے خادم سے معلوم کیا کہ یہ کون ہے جو صحرا میں ہمارے استقبال کو آرہا ہے۔ خادم نے کہا: یہ میرا مولا ہے۔ یہ سن کر رفقہ نے اپنا برقعہ پہن لیا (سفر پیدائش: ۴۲۔ ۶۵۔ ۶۴)۔ قابل ذکر ہے کہ ایران میں یہودیوں کے سابقہ مرجع خاخام اوریل داودی نے توریت کی اسی عبارت کی بنیاد پر شریعت یہود میں حجاب کو واجب قرار دیا ہے۔

توریت کی اس نقل سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم کی زوجہ نے نقاب اوڑھی تھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں میں حجاب ونقاب کا رواج تھا۔

ب۔ توریت میں یہودا (بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم) کی زوجہ کے بارے میں آیا ہے کہ "اس نے بیوگی کا لباس اتار دیا اور ایک نقاب پہن لیا اور ایک چادر اوڑھ کر تمنہ کے راستہ میں عینایم دروازہ پر بیٹھ گئی۔" (مذکورہ حوالہ، ۳۸۔ ۱۵۔ ۱۴)

اس عبارت میں بھی نقاب اور چادر کی لفظ آئی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں نقاب و برقعہ کا رواج تھا نیز واضح ہوتا ہے کہ حجاب وپردہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے خاندان کی سنت وسیرت ہے۔

مذہب یہود میں حجاب اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ عہد عتیق کی ایک کتاب میں ان عورتوں کو خدا کے عذاب سے خبردار کیا گیا ہے جو قانون شریعت کی پابند نہیں تھیں اور خدائی حدود واحکام کی رعایت نہیں کرتی تھیں۔ اشعیا نبی کی کتاب میں جس میں بنی اسرائیل کو خدا کے عذاب سے خبردار کیا گیا ہے۔ یہودیوں کی گناہگار عورتوں کے بارے میں آیا ہے کہ "خداوند فرماتا ہے چونکہ صیہون[1] کی بیٹیاں (یہودیوں کی عورتیں) مغرور ہیں، سر اٹھا کر کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے اور ناز وادا اور پایل کی جھنکار کے ساتھ چلتی ہیں لہٰذا خداوند صیہون کی بیٹیوں کے بال گرادے گا (اور انہیں گنجا کردے گا) (عہد عتیق، کتاب اشعیا، ۳۔۱۸۔۱۶)

اسی طرح تلمود[2] تعلیمات میں عورتوں کا مردوں کے اجتماع میں جانے کے لیے کچھ شرائط بیان ہوئے ہیں جن پر عمل نہ کرنے سے نکاح باطل ہو جاتا ہے۔" جن عورتوں کا چال چلن درج ذیل مواقع کے مطابق ہوگا ان کا نکاح باطل ہو جائے گا اور ان کو کتوبا (مہر) نہیں دیا جائے گا۔ جو عورتیں یہودی قوانین پر عمل نہ کرتے ہوئے کھلے سر نامحرموں کے درمیان جاتی ہیں اور کوچہ وبازار میں اون کاتتی ہیں اور مرد سے بے (دھڑک) مہابات کرتی ہیں یا جو عورت اپنے شوہر کے سامنے اس کے والدین کو برا بھلا کہتی ہے، یا بلند آواز والی عورت جو گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ ہمبستری کے بارے میں بلند آواز میں گفتگو کرتی ہے جسے اس کے ہمسایہ سنتے ہیں کہ کیا کہہ رہی ہے۔ (تلمود میشنا کتوبوت، ۷۔۶)

اس عبارت میں یہودی عورت کے اجتماع سے ارتباط کے لیے چند چیزوں پر زور دیا گیا ہے:

۱۔ عورت کو مردوں کے درمیان سر ڈھانپ کے جانا چاہیے۔

۲۔ عورت کو بھولے پن میں ہر نامحرم سے بات نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ عورت کو ہمبستری کے بارے میں اس وقت بلند آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے جب ہمسایہ سن رہا ہو۔

۲۔۱۔ عورتوں کے حجاب کے حدود شریعت یہود میں

۱۔ یروشلم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

۲۔ توریت کی ان تفسیروں کو کہتے ہیں جو یہود کے صدر اول کے علماء نے ابتدائی عیسوی صدیوں میں لکھی تھیں نیز مدون فقہ اور یہود کے دستور زندگی کا مجموعہ ہے۔ تلمود تلمیذ سے نکلا ہے جس کے معنی علم حاصل کرنے کے ہیں اور یہ تلمودتوں کا مخفف ہے" Talmud" تلمود

ڈاکٹر مناخیم 'م' بریر[ا] (یشیوا یونیورسٹی میں کے ادبیات کے پروفیسر) کتاب "زنان یہودی در ادبیات ربانی" میں لکھتے ہیں: "یہودی عورتوں کے لیے ہمیشہ یہ سنت رہی ہے کہ وہ کسی بھی چیز سے سر چھپا کر نکلتی تھیں بلکہ پورے چہرے کو چھپا کر نکلتی تھیں صرف ایک آنکھ کو نہیں ڈھانکتی تھیں۔ (M.Brayor. 1986 R 1392)

مقبوضہ فلسطین کے ایک معاصر یہودی عالم "ھارا و یعقوو یسرائیل لوگاسی" نے اپنی "بت یعقور" نامی کتاب میں عورتوں کے حجاب والے حصہ میں پردے وحجاب کے بارے میں مفصل طور پر بحث کی ہے اس کے کچھ اہم نکات درج ذیل ہیں:

عورت کا لباس اتنا کشادہ ہونا چاہئے کہ جس سے بدن کا کوئی عضو کسی بھی طرح نمایاں طور پر نظر نہ آئے۔

آستینیں ایسی ہوں جو ہاتھ کو گٹے تک چھپالیں۔

پوری گردن کو چھپائے رکھیں یہاں تک کہ پاؤں کو بھی اس طرح چھپائیں کہ جوراب کے اندر سے کھال نظر نہ آئے۔ شوخ رنگ کے تصویر والے موزے پہننا ممنوع ہے۔

سر کا پردہ یہ ہے کہ وہ سر کے سارے بالوں کو چھپالے اور ایسا سنگار وآرائش کرنا بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے دوسرے اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ (یعقوو یسرائیل لوگاسی۔ ۱۹۸۰ء، ص ۱۱۰)

تاریخ میں یہودیوں کی مومن عورتیں حجاب کی پابند رہی ہیں۔ بعض ادوار میں انہوں نے چہرہ بھی چھپایا ہے اور بعض ادوار میں صرف سر کے بالوں کو چھپایا ہے۔ قلمود کی بعض روایات میں ایک قسم کی ٹوپی سے سر کو چھپانا کافی ہے۔

"ویل ڈوریںٹ" "تاریخ تمدن" میں عہد وسطیٰ کی یہودی عورت کے حالات کے بارے میں لکھتا ہے:

"عہد وسطیٰ کے یہود اپنی عورتوں کو فاخرہ لباس پہناتے تھے لیکن انہیں کھلے سر لوگوں کے درمیان جانے کی اجازت نہیں تھی۔

ا۔ Dr. Menachim M. Brayer

۲۔ حجاب عیسائی مذہب میں

ا۔۲۔ پردے و حجاب کی ضرورت عیسائی مذہب میں

عیسائی مذہب نے عورتوں کے حجاب کے بارے میں نہ فقط یہ کہ یہودی شریعت کے احکام کو نہیں بدلا بلکہ اس کے قوانین کو جاری رکھا ہے اور بعض مقامات پر تو ان سے کچھ آگے بڑھ گئے ہیں اور اس کی مزید تاکید کے ساتھ عفت و پاکدامنی کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے۔ کیونکہ یہود کی شریعت میں شادی خانہ آبادی ایک مقدس کام ہے جبکہ عیسائی نقطۂ نظر سے تجرد (شادی نہ کرنا) مقدس کام ہے۔ واضح ہے کہ شہوت انگیزی کے اسباب کو ختم کرنے کے لیے عورتوں کو پردہ کا حکم اور سنگار و آرایش سے دور رہنے کا فرمان دیا گیا ہے۔

انجیل متی میں[1] حضرت عیسیٰ کا یہ قول آیا ہے: تم نے سنا ہے کہ پہلے (ادیان) والوں سے کہا گیا ہے زنا نہ کرنا لیکن میں تم میں سے کہتا ہوں کہ تم میں سے جو بھی کسی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ اسی وقت اپنے دل میں اس سے زنا کرتا ہے۔ پھر اگر تمہاری دائیں آنکھ نے ایسا کیا ہے تو اسے نکال کر پھینک دو۔" (انجیل متی، ۵۔۳۱۔۲۷)

پطرس رسول کے رسالہ میں عیسائی عورتوں کے حجاب اور سنگار کے بارے میں لکھا ہے: "اور تمہیں ظاہری زینت و آرائش سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اسی طرح چوٹی گوندھنے اور زرق و برق لباس پہننے سے باز رہنا چاہئے کیونکہ گذشتہ زمانہ کی مقدس عورتیں بھی خدا پر توکل کرتی تھیں اور ظاہری زینت کے بجائے باطنی زینت کرتی تھیں اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی تھیں۔ مثلاً حضرت سارا حضرت ابراہیم کی مطیع تھیں اور انہیں آقا کہتی تھیں اور تم ان کی بیٹیاں ہو۔ (رسالہ پطرس، ۳۔۶۔۱)

اسی طرح عورتیں خود کو سنواریں زینت کریں لیکن شرم و حیاء کے لباس سے نہ کہ گراں قیمت لباس، سونے چاندی کے زیور پہن کر اور زلفیں سنوار کر۔" (رسالہ اول پولس بہ شیموتاتوس، ۲۔۱۵۔۹)

ا۔ عہد جدید کی شروع کی چار کتابوں کو انجیل کہتے ہیں۔ لفظ انجیل یونانی لفظ Euangelion سے لیا گیا ہے جس کے معنی خوشخبری و بشارت کے ہیں۔ عیسائی چار انجیلوں میں سے ایک متی کو مانتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کوئی کتاب نہیں لائے تھے (میشل، ۷۷، ۱۳، ص ۴۹) لہٰذا متی، لوقا، مرقس اور یوحنا حضرت عیسیٰ کی اناجیل نہیں ہیں بلکہ صدر مسیحیت کے عیسیٰ کے بعض پیروں نے ۴۰ء تا ۹۰ء کے درمیان یہ کتابیں لکھی ہیں۔ عیسائیوں کا گمان ہے حضرت عیسیٰ کی وفات ۳۰ء میں ہوئی ہے۔

مذکورہ بیانات میں تو عورتوں کے لباس کی سادگی اور زینت اور شہوت انگیزی کے محرک سے خالی ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ جبکہ عبادت کے وقت عورتوں کے سر ڈھانکنے کے بارے میں پولس کے رسالوں میں آیا ہے: "اس بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ عورت سر ڈھانکے بغیر عبادت کرے۔" (رسالہ پولس بہ قرنتیان، ۱۵اُ۔۱۱)

صدر عیسائیت کے پاپ حضرات اور اس مذہب کے بزرگوں کے دینی احکام میں حجاب وپردے کے لازم ہونے کے بارے میں مختلف نکات بیان ہوئے ہیں۔ عہد وسطیٰ کے عیسائی بزرگوں کی سیرت میں بھی پردہ وحجاب کی پابندی کا وجود نظر آتا ہے۔ لہٰذا عام عیسائی عورتیں پردہ کرتی تھیں۔ رنسانس کے بعد تیرہویں صدی سے عیسائیت میں پردہ میں کمی آئی ہے۔ چنانچہ ترتولین (Tertullain) (وفات ۱۶۰ء) اپنے مشہور رسالہ (On the veiling of virgins) (باکرہ لڑکیوں کے پردہ کے بارے) میں لکھتا ہے: "اے جوان عورتو! تم گلی کوچوں اور شاہراہ عام پر حجاب کرتی ہو تو کلیسا میں بھی تمہیں پردہ کرنا چاہئے اور جب نامحرموں کے درمیان جاؤ تو وہاں بھی حجاب کرکے جایا کرو۔ بلکہ اپنے (دینی) بھائیوں کے درمیان بھی حجاب میں رہو۔ (دیکھئے: حکیم الٰہی، ۱۳۴۲)

رنسانس کے بعد بھی عیسائی عورتوں میں پردہ کا رواج تھا اور اب بھی راہبہ خواتین کو اور کلیسا میں عبادت کے وقت عام عیسائی عورتوں کو حجاب میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ حجاب دین اسلام میں

جس طرح تمام الٰہی ادیان میں طبیعت وفطرت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عفت کی حفاظت کو ایک اخلاقی واجتماعی فضیلت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی عفت کا تحفظ اور مسلمان مرد وعورت کے لیے محرم ونامحرم کے حدود بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہاں تک نامحرم سے پردہ کرنے کو ضروریات دین میں شمار کیا گیا ہے۔ (رک: حکیم، ۱۹۶۹ء، ج ۵، ص ۲۳۹)

ا۔۳۔ حجاب قرآن میں

مدینہ میں اسلامی حکومت کے دس سال کے عرصہ میں رسولؐ پر حجاب کی آیتیں نازل ہوئی تھیں ابتدا میں ان آیتوں کا مخاطب رسول کی بیویاں تھیں پھر یہ حکم مومنوں کو بھی شامل ہوگیا اور پردہ کا حکم تمام مسلمانوں کے لیے جاری ہوگیا۔ ان میں سے اہم ترین آیات درج ذیل ہیں:

الف: يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا، وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى...... (سورہ احزاب، آیت ۳۲۔ و۳۱)

اے رسول کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کروگی تو تم دوسری عورتوں کی مانند نہیں ہو لہٰذا تم نرم ونازک لہجہ میں مردوں سے بات نہ کیا کرو کہ دل کے کھوٹے لوگ طمع میں پڑ جائیں بلکہ ان سے نپی تلی بات کیا کرواور اپنے گھر میں بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت جیسا بناؤاور سنگار نہ کرو، نماز قائم کرواور زکوٰۃ دواور خدااور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اس آیت میں آرائش وزینت نہ کرنے اور حجاب کی حفاظت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

ب: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ.....: (سورہ احزاب، آیت ۵۳)

اے ایماندارو! رسول کے گھر میں داخل نہ ہونا مگر یہ کہ تمہیں کھانے پر بلایا جائے۔ اور جب تم رسول کی بیویوں سے روز مرہ کے استعمال کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو اس سے تمہارے دل اور وہ پاک رہیں گی۔

اس آیت میں رسول کی بیویوں کے حریم کی حفاظت کی تاکید پردہ کے استعمال کی صورت میں کی گئی ہے۔

ج: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ...... (سورہ احزاب، آیت ۵۹)

اے رسول! بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادر اوڑھ لیا کریں تاکہ انہیں محترم وپردہ دار سمجھا جائے اور بیہودہ لوگ انہیں اذیت نہ دیں، خدا بخشنے والااور مہربان ہے۔

اس آیت میں ایسی چادر اوڑھنے کی تاکید کی گئی ہے جو پورے جسم کو ڈھانک لیتی ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۷ ،۱۳، سورہ احزاب، آیت ۵۹ کے ذیل میں)

د: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ، وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ.............. (سورہ نور، آیت ۳۰ و ۳۱)

(اے رسول) ایمان داروں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور یہ چیز ان کی پاکیزگی کے لیے زیادہ بہتر ہے اور جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے ہیں خدا اس کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں زینت وآرائش کی جگہوں کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جواز خود ظاہر ہوں اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر ڈالے رہیں اور اپنے حسن وجمال کو ظاہر نہ کریں ہاں اپنے شوہر اور باپ دادا وغیرہ کے سامنے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (یہاں عورتوں کے محرموں کے نام بیان ہوئے ہیں)

اور زمین پر اس طرح پاؤں نہ رکھیں کہ جس سے ان کے پوشیدہ بناؤ وسنگار کا دوسروں کو پتہ چل جائے اور اے ایماندارو! تم سب خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت نے مرد وعورت کو جداگانہ طور پر نامحرم کو نہ دیکھنے کی تاکید کی ہے اور کہا ہے کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرو نیز فرمایا ہے کہ اپنی اوڑھنی اپنی گردن اور اپنے سینہ پر ڈالے رہو۔

۱۔ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔ بدن کو چھپانے کے لیے سر سے پاؤں تک کی چادر استعمال کریں۔

۲۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔ گذشتہ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح بناؤ سنگار نہ کرو۔

۳۔ اَوْلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرو مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے۔

۴۔ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ۔ جب کوئی چیز لی جائے یا دی جائے تو پردے کے پیچھے سے لی جائے یا دی جائے۔ بعض مفسرین نے اس حکم کو رسول کی ازواج سے مخصوص جانا ہے۔ (مکارم شیرازی ۱۷ ،۱۳، سورہ احزاب کی آیت ۵۳ کے ذیل میں)

۵۔وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔ اپنی اوڑھنی کے دامن کو سینہ پر ڈال لیں تاکہ سینہ چھپ جائے۔

۲۔۳۔ حجاب، روایات میں

آیتوں کے تناظر میں حجاب یہ ہے کہ عورتیں اپنے پورے بدن کو اس طرح چھپائیں کہ ان کی زینت وزیبائی نمایاں طور پر نظر نہ آئے۔ لیکن انہیں اجتماعی وسماجی روابط اور سرگرمیوں کے لیے بعض اعضاء کے ظاہر وعیاں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ (عائشہ کی بہن) اسماء سے رسول نے جو بات کہی تھی اس سے حجاب کے حدود مکمل طور پر معین ہو جاتے ہیں۔ "يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلَحْ أَنْ يَّرىٰ اِلَّاهٰذَا هٰذَا اِشَارَةً اِلٰى كَفِّهٖ وَوَجْهِهٖ"۔ (سجستانی، ۱۹۹۸ء ج ۲، ص ۳۸۳) اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو پھر اس کے بدن کے کسی حصہ کا دکھائی دینا صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ (یہ کہہ کر آپ نے ہاتھ اور چہرہ کی طرف اشارہ کیا) یعنی ہاتھ اور چہرہ دکھائی دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسی ہی بات آپ نے (عطارہ کی بیوی) حولاء سے بھی کہی تھی۔ (محدث نوری، ۱۴۰۸ ھ، ص ۵۸۴)

"فضیل بن یسار" کے جواب میں امام صادق علیہ السلام نے اس طرح فرمایا ہے: "فضیل بن یسار نے کہا: میں نے امام صادق علیہ السلام سے معلوم کیا۔ کیا عورتوں کو پاؤں بھی چھپانا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: نَعَمْ وَ دُوْنَ الْخِمَارِ مِنَ الزِّيْنَةِ وَمَادُوْنَ السّوارِيْن" ہاں جو برقعہ (اسکارف) میں آجائے اور اسی طرح ہاتھوں کو گٹے تک چھپانا چاہئے۔ (کلینی، بی تا، ج ۵، ص ۵۲۱)

قرآن کی صحیح تعلیمات کی بناء پر تمام اسلامی فرقے حجاب کے ضروری ہونے پر اتفاق نظر رکھنے کے علاوہ اس کے حدود (کہ چہرے اور گٹوں تک ہاتھوں کے علاوہ) پورے بدن کو چھپانے پر متفق ہیں۔ (شمس الدین، ۱۳۸۲ھ، ص ۱۶۴)

۱۔۲۔۳۔ حجاب کی پابندی کی اہمیت روایات میں

اسلام کے دینی احکامات وتعلیمات اور متعدد روایات میں پردہ کی جگہوں اور پہلوؤں کے بارے میں بحث ہوئی ہے اور اس کی ضرورت پر تاکید کی گئی ہے۔ متعدد روایات میں پردے وحجاب کو بہترین وعظیم ترین عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (کلینی، بی تا، ج ۲، ص ۷۹) اس سے پردے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حجاب کے پہلو بہت وسیع ہیں انسان کی زندگی کے تمام امور کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ بزرگان دین کے بیانات میں اس کی نمایاں طور پر تاکید وتصریح کی گئی ہے۔ نامحرم مرد وعورت کے عدم اختلاط کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: اَخَذَ رَسُولُ اللهِ الْبَيْعَةَ عَلَى النِّسَاءِ اَنْ لَّا يَجْمَعَ الرِّجَالَ فِي الْخَلَاءِ" رسول خداؐ نے عورتوں سے اس شرط کے ساتھ بیعت لی کہ وہ تنہائی میں نامحرم مردوں کے ساتھ نہیں رہیں گی اور بے ضرورت ان سے بات نہیں کریں گی۔ (مجلسی، ۱۴۰۴ھ، ج ۸۲)

ایک روز رسول خداؐ نے دیکھا کہ مرد اور عورتیں ایک ساتھ مسجد سے نکل رہے ہیں آپؐ نے انہیں (عورتوں کو) مخاطب کرکے فرمایا "بہتر یہ ہے کہ تم تھوڑا صبر کرو تاکہ مرد نکل جائیں وہ درمیان سے اور تم کنارے سے نکل جاؤ"۔ اور ایک روز رسولؐ نے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اس دروازے کو عورتوں سے مخصوص کردیں۔ (محدث نوری، ۱۴۰۸ھ، ج ۱۲، ص ۲۷۲)

نیز حضرت علیؑ سے منقول ہے " لَاتُبْدُواالنِّسَاءَ بِالسَّلَامِ وَلَاتَدْعُوهُنَّ اِلَى الطَّعَامِ" مرد عورتوں کو پہلے سلام نہ کریں اور انہیں کھانے کی دعوت نہ دیں۔ (مجلسی، ۱۴۹۴ھ، ج ۲، ص ۱۲۸)

پردے کے دوسرے پہلو، حرام نظر سے پرہیز کرنا ہے اس بارے میں امام صادقؑ کے کلام میں آیا ہے۔" زِنَاالْعَيْنَيْنِ اَلنَّظَرُ" دونوں آنکھوں کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا ہے۔ (حر عاملی، بی تا، ج ۲۰، ص ۱۹۱)

رسول اکرمؐ نے نگاہ کی حدود کے بارے میں حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علی! بہشت میں خزانہ تمہارا ہے اور تم بہشت کے ذوالقرنین ہو۔ پھر ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ نہ دیکھنا کیونکہ پہلی نظر تمہارے فائدہ میں ہے اور دوسری نظر تمہارے نقصان میں ہے۔ (حوالہ سابق، ج ۳، ص ۲۵)

خاتمہ

کتاب مقدس کے متن اور خدا کے انبیاء کے احکامات وتعلیمات کے اعتبار سے دین یہود میں حجاب وپردہ ایک مسلم اور ناقابل تردید بات ہے۔ ایسے متعدد مقامات کی صریح طور پر نشان دہی کی جاسکتی ہے کہ

جہاں عورتوں کے حجاب اور اس کی کیفیت وحدود کی تاکید کی گئی ہے۔ بعض جگہوں پر چادر، برقعہ اور نقاب کی لفظ استعمال ہوئی ہے۔ جس سے اس مذہب میں پردہ کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ اسی طرح حجاب و پردہ نہ کرنے پر عذاب نازل ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ بعض مواقع پر عورتوں پر بہت زیادہ سختی کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی عورت سر ڈھانکے بغیر مردوں کے درمیان چلی جاتی ہے تو اس کے شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مہر ادا کیے بغیر اسے طلاق دے دے۔ یہودی عورتوں کی عملی سیرت میں پردے کے رواج اور حریم عفت کی پاسداری کو پوری تاریخ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج مغرب کی تہذیب کے زیر اثر یہودی عورتوں کے درمیان حجاب وپردہ کی اہمیت کم ہو گئی ہے۔

عیسائی مذہب میں عورتوں کے پردے کے بارے میں نہ صرف یہ کہ مذہب یہود کے احکام منسوخ اور ختم نہیں ہوئے ہیں بلکہ ان پر سختی وشدت کے ساتھ عمل بھی کیا گیا ہے۔ ان دو الٰہی ادیان میں جو اہم اختلاف اور فرق ہے وہ یہ ہے کہ عیسائی مذہب میں تجرد (شادی نہ کرنے) کو مقدس سمجھا جاتا ہے جبکہ مذہب یہود میں شادی کرنے کو مقدس تصور کیا جاتا تھا۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰؑ زندگی بھر مجرد رہے اور عیسائی ہونے کے بعد پولس بھی مجرد رہا اور تجرد کی تعریف اور شادی سے باز رہنے کے بارے میں اس مذہب کے بزرگوں کے ملفوظات اور رسالے ہی اس مذہب میں رہبانیت کی توجیہ کرتے ہیں لہٰذا اس دین کے نقطۂ نظر سے معاشرہ میں شہوت انگیزی کے محرکات کو کم کرنے کے لیے حجاب وپردہ کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ عیسائی عورتوں کی عملی سیرت بھی اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ وہ پوری تاریخ میں حجاب کی پابند رہی ہیں۔ دنیائے عیسائیت کی مقدس خاتون حضرت مریمؑ اور دوسری مسیحی عورتوں کی جو تصویریں پائی جاتی ہیں ان سے اس مذہب میں حجاب کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن آج جدید تہذیب کی فضاء میں کیتھولک اور ارتھوڈکس فرقوں کی عورتیں صرف کلیسا میں اور عبادت کے وقت حجاب کرتی ہیں۔

دین اسلام کے متون کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب میں حجاب وپردہ لازم وضروری رہا ہے اور اس کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے کیونکہ پردے کی پاسداری اور حجاب کی حفاظت کی آیات سے بھی تاکید ہوتی ہے اور بزرگان دین کی روایات میں بھی اس پر زور دیا گیا ہے اور مردوں اور عورتوں کو زندگی کے مختلف میدانوں میں پردے کے ساتھ جداگانہ طور پر کام کرنے کی دعوت دی گئی ہے جیسا کہ اسلامی روایات میں آیا ہے۔

پردہ وحجاب کا مطلب ہے کہ دونوں ہتھیلیوں اور چہرہ کے علاوہ پورے بدن کو چھپایا جائے۔ اسی طرح اس دین میں عورت کے پردہ کی تعریف اور اس کے فلسفہ وعلت کو زیادہ صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور پردہ وحجاب کو دل کے کھوٹے لوگوں کی طمع سے عورت کو محفوظ رکھنے کا فلسفہ قرار دیا گیا ہے۔

منابع

❖ قرآن کریم
❖ عہد جدید، انجمن نشر کتب مقدسہ، نیویورک، ۱۹۹۴۔
❖ عہد عتیق، انجمن پخش کتب مقدسہ، لندن، ۱۹۹۲۔
❖ آقا حسین شیرازی، ابوالقاسم، پوشاک زنان ایران از آغاز تا امروز"، انتشارات اوستافراہانی، ۱۳۸۳۔
❖ حر عاملی، محمد بن حسن، "وسائل الشیعہ"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، بی تا۔
❖ حکیم الہی، "زن وآزادی وضرب المثل ہای ملل راجع بہ زنان"، تہران، چاپخانہ فردوسی، چاپ دوم، ۱۳۴۲۔
❖ حکیم، سید محسن، "مستمسک العروۃ الوثقی"، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۶۹ء۔
❖ دورانت، ویل، "تاریخ تمدن"، ترجمہ امیر حسین آریانپور ودیگران، تہران، انتشارات علمی وفرہنگی، ۱۳۶۵۔
❖ سجستانی، سلیمان بن اشعث، "سنن ابن داود"، بیروت، مؤسسۃ ریان، ۱۹۹۸ء۔
❖ شمس الدین، شیخ محمد مہدی، "حدود پوشش ونگاہ در اسلام"، ترجمہ محسن عابدی، انتشارات بین المللی الہدی، چاپ اول، ۱۳۸۲۔
❖ فوگل، اشپیگل، "تمدن مغرب زمین"، ترجمہ محمد حسین آریا، تہران، انتشارات امیر کبیر، ۱۳۸۰۔
❖ کلینی، محمد بن یعقوب، "اصول کافی"، ترجمہ وشرح سید ہاشمی رسولی، نشر فرہنگ اہل البیت، بی تا۔
❖ ماضی، محمد، "سیاست ودیانت در اسرائیل"، ترجمہ سید غلام رضا تہامی، انتشارات سنا، ۱۳۸۱۔
❖ مجلسی، محمد تقی، "بحار الانوار"، بیروت، مؤسسۃ الوفاء، ۱۴۰۴ھ
❖ محدث نوری، میرزا حسین، "مستدرک الوسائل"، بیروت، مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث، چاپ دوم، ۱۴۰۸ھ
❖ مکارم شیرازی، ناصر، "تفسیر نمونہ"، قم، دارالکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۱۔
❖ میشل، توماس، "کلام مسیحی"، ترجمہ حسین توفیقی، انتشارات مرکز مطالعات ادیان ومذاہب، قم، ۱۳۷۷۔
❖ ناس، جانبی: "تاریخ جامع ادیان"، ترجمہ اصغر حکمت، تہران، شرکت انتشارات علمی وفرہنگی، ۱۳۸۲۔
❖ یسرآئیل یعقوولوگاسی، ہاراو، "بت یعقوو"، چاپ اورشلیم، ۱۹۸۰ء
❖ پوشاک ایران زمین، ترجمہ مقالات دانشنامہ ایرانیکا، تہران، انتشارات امیر کبیر، ۱۳۸۲۔
❖ فرزندان استر، مجموعہ مقالات بہ کوشش ہومن سرشار، ترجمہ مہرناز نصریہ، نشر کارنگ، ۱۳۸۴۔
❖ M. Brayer, Rabbi Dr. Menachim: **"he Jewish Woman in Rabinic Lieraure**, A Psychosocial Perspecive, Hobooken, NJ: kay Publishing House, 1986.

حجاب سامی ادیان میں

گروہ مولفین: مہرانہ درزی، محمد جعفری ہرندی، محمد صادق موسوی

مترجم: مولانا ڈاکٹر سید رضوان حیدر رضوی

مقدمہ

ابتدائے خلقت سے ہی جسم کا چھپانا انسان کی اولین ضروریات میں شمار ہوتا رہا ہے اور وقت گزرنے اور انسان کے بدویت سے نکل کر تمدن میں آنے کے ساتھ ہی اس کی ساخت وساز میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور انسان کی دوسری ضرورتوں کے ساتھ اس میں بھی ترقیاں ہوتی رہی ہیں یہاں تک کہ یہ لباس نہ صرف یہ کہ ممالک کے شرائط و حالات کے اعتبار سے بدلتا رہا بلکہ انسانی تمدن کی ترقی اور ان کے آداب ورسوم کی تبدیلی کے اعتبار سے بھی مختلف شکلیں اختیار کرتا رہا۔

اقتصادی، اجتماعی اور آپسی روابط بھی اس کے گوناگوں ہونے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ مسئلہ حجاب اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک ہے اور آیات وروایات میں بار بار اس کا تذکرہ ہوا ہے اور قرآن مجید نے بھی خواتین کے لئے اس کے واجب ہونے کی تاکید کی ہے لیکن پھر بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم سماج میں بہت سی خواتین کو دیکھتے ہیں کہ حجاب کے مسئلہ میں کوتاہی کرتی ہیں اور جس طرح سے اسلامی حجاب کی رعایت کرنی چاہئے رعایت نہیں کرتی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہونے والی تحقیقات خواتین میں بد حجابی کے بہت سے اسباب وعلل کی تائید کرتی ہیں۔ والدین میں مذہبی اعتقاد اور اعمال کی کمی، خواہشات کی پیروی اور آخر کار انسان کے اقتصادی حالات مسئلہ حجاب کی رعایت نہ کرنے کے اہم موثر اسباب ہو سکتے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ حجاب اسلام کے ضروری احکام میں سے ایک ہے اور خداوند عالم نے عورت کے بلند مقام کو اہمیت دینے کے لئے اس پر حجاب کو واجب قرار دیا ہے تاکہ وہ پاکدامنی و تقوی کے سایہ میں قرب الٰہی کے مقام کو حاصل کر سکے (قرائتی۔ ۱۳۸۳۔ ص ۲۱۳،۳۷)

لفظ حجاب، پہننے کے معنی میں بھی ہے اور پردہ و حاجب کے معنی میں بھی۔ جبکہ زیادہ تر اس کا استعمال پردہ کے لئے ہوتا ہے۔اس لفظ میں پہننے کا مفہوم اس لئے حاصل ہوتا ہے کہ پردہ بھی پہننے کے ذریعہ ہوتا ہے اور شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ اصل لغت کے حساب سے ہر پہناوا حجاب نہیں ہے بلکہ وہ پہناوا حجاب کہلائے گا جو پردہ کا عنوان رکھتا ہو۔

حجاب اسلامی پردہ ہے اور اسلامی پردہ کا مطلب قرآن و احادیث کی رو سے یہ ہے کہ ”خواتین نامحرموں کے سامنے اپنے جسم کو چھپائیں اور خود نمائی و جلوہ گری سے پرہیز کریں“۔

خداوند عالم نے سورہ احزاب میں حجاب کے متعلق تین حکم دیا ہے جو حجاب کی مختلف اقسام کو واضح کرتا ہے جن میں سے دو حکم سب سے پہلے حضور کریم کے گھرانہ سے متعلق ہے اور پھر اگلے مرحلہ میں سماج مومنہ عورتوں سے خطاب ہے۔

یاد رہے کہ حجاب اسلامی صرف جسم اور سر کے بالوں کو چھپانے کا نام نہیں ہے بلکہ نگاہ کا پردہ، دل کا پردہ، سننے کا پردہ، گفتگو کا پردہ بھی اس حکم میں داخل ہے۔

”اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُوٰادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً“ (اسراء، آیت ۳۶)

دوسرے لفظوں میں پردہ یعنی ہر اس چیز کو چھپانا جو جنس مخالف یا خود انسان کے لئے محرک ہو لہٰذا پردہ جسم، بال، خوشبو اور آواز سب کو شامل ہے۔ پس اگر ایک عورت خوشبو لگا کر نامحرم کے سامنے آتی ہے یا ناز و ادا کے ساتھ نامحرم مرد سے باتیں کرتی ہے یا نامحرم کے بدن کو کسی طرح بھی مس کرنے سے پرہیز نہیں کرتی تو وہ بد حجاب یا بدعفت کہلائے گی۔اس سلسلہ میں خداوند عالم نے سورہ نور کی آیت ،۳۰، ۳۱اور ۶۰ میں اور اسی طرح سورہ احزاب کی آیت ۳۲، ۳۳، ۵۳، ۵۹میں حجاب اور پردہ کے لازم ہونے کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا پردہ دین اسلام کی ضروریات میں سے ہے اور روایات میں بھی نامحرم کے سامنے جسم جھلکنے والا باریک کپڑا پہننا، میکپ کرکے اور خوشبو لگا کے گھر سے باہر نکلنا، عورت و مرد کا اس

طرح اجتماع کرنا جس سے فساد پھیلے، نا محرم سے ہاتھ ملانا اور مصافحہ کرنا یا جنس مخالف کی شبیہ بننا ان سب کو منع کیا گیا ہے اور مردوں کو بھی تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کی پاکدامنی کا خیال رکھیں اور یہ کہ وہ بھی نا محرم عورتوں کی ٹوہ میں نہ رہیں، اپنے دامن کو پاک رکھیں اور آنکھ مچولیوں سے پرہیز کریں۔

سعودی علماء نے حجاب اسلامی کا جو مطلب سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ عورتیں اپنے پورے جسم کو حتی کہ چہرے اور ہاتھ کو بھی چھپائیں اور سعودی کی مذہبی پولیس اس طرح کے حجاب کی مسلسل سختی کرتی رہتی ہے اسی لئے وہ عورتیں جو منظر عام پر اپنا چہرہ نہیں چھپاتیں انھیں کوڑوں اور قید و بند کی سزا دی جاتی ہے۔ حجاب کے مسئلہ میں یہ حنبلی مسلک کی سختیاں سعودی خواتین کو محدود کرتی ہیں۔ جبکہ سعودی حکومت نے پردہ کی رعایت کو دو شہروں جدہ اور ریاض میں آزاد قرار دیا ہے۔ تمام ان لڑکیوں کو جو بالغ ہیں انھیں چہرہ اور بالوں کو چھپانا لازمی ہے اور سعودی کے مدارس تمام دس سال سے اوپر کی لڑکیوں کو نقاب پہننے پر مجبور کرتے ہیں۔

سورہ احزاب کی آیت ۵۹ میں جو لفظ جلباب کا استعمال ہوا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مفسرین اور اہل لغت نے چند معانی ذکر کئے ہیں:

۱۔ چادر۔ یعنی وہ بڑا کپڑا جو سر و سینہ اور گردن کو چھپا لیتا ہے

۲۔ مقنعہ۔ اسکارف

۳۔ ڈھیلا کپڑا

اگر چہ یہ تمام معانی ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن ان میں ایک چیز جو مشترک ہے وہ یہ کہ ان کے ذریعہ بدن کو چھپایا جاتا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلباب سے مراد وہ پہناوا ہے جو اسکارف سے بڑا اور چادر سے چھوٹا ہے اور لسان العرب نے بھی اسی معنی کو لیا ہے۔

آیت کے الفاظ اس طرح ہیں :

" یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِیمًا"

یہاں یدنین (قریب کریں) سے مراد یہ ہے کہ خواتین اپنے جلباب کو اپنے بدن سے قریب رکھیں تاکہ وہ انہیں محفوظ کرلے ،نہ یہ کہ اس کو آزاد چھوڑ دیں تاکہ وہ کبھی کبھی جسم سے ہٹ جائے اور جسم کھل جائے یا یوں کہا جائے کہ وہ اپنے لباس کا خیال رکھیں۔(مکارم شیرازی، تفسیر آیت ۵۹ (از سورہ احزاب)

وہ لوگ جو رسول اسلامؐ اور ان کے خانوادہ کو تکلیف پہنچانے والے تھے انھیں اس کام سے منع کرنے کے لئے یہاں پر دو طریقوں کو اختیار کیا گیا ہے :

آیت کے پہلے حصے میں ارشاد ہوتا ہے : اے رسول ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے جلباب (اسکارف) کو اپنے اوپر ڈالے رکھیں تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی اذیت نہ پہنچائے یہ ان کے لئے بہتر ہے۔اور اگر اب تک ان سے کوئی خطا ہوئی ہو تو وہ توبہ کریں۔

مقصد یہ ہے کہ مسلمان عورتیں حجاب پہننے میں لاپرواہی نہ کریں اور ان کا پردہ عام عورتوں کی طرح نہ ہو جائے جو بعض اوقات حجاب پہننے کے باوجود اس طرح ہو جاتی ہیں کہ ان کے جسم کا بعض حصہ ظاہر ہو جاتا ہے جس سے بیہودے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

چونکہ آیت کے نزول نے بعض مومن عورتوں کو اپنے پچھلے اعمال کی وجہ سے پریشان کر دیا اس لئے آیت کے آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند عالم مسلسل معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے: وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِیماً، کہ اگر اب تم میں سے کسی نے اس امر میں کوتاہی نہیں کی جو بلا شبہ نادانی کی وجہ سے تھی تو خداوند عالم تمہیں معاف کر دے گا۔توبہ کرو اور اس کی طرف پلٹ جاؤ اور عفت و حجاب کی ذمہ داری کو انجام دو (طبرسی، ۱۳۸۰ تفسیر آیت ۵۹ ،از سورہ احزاب)

روایات میں بھی عورت پر حجاب کے نفسیاتی اثرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو اپنی وصیت میں فرمایا : " اُكْفُفْ عَلَیْهِنَّ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ اِیَّاهُنَّ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ اَبْقٰی عَلَیْهِنَّ" (نہج البلاغہ ، ۱۳۸۶، نامہ ۳۱)

عورتوں کو پردہ میں رکھو تاکہ وہ نامحرموں کو نہ دیکھیں اس لئے کہ پردہ میں سختی ان کی سلامتی و استقامت کا سبب ہے۔

ادیان الٰہی میں عورتوں کا پردہ

الٰہی ادیان میں غور و فکر انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ "عفاف و حجاب" اور اس کا تحفظ کا مسئلہ ہر زمانہ میں اور ہر نبی کے دور میں خداوند عالم کی جانب سے اہمیت و تاکید کا حامل رہا ہے۔ زرتشت، یہود، عیسائیت اور اسلام کے قوانین میں عورتوں کے لئے حجاب واجب رہا ہے۔ مقدس مذہبی کتابیں، دینی احکام، آداب و رسوم اور ان ادیان کے ماننے والوں کی عملی سیرت، خاص طور سے زرتشت، عیسائیت اور یہودیت میں حجاب کا مسئلہ اور اس کی رعایت کی تاکید کا ذکر ہے۔ (قرائتی، مجموعہ فیشہائے تبلیغی، ص ۳۔۴)

جناب ابراہیمؑ اور جناب نوحؑ کے مقدس قوانین میں حجاب کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ کتاب توریت میں اس طرح بیان ہوا ہے: " رفقہ نے آنکھیں اٹھائیں اور اسحاق کو دیکھا اور اپنے اونٹ سے اتر آئیں اس لئے کہ اس نے اپنے خادم سے پوچھا کہ یہ مرد کون ہے جو صحرا میں ہمارے استقبال کے لئے آرہا ہے؟ خادم نے کہا: میرے آقا ہیں۔ پس اس نے برقعہ اوڑھ لیا اور خود کو چھپا لیا" (سفر پیدائش، باب ۲۴، آیت ، ۶۴ ، ۶۵)۔ اس بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے مذہب میں بھی عورت کو نامحرم کے سامنے پردہ کرنا ضروری تھا اس لئے کہ " رفقہ " نے جو اسحاق کے لئے نامحرم تھیں اونٹ سے اتریں اور ان سے پردہ کیا تاکہ ان کی نظر ان پر نہ پڑے۔

حجاب ہندو مذہب میں

جو بات مسلم ہے وہ یہ کہ ہندوستانی پردہ بھی قدیم ایران کی طرح بہت سخت تھا۔ تاریخ تمدن جلد دوم میں ویل ڈورانٹ کے بقول ہندوستان میں ایرانی مسلمانوں کے ذریعہ حجاب کا رواج ہوا۔ نہرو کہتے ہیں: " بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ ناپسند رسم آہستہ آہستہ اسلامی سماج کے خصوصیات میں سے ہو گئی اور جب مسلمان ہندوستان آئے تو یہاں کے لوگوں نے بھی اس کو سیکھ لیا" نہرو کا ماننا ہے کہ ہندوستانی پردہ مسلمانوں کے ذریعہ ہندوستان میں آیا، لیکن اگر ہم اس بات کو مان لیں کہ حجاب ریاضت کی طرف میلان اور ترک لذات کی وجہ

سے وجود میں آیا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہندوستان نے بہت پہلے حجاب کو اختیار کر لیا تھا اس لئے کہ ہندوستان ریاضت اور لذات کو برا ماننے کا بہت قدیم مرکز رہا ہے۔ (شہید مطہری، بی تا۔ ص، ۱۲)

حجاب مذہب زرتشت سے پہلے

سب سے پہلے جن لوگوں نے ایران میں قدم رکھا وہ آریائی لوگ تھے۔ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین ایران کی عورتیں میڈیس کے زمانہ سے ہی مکمل حجاب کرتی تھیں اور بلند پیراہن، ٹخنوں تک شلوار اور کپڑوں کے اوپر سے بڑی چادر بھی اوڑھتی تھیں۔ (ضیا پور۔ ۱۳۴۷۔ ص، ۱۷، ۲۶) اور حجاب کا یہ طریقہ پارسیوں کے مختلف ادوار میں بھی رائج تھا۔ لہٰذا زرتشت کی بعثت اور اس سے پہلے اور بعد میں بھی ایرانی عورتیں مکمل حجاب کرتی تھیں۔ عہد عتیق میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ " حکم دیا کہ وشتیؔ ملکہ کو شاہانہ تاب کے ساتھ بادشاہ کے سامنے لایا جائے تا کہ اس کی خوبصورتی سرداروں اور لوگوں کو دکھائی جائے اس لئے کہ وہ بہت خوبصورت تھی لیکن وشتیؔ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (عہد عتیق۔ کتاب اِستَر، باب اول آیت، ۱۰)

حجاب نبوت زرتشت کے بعد

ساسانیوں کے بعد کہ جو زرتشت کی نبوت کے بعد تھے چادر کے علاوہ اشراف کی عورتوں میں چہرہ کا چھپانا بھی رائج تھا۔ مذہب زرتشت کی تاریخ جو اسلام سے ۱۳۰۰ سے ۲۳۰۰ سال پہلے کی ہے یہ اچھی فکر، اچھی بات اور اچھے کردار کا مذہب ہے اس لئے وہ انسانوں کو پاکیزگی اور پاک دامنی کی دعوت دیتا ہے۔ قدیم ایران کی تصاویر اور کندہ کاریوں میں عورتوں کی تصویر بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ اگرچہ عورتیں گھر کی ذمہ دار مدیر اور مدبر ہوا کرتی تھیں لیکن ان کا احترام ان کے پوشیدہ رہنے میں تھا تا کہ ان کی پاکدامنی محفوظ رہے اور وہ ہر طرح کی آفت سے محفوظ رہیں۔ (موسوی۔ ۱۳۸۵۔ ص ۳۹)

یہودی مذہب میں حجاب

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہودی مذہب میں حجاب کی بنیاد توریت کی آیتیں ہیں جو حجاب کی تاکید کرتی ہیں۔ ان آیات میں چادر اور برقعہ جیسے الفاظ کا استعمال یہودی عورتوں کے حجاب کی کیفیت کو واضح کرتا ہے۔ کتاب توریت مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی شبیہ بننے سے منع کرتے ہوئے بیان کرتی ہے: " مرد کی

چیزیں عورت پر نہ ہوں اور مرد عورت کا لباس نہ پہنے اس لئے کہ وہ تمہارے خدا کو ناپسند ہے" (توریت، سفر تثنیہ، باب ۲۲ فقرہ)۔

عیسائی مذہب میں حجاب

عیسائیت نے حجاب کے مسئلہ میں یہودی شریعت کے احکام میں تبدیلی نہیں کی اس لئے کہ حضرت عیسی نے فرمایا: " یہ نہ سمجھنا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ توریت اور پیغمبروں کی تحریروں کو منسوخ کروں بلکہ اس لئے آیا ہوں تا کہ ان کو نافذ اور رائج کروں" (عہد جدید، انجیل متی، باب ۷۰)۔

انجیل نے متعدد مواقع پر حجاب کی تاکید کی ہے اور اپنے پیروکاروں کو پاکیزگی اور پاک دامنی کی طرف دعوت دی ہے۔ انجیل ہی میں ہم پڑھتے ہیں کہ " اسی طرح بوڑھی عورتیں اپنے کردار میں صاحب تقوی ہوں اور نہ غیبت کریں، نہ شراب پئیں بلکہ اچھی تعلیمات کی معلمات بنیں تا کہ جوان لڑکیوں کو سکھائیں کہ وہ شوہروں کو دوست رکھیں اور اپنے بچوں سے پیار کریں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے کردار کی وجہ سے کلام الٰہی متہم ہو جائے" (انجیل، رسالہ پولس بہ تیتوس، باب دوم، فقرہ، ۱-۶)۔

مفردات میں راغب کا کہنا ہے کہ : " عفت ایک ایسی نفسانی کیفیت ہے جو انسان پر شہوت کے غالب ہونے سے مانع ہوتی ہے اور عفیف (پاکدامن) انسان وہ ہے جو مسلسل کوششوں کے ذریعہ شہوت پر قابو پالے " (راغب اصفہانی، ۱۳۹۰، جلد ۲، ص، ۱۶۴)۔

حجاب اور عفت میں فرق

عفت کے معنی ہیں پاک دامنی، تقوی، حیاء اور اندرونی خوف۔ اور حجاب اسی کا ظاہری اثر ہے۔ جس قدر بھی اندرونی عفت زیادہ ہوگی اتنا ہی ظاہری حجاب کامل تر اور بہتر ہوگا۔

حیاء اور عفت میں فرق

اما محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اسی طرح جیسے دو چیزیں ایک رسی سے بندھی ہوں یہ دونوں ہونے اور نہ ہونے

میں ایک دوسرے کی تابع ہیں پس اگر ان میں سے ایک چلی جائے تو دوسری بھی رخصت ہو جاتی ہے۔
"اَلْحَیاءُ وَ الْاِیْمَانُ مَقْرُونَانِ فِی قَرنٍ فَاِذَا ذَهَبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ صَاحِبُهُ" (حر عاملی ، ۱۴۱۴ ، جلد ،۸، ص،۵۱۶)

عفت (پاکدامنی) ایک اخلاقی اصطلاح ہے۔ علمائے اخلاق نے عفاف کو انسان کے مہم ترین اخلاقی فضائل میں شمار کیا ہے اور فلسفیوں نے اس کو حکمت عملی میں مقام دیا ہے۔ملا صدری نے اسفار میں عفاف کی تعریف اس طرح کی ہے: " عفاف ایک ایسا سکریٹری ہے جو اعتدال پسند کاموں کا ذریعہ بنتا ہے نہ وہ پردہ دری کرتا ہے (یعنی ذلیل نہیں کرتا) اور نہ ہی دلسردی میں مبتلا ہوتا ہے" (ملاصدری، شرح اسفار ،۱۹۹۹، جلد ۴، ص ۱۱۶)۔

عفت و حیاء ایسی انسانی خصلت ہے جس کی تاریخ بہت قدیم ہے اور تمام دور کے انسانوں نے اس کو قبول کیا ہے اور آسمانی ادیان نے اس کی تاکید کی ہے اسلامی شریعت میں بھی اس کی بہت تاکید ہوئی ہے اور یہی انسانی خصلت حجاب کے اصلی فلسفوں میں سے ایک ہے۔ (مہریز،۱۳۸۵، ص ۳۹)۔

خلاصہ یہ کہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام جیسے بڑے الٰہی ادیان میں عورتوں کے لئے حجاب لازم رہا ہے اور ان کی مقدس کتابوں میں اس سلسلہ میں احکام و قوانین بھی بیان کئے گئے ہیں اور ان اقوام کی عملی سیرت بھی اس بات کی بہترین گواہ رہی ہے۔

الٰہی ادیان بالخصوص یہودیت اور عیسائیت میں حجاب کا مسئلہ باکل واضح ہے بلکہ بعض ادیان جیسے یہودیت میں تو یہ مسئلہ اسلام سے زیادہ سخت ہے مگر آج کے دور میں لوگ اس پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ (علیمردی،۱۳۸۹، ص ۱۳۷، ۱۳۸)

یہودیوں میں حجاب کا مسئلہ اس قدر مشہور ہے کہ مورخین نے بھی اس کی تائید کی ہے یہاں تک کہ بعض مورخین عرب اور ایران جیسی اقوام میں پردہ کے رواج کا سبب یہودیوں سے رابطہ کو بیان کیا ہے اور انھوں نے نہ صرف یہ کہ یہودیوں میں پردہ کے رواج کا ذکر کیا ہے بلکہ اس سلسلہ میں ہونے والی سختیوں کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے۔

اگر چہ عربوں میں پردہ کا رواج نہیں تھا اور اسلام نے انھیں پردہ سے آشنا کرایا لیکن غیر عرب اقوام میں شدید پردہ پایا جاتا تھا۔ایران میں اور یہودیوں اور ان اقوام میں جو یہودیوں کی پیروی کرتی تھیں ان کے درمیان پردہ اس سے کہیں زیادہ سخت تھا جو اسلام نے بیان کیا ہے۔ (اشتہاری،۱۳۵۸،ص۵۰) توریت کی نگاہ میں حجاب کی رعایت واضح تھی اور مختلف طریقوں سے اس کی طرف اشارہ بھی ہوا ہے اور حجاب کو اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ بعض مواقع پر مجرم خواتین کو تنبیہ یا سزا دینے کی غرض سے تھوڑی دیر کے لئے حجاب اتارنے کا حکم دیا جاتا تھا۔(توریت، سفر اعداد ، باب ۵، فقرہ ۱۸)۔

اس کے علاوہ بھی کتاب مقدس میں بہت سے مواقع پر عورت کو حجاب کی رعایت کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یہودیت کے قوانین میں حجاب ایک فطری چیز ہے :

پاکیزگی کی طرف میلان و رجحان اور انسانی اقدار کا حصول ایک فطری امر ہے کہ جس کو تعلیم و تعلم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انسان با عزت زندگی جینا چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک چھوٹا بچہ جس کو ابھی اچھے برے کی بہت تمیز نہیں ہے وہ بھی اپنی بے عزتی کو پسند نہیں کرتا۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حجاب انسان کی شخصیت کے تحفظ کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور اس کی طرف مائل ہونا ایک فطری امر ہے اور فرد و سماج کی سلامتی کے لئے بہت زیادہ اہمیت کا حامل رہاہے۔توریت میں جناب آدمؑ و حوا کی داستان میں ہم پڑھتے ہیں کہ : " اور جب عورت نے دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے بہتر، دیدہ زیب، دلپذیر اور علم میں اضافہ کرنے والا ہے تو اس درخت کا میوہ کھا لیا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور انھوں نے بھی کھایا اور تب ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور سمجھے کہ وہ عریاں ہو گئے ہیں پھر انھوں نے انجیر کے پتوں کو اپنے اوپر لگا کر خود کو چھپایا" مزید لکھا ہے کہ : " خدا وند عالم نے آدم اور ان کی بیوی کے لئے چھلکے کے کپڑے بنائے اور انھیں پہنائے " (توریت، سفر پیدائش، باب ۳، آیات ۶،۸،۲۰،۲۱)

قرآن مجید میں اس داستان کو اس طرح بیان کیا گیا ہے "فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ" (سورہ اعراف، آیت ۲۲) پس جب آدم و حوا نے اس شجرہ ممنوعہ سے کھایا تو ان کے کپڑے اتر گئے (اور ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں) تو جلدی سے انھوں نے جنت کے درختوں کے پتوں سے خود کو ڈھانپ لیا۔ توریت میں اس طرح آیا ہے کہ :" حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھوڑی دیر رکنے کے بعد جو آخرت کے دنوں میں سے آدھا دن تھا ہندوستان میں کوہ " نوز" اور جناب حوا جدہ میں آ گیئں اور یہ جدائی جب وصال کو پہنچی تو یہ لوگ برہنہ تھے۔ خدا وند عالم نے حکم دیا کہ جنت سے جو ان کو آٹھ جوڑے بھیڑیں دی گئی تھیں ان میں سے ایک کو ذبح کریں۔ پھر حوا نے اس کے اون سے دھاگا بنا کر جناب آدمؑ کے لئے ایک جبہ (بلند کپڑا) اور ایک پیراہن و اسکارف بنایا اور اس طرح پہلے انسان کا جسم چھپایا گیا اور عریانیت اور شرمندگی سے نجات پائی۔ (حوالہ سابق)

مذکورہ روایت کو نقل کرنے کے بعد بعض اہل قلم لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے بھی حجاب و نقاب تھا اور انسان ابتدائے خلقت سے ہی حتی آسمانی شریعتوں کے آنے سے پہلے سے اس کی رعایت کرتے تھے اور بعض دوسرے تو حجاب و پردہ کا سرچشمہ خود انسان کے وجود کی ساخت و ساز کو ہی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس کی فطرت کا تقاضہ ہے۔ (حوالہ سابق)

لیکن اس بات کے پیش نظر کہ انسان ذاتا اچھائیوں کو پسند کرتا ہے لہٰذا حجاب کو پسند کرنا بھی ایک فطری امر ہے اسی وجہ سے عورتیں ہر دور میں حجاب کے ساتھ رہتی تھیں اور حجاب کو ہمارے آئمہ علیہم السلام نے بھی بہت زیادہ اہمیت دی ہے اسی لئے بزرگان اسلام کی سیرت کا یہ اہم حصہ رہا ہے جو صدر اسلام سے لے کر آج تک جاری ہے۔

پس حجاب محدودیت نہیں ہے بلکہ ایک فطری امر ہے جو عورت کی عزت افزائی اور وقار کا ذریعہ ہے اس لئے کہ عفاف و حیاء ہی وہ ذریعہ ہے جس سے عورت خود کو مردوں کے مقابلہ میں اہمیت کی حامل بنا سکتی ہے اور اپنے مقام کا تحفظ کر سکتی ہے۔ (شہید مطہری، ۱۴۲۰ھ، ص ۷۸)۔

حقیقت کے متلاشی ہر زمان و مکان میں حقائق کو دیکھتے ہیں اور حقیقت ہی سوچتے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ گرمی کے دنوں میں جرائم اور اس کے آثار زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں بہ نسبت سردیوں

کے۔اکثر ماہرین اس کی وجہ گرمیوں میں حجاب نہ ہونے یا کم ہونے کو بتاتے ہیں(یعنی عریانیت سرچشمہ جرائم ہے)کہ لہٰذا یہ کہنا کہ عورت کی پاکیزگی کا تعلق اس کے لباس سے نہیں ہے بلکہ دل کو پاک و صاف ہونا چاہیئے ، چادر و حجاب اکثر مردوں کو جستجو اور تحریک پر مجبور کرتی ہے ''اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلیٰ مَامُنِعَ ''۔یعنی انسان کو جس چیز سے منع کیا جاتا ہے وہ اسی کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ یہ بات بالکل منطقی اور عقلی نہیں ہے۔(حوالہ سابق)

مشہور کامیڈین چارلی چاپلین جو ایک غیر مسلمان ہے اپنی بیٹی جاکلین کو ایک خط میں بد حجابی اور عریانیت کو سماج کی عورتوں کی بد بختی اور ذلت کا سبب بتایا ہے اور حجاب کی رعایت کو فساد و تباہی کے سد باب کے لئے بہترین اور موثر ذریعہ قرار دیتا ہے یہاں ہم اس کے خط کے کچھ اقتباسات کو نقل کرتے ہیں :

(جاکلین) بیٹی مجھے معلوم ہے کہ تیرا کام بہت سخت ہے۔اسکرین پر تیرے جسم پر تھوڑے سے باریک ریشمی کپڑے کے ٹکڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہنر کے لئے برہنہ اور عریاں کیمرے کے سامنے جایا جا سکتا ہے (البتہ ان کی نظر میں) اور لباس پہن کر پاک و پاکیزہ واپس آیا جا سکتا ہے لیکن دنیا کا کوئی شخص اور کوئی چیز بھی اس بات کی لیاقت نہیں رکھتی کہ جس کے لئے کوئی لڑکی اپنے پیروں کے ناخن کو بھی عریاں کرے۔(مہدی زادہ، ۱۳۸۱، در پاورقی سوال اول ،ص ۵)۔

وہ مزید لکھتا ہے : " عریانیت ہمارے زمانہ کی بیماری ہے اور میں بوڑھا ہوں اور شاید میری باتیں مضحکہ خیز معلوم ہوں لیکن میرے خیال میں تیرا جسم اس کے لئے عریاں ہونا چاہیئے کہ تم جس کی عریاں روح کو دوست رکھتی ہو(حوالہ سابق)۔

عیسائی شریعت اور حجاب

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ عفاف و حجاب ایک فطری امر ہے اور انسان کی اجتماعی حیاء کے لیے اس کا ہونا ضروری ہے اور اس کو الٰہی ادیان میں ایک مقام حاصل ہے۔ چنانچہ انجیل میں آیا ہے کہ:

پولس اپنے رسالہ میں قدنتیوں کو تصریح کرتا ہے کہ " میں چاہتا ہوں کہ تم اس بات کو جان لو کہ جس مرد نے بھی شرکت کو ڈھانک کر دعا کی اس نے سر کو رسوا کر دیا لیکن جس عورت نے سر برہنہ دعا کی اس نے اپنے سر کو رسوا کر لیا کہ اگر اس نے اپنے سر کو نہیں ڈھانپا تو اس کے سر کو مونڈ دینا چاہئے کہ عورت کے لئے سر کا مونڈنا قبیح ہے اس لئے اس کو سر چھپانا چاہئے۔ مرد کو اپنا سر نہیں چھپانا چاہئے کہ وہ خدا کی صورت و جلال ہے ، لیکن عورت مرد کی جلال ہے اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں ہے بلکہ عورت مرد سے ہے نیز مرد کو عورت کے لئے خلق نہیں کیا گیا ہے بلکہ عورت کو مرد کے لئے خلق کیا گیا ہے۔ انصاف سے کام لو کیا یہ مناسب ہے کہ عورت برہنہ سر خدا کے سامنے دعا کرے۔ (سفر پیدائش، باب ۱۱، آیت ۱۴-۳)۔

توجہاں دعا میں عورت کے لئے سر کو ڈھانپنا ضروری ہے وہیں نا محرم کے سامنے اس کے سر کا چھپا ہونا زیادہ ضروری و لازم ہے۔

حق یہ ہے کہ عیسائیت نے نہ صرف یہ کہ یہودیت کے احکام شریعت کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس کے سخت قوانین کو جاری رکھا۔ (معین الاسلام،۱۳۸۶، ص۱۹) اس لئے عیسائیت نے کسی بھی قسم کی شہوت انگیزی اور جنسی تحریک کے اسباب کو ختم کرنے کے لئے عورت کو شدت سے مکمل حجاب کی رعایت اور کسی بھی قسم کے میکپ سے پرہیز کی دعوت دی ہے۔

عیسائی عورتوں کی عملی سیرت کے سلسلہ میں لاروس انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے: عیسائی مذہب نے عورتوں کے لئے پردہ کو باقی رکھا اور جب یہ یورپ میں پہنچا تو اس کی قدر کی گئی۔ عورتیں گلیوں میں اور عبادتوں کے وقت پردہ کرتی تھیں۔ قرون وسطی بالخصوص نویں صدی میں پردہ کا رواج تھا ، ان کا پردہ ان کے شانوں کو چھپا لیتا تھا اور تقریبا زمین تک پہنچ جاتا تھا اور یہ طریقہ تیرہویں صدی تک باقی رہا۔ (مہذب شیرازی ، زن و آزادی ، ص ۶۵)۔

ویل ڈورانٹ بھی عیسائی عورتوں کے عملی سیرت کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ " عورتوں کے پیر کی پنڈلیاں ملاء عام میں نہیں دکھائی دیتی تھیں، فوجی تقریبات میں عورتوں کے لباس ایک اہم موضوع رکھتے تھے اور کارڈینلس (cardinals) عورتوں کے کپڑوں کی لمبائی کو معین کرتے تھے۔ جس وقت

عیسائی علماء نے چادر و نقاب کو عیسوی اخلاقیات کے ارکان میں شمار کیا تو عورتوں نے ریشمی اور زربفت چادریں بنائیں۔ (ویل ڈورانٹ ۱۳۹۱، جلد۴، ص۷۵۷)۔

عیسائیوں اور یورپ کی عورتوں کی جو تصاویر ملی ہیں ان سے خواتین کے مکمل حجاب کی وضاحت ہوتی ہے۔ (براون و اشنایدر ،۷۹،۱۳،ص ۱۱۶)۔

شریعت خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں حجاب واجبات اور ضروریات دین میں سے ہے جس کے سلسلہ میں سورہ نور کی آیات ۲۷۔۳۱۔ ۳۳ اور سورہ احزاب، آیت ،۵۹۔ وارد ہوئی ہیں۔ حتی کہ گھر کے اندر بھی حجاب و حیاء کا خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ نزول قرآن سے پہلے لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں یونہی چلے جایا کرتے تھے اور کم سے کم رشتہ داروں اور اقرباء میں یہ چیز عام تھی۔ اس سلسلہ میں مرحوم طبری اس طرح نقل کرتے ہیں کہ " انصار کی ایک عورت پیغمبر اسلام(ص) کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسول اللہ گھر میں بعض اوقات ایسے حالات ہوتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہم کو اس حالت میں دیکھے حتی کہ ہمارے باپ یا بیٹے۔ لیکن وہ لوگ ہمارے کمروں میں آ جاتے ہیں اور ہمیں اس سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔اس موقع پر سورہ نور کی آیت ۲۷ نازل ہوئی:" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۲۷) " اے ایمان والو! خبردار اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا جب تک کہ صاحب خانہ سے اجازت نہ لے لو اور انھیں سلام نہ کر لو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے شاید تم اس سے نصیحت حاصل کر سکو۔ (طبری، ۱۴۰۰ھ، جلد۱۰، ص ۱۱۰)۔ اس شان نزول کو بہت سے مفسرین نے نقل کیا ہے جس سے عورتوں کی اجتماعی حیثیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گھر کے اندر بھی اس کی عفت و پاکدامنی اور احترام کا خیال رکھا گیا ہے۔اسی طرح سورہ نور کی آیت ، ۳۱ ، ۳۳۔سورہ احزاب کی آیت ۵۹ وغیرہ نیز بہت سی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو چاہئے کہ ان کے کپڑے ڈھیلے اور بڑے ہوں اور وہ اپنے سر وسینہ کو چھپا کر رکھیں اس طرح کہ ہوس باز اور بیہودہ لوگوں کی چھیڑ چھاڑ کا شکار نہ ہوں۔ مختلف تفاسیر میں سوائے

چہرے اور گٹے تک ہاتھوں کے تمام بدن کو چھپانے کے سلسلہ میں علماء کا اتفاق نظر ہے۔اس طرح اسلام میں بھی حجاب کا ایک اہم مقام ہے۔

اسلامی حجاب اور دوسرے ادیان کے حجاب میں فرق

اسلامی حجاب اور دوسرے ادیان کے حجاب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام نے عورت کے لئے پردہ واجب قرار دیا ہے البتہ اس بات کے خیال کے ساتھ کہ اس میں افراط و تفریط یا ایسی لاپرواہی نہ ہو کہ جو سماج کے لئے نقصان دہ ہو۔اسلامی حجاب عیسائی علماء کی طرح عورت کو گھر میں قید کرنے، پردہ نشینی اور اجتماعی مسائل سے دور کر دینے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اس معنی میں ہے کہ عورت غیر مردوں کے سامنے اپنے سر کے بال اور جسم کو چھپا کر رکھے اور جلوہ گری اور خود نمائی سے پرہیز کرے تاکہ سماج میں جنسی خواہشات نہ بھڑکے بلکہ خانوادہ کے اندر یہ خواہشات جائز طریقے سے پوری ہو اور فساد نہ پھیلے۔

دیگر ادیان کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ دوسرے مذاہب میں حجاب اسلام کی بہ نسبت زیادہ شدید اور سخت تھا۔ جیسے چہرے کا چھپانا۔اگر چہ زرتشت کے زمانہ میں یہ رائج نہیں تھا لیکن ان کے بعد زرتشتیوں میں چہرہ چھپانا بھی رائج ہو گیا لیکن جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے چادر اور پوشیہ (چہرہ کا نقاب)عیسائیت اور یہودیت کے اخلاقی اصول میں سے تھا جبکہ اکثر اسلامی فقہاء کی نظر میں چہرہ چھپانا واجب نہیں ہے۔دین زرتشت میں عورت کا حیض کے زمانہ میں مکمل گوشہ نشین ہو جانا، دین یہود میں جس عورت کی آواز گلی میں آ جائے اس عورت کو طلاق دینے کا حق مرد کو ہوتا وہ بھی بنا مہر ادا کئے، چادر اور پوشیہ کا مذہب عیسائی میں ایک رکن کی حیثیت رکھنا اور ان کی کتاب مقدس میں اس کا صراحت سے ذکر ہونا اور کلیسا میں غیر مردوں کے سامنے خاموشی کا واجب ہونا یہ سب چیزیں ہمارے مدعیٰ کی بہترین گواہ ہیں۔ لہٰذا اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس طرح حجاب کا قانون نہیں بنایا بلکہ اس سلسلہ میں افراط و تفریط کے سدباب کے ساتھ اس کی قانونی حیثیت کو منظّم بھی کیا ہے اور اس کو ایک متعادل، صحیح اور عورتوں کی انسانی فطرت اور مرد کی غیرت مندی کے مناسب پیش کیا۔

لہٰذا ان تمام گفتگو سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ " وہ حجاب جو خدا وند عالم نے ہم مسلمانوں کے لئے لازم قرار دیا ہے وہی حجاب تمام ہی ادیان میں بھی خدا وند عالم کے منظور نظر رہا ہے کہ جس کے سلسلہ کی آیات سورہ نور و احزاب وغیرہ میں آئی ہیں لیکن ہر امت میں ہونے والی مخالفتوں کی وجہ سے اس میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں، چنانچہ وہ آیات حجاب جو سورہ نور و احزاب میں ہیں وہ توریت و انجیل کی آیات حجاب سے زیادہ مختلف نہیں ہیں جبکہ مفہوم کے اعتبار سے سب ایک ہی ہیں۔اور تمام آیات میں خدا وند عالم نے عورت کے لیے خاص اہمیت کا اہتمام کیا ہے"۔

اس خدا کا شکر جو یہ چاہتا ہے کہ عورت کو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھے بالکل اسی طرح جس طرح ایک موتی صدف میں محفوظ رہتا ہے ، اس نے عورتوں کے لئے حجاب قرار دیا تاکہ ان کی عفت ،پاکدامنی اور وقار و احترام برقرار رہے اور وہ سماج کی ایک باعزت اور پر وقار شخصیت بن کر رہیں۔

حوالہ جات

الف) فارسی

۱۔ ابو الفتح الجرجانی، سید امیر، (۱۳۶۲)، تفسیر شاہی (آیات الاحکام)، نوید تہران۔

۲۔ ابوالفتوح رازی، حسین بن علی، (۱۳۷۶)، روض الجنان وروح الجنان فی تفسیر القرآن، آستان قدس، مشہد رضوی۔

۳۔ ترکاشوند، امیر حسین، (۱۳۸۹)، حجاب شرعی در عصر پیامبر، بی نا، تہران

۴۔ جعفری ھرنامدی، محمد (۱۳۹۳)، زن در اسلام وجاہلیت، نوگل، تہران

۵۔ دورانت، ویل وآریل، (بی تا) ،تاریخ تمدن، ترجمہ محسن اشعریون، بی جا: شرکت انتشارات علمی وفرہنگی۔

۶۔ عابدین، میر حسین (۱۳۸۱)، عوامل موثر در تغییر حکم، مجلّہ متین ۱۵و۱۶، سایت حوزہ، ۸۹/۱/۲۹

۷۔ قرشی، سید علی اکبر، (۱۳۱۲)، قاموس قرآن، دار الکتب الاسلامیہ، تہران

۸۔ لعل نہرو، جواہر، (۱۳۸۶)، نگاہی بہ تاریخ جہان، ترجمہ معمود تفضلی، امیر کبیر، تہران

۹۔ مکارم شیرازی، ناصر (۱۳۷۴)، تفسیر نمونہ، دار لکتب الاسلامیہ، تہران

۱۰۔ واعظی، محمد (۱۳۹۲)، وضعیت زن در جاہلیت، انتشارات سایت خبر گذاری فارس، ۹۲/۲/۷

ب) عربی:

۱۔ ابن منظور، جمال الدین محمد ابن مکرم، (۱۴۱۴)، لسان العرب، دار لفکر، بیروت

۲۔ اردبیلی، احمد بن محمد (مقدس اردبیلی)، (بی تا) زبدہ البیان فی احکام القرآن، مکتبہ المرتضویہ، تہران

۳۔ اردبیلی، احمد بن محمد (مقدس اردبیلی، (۱۴۰۳)، مجمع الفائدہ والبرھان وشرح الأذھان، انتشارات اسلامی، قم

۴۔ مجلسی (علامہ)، محمد باقر، (۱۴۰۳)، بحار الانوار، دار الأحیاء الثرات، بیروت

۵۔ البحرانی، شیخ یوسف، (بی تا)، الحدائق، نشر اسلامی، قم

۶۔ الجصاص، ابی بکر احمد بن علی الرازی، (۱۴۱۵)، احکام القرآن، دار لکتب العلمیہ، بیروت

۷۔ الدارمی، عبداللہ بن بہرام، (۱۳۴۹)، سنن الدارمی، الاعتدال، دمشق

۸۔ زمخشری، (بی تا) تفسیر، الزمخشری الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، بی جا: بی نا

۹۔ سجستانی، سلیمان ابن اشعث، (بی تا) ، سنن ابی داود، دار العربیہ، بیروت

۱۰۔ السیوطی، جلال الدین، (۱۳۶۵)، الدار المنثور، دار الفکر، بیروت

۱۱۔ سیوری، فاضل مقداد بن عبداللہ، (۱۳۹۳)، کنز العرفان، ترجمہ عقیق بخشایشی، نوید الاسلام، قم

۱۲۔ شریف رضی، (بی تا) ، نہج ابلاغہ ،الحسنون، بی جا۔

۱۳۔ شہید اول، محمد بن جمال الدین مکی العاملی، (بی تا) القاعد والفوائد، مکتبہ المفید، قم

۱۴۔ طباطبائی، علامہ سید محمد حسین، (بی تا) ، المیزان فی التفسیر القرآن، قم: موسسہ نشر اسلامی حوزہ علمیہ

۱۵۔ طبرسی، حسن (۱۴۱۵ھ)، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، موسسہ الاعلمی، بیروت

۱۶۔ عالمی شہید ثانی، زین الدین بن علی، (۱۴۱۲۰)، الروضہ البہیہ (شرح لمعہ) ، داوری، قم

۱۷۔ عاملی، شہید ثانی، زین الدین بن علی، (۱۳۸۰)، الروضہ البہیہ (شرح لمعہ)، دار التفسیر اسماعیلیان، قم

۱۸۔ عاملی، الحر، (بی تا)، وسائل الشیعه (الاسلامیه) ، دار الحیاء التراث العربیه، بیروت

۱۹۔ علی، جواد، (بی تا) المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، بی جا: بی نا

۲۰۔ خوئی، سید ابو القاسم، (۱۳۷۱)، مصباح الفقاهه، مکتبه داوری، قم

۲۱۔ مغنیه، محمد جواد، (۱۴۲۱)، الفقه علی المذاهب الخمسه مغنیه، دار الجواد، بیروت

۲۲۔ مغربی، قاضی نعمان، (۱۳۸۵)، دعائم الاسلام، آل بیت، قم

مسئلہ حجاب۔ مختلف اقوام اور توحیدی ادیان میں

مؤلف: طلعت دہ پہلوان

مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

خلاصہ

آج کے دور میں انسانی حیات کو درپیش مسائل کو نئے انداز سے نئی نسل کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ حجاب ہمیشہ سے دینداری کا ایک اہم سماجی پہلو رہا ہے۔ توحیدی ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی تعلیمات میں ہمیشہ سے مناسب حجاب پر تاکید ہوئی ہے۔

اگرچہ آج کے دور میں مسلمان خواتین کا جو حجاب ہے، اس کی تاریخ، صدر اسلام سے آغاز ہوتی ہے لیکن بہت آسانی سے یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ حجاب صرف اسلام یا دیگر ادیان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ مختلف اقوام و ممالک میں بھی یہ روایت موجود تھی کیونکہ لباس، ہر انسان خاص کر عورتوں کی سب سے بنیادی ضرورت ہے جس کے ذریعہ سماجی نقصانات سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

یہ بات تو طے ہے کہ اسلام سے قبل بھی حجاب موجود تھا۔ درحقیقت اسلام نے قانون حجاب کو وضع نہیں کیا ہے بلکہ صرف اسے خاص شناخت عطا کی ہے تاکہ عورتوں کے نفسیات کے مطابق ہو، جب کہ دین یہود جیسے دوسرے ادیان، حجاب کے سلسلہ میں افراط کی حد تک سختی سے پیش آتے تھے۔

بہر حال مختلف ادیان میں عورتوں کی فطرت اور خاص شرائط کے مطابق حجاب کو لازم قرار دیا گیا ہے اور دین زرتشت، یہود، عیسائی اور اسلام میں اسے لازم و واجب قرار دیا گیا ہے۔ اس مقالہ میں ہم سب سے پہلے لفظ حجاب کے بارے میں گفتگو کریں گے اور پھر مختلف اقوام و ادیان میں مسئلہ حجاب پر روشنی ڈالیں گے اور آخر میں ہم یہ بتائیں گے کہ کس طرح اسلام نے حجاب کے عورت کی نفسیات کے مطابق ڈھال کر اسے ایک مناسب رخ عطا کیا۔

کلیدی الفاظ: حجاب، ملل، ادیان

لباس اور حجاب کی تاریخ، اتنی ہی پرانی ہے جتنی خلقت بشر کی تاریخ اور تاریخ کے مختلف ادوار میں ہمیشہ اس پر گفتگو ہوتی رہی ہے۔ ہر انسان کی پوشاک اس کی قومی شناخت ہے اور کچھ اقدار اور اعتقادات کی بنیاد پر اس کی نوعیت طے ہوتی ہے۔ بہت سے مفاد پرست لوگ لباس کو ظالمانہ اور جاہلانہ طرز عمل بتاتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس سے عدم تحفظ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے اور یہ سماجی انصاف کے خلاف بھی ہے، جس سے مرد کے ذریعہ عورت کا اقتصادی استحصال ہوتا ہے اور عورت کو یہ احساس ہوتا ہے کہ خلقت میں وہ مرد سے کمتر ہے لہٰذا باحجاب عورتوں سے معاشرت نہیں کرنی چاہئے۔۱

ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا حجاب، انسانی وجود کا ایک خاص امتیاز ہے اور فطری و غریزی ہونے کی وجہ سے، ادیان الٰہی اور غیر الٰہی کے اہم اصولوں میں شامل کیا گیا ہے۔ حضرت آدم و حوا کی داستان سے بھی معلوم ہوتا کہ لباس پہننا انسانوں میں ایک فطری عمل ہے:

سورہ اعراف آیت نمبر ۲۲ ''فَدَلَّيهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ'' اور جیسے ہی ان دونوں نے چکھا شرمگاہیں کھلنے لگیں اور انہوں نے درختوں کے پتے جوڑ کر کہ شرمگاہوں کو چھپانا شروع کر دیا۔۔۔

حجاب کا لغوی مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظ حجاب مصدر حجب یحجب سے بنا ہے اور لغت میں اس کے معنی ڈھکنے، پردہ میں رکھنے اور روکنے کے ہیں۔ ۳

حجاب عربی لفظ ہے اور پردہ، نقاب، ستر (یعنی جس سے خود کو ڈھانپا جائے) کے معنے میں ہے. ۴

شہید مطہری مفہوم حجاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس کا عام معنی پردہ ہے اور اگر پوشاک کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے تو عورت کے پشت پردہ واقع ہونے کے معنی میں ہے۔اسی وجہ سے بہت سے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اسلام عورت کو گھر کی چار دیواری میں پس پردہ قید کرنا چاہتا ہے جب کہ اسلام کے نقطہ نظر سے حجاب کا یہ مطلب ہے کہ مردوں سے معاشرت کے دوران عورت اپنے بدن کو ڈھانپے اور خود نمائی سے پرہیز کرے۔

جب عورت اور مرد کے صاف ستھرے سماجی معاشرت کی بات ہوتی ہے تو اس کے لئے حجاب کی ضرورت پڑتی ہے یعنی حجاب کے ذریعہ عورت صحیح طریقہ سے معاشرہ میں اپنا وجود درج کرا سکتی ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ حجاب ، سماجی تعلقات میں انسانی شخصیت کے نکھرنے کا سبب بنتا ہے۔ وہ انسان جو ہمیشہ اپنی خوبصورتی کے لئے فکرمند رہتا ہے وہ زیادہ تر اپنے جسم کی نمائش کے درپے ہوتا ہے اور اس کی زندگی اس کے ارادہ و اختیار میں نہیں ہوتی ہے ، وہ اپنے پسند کی زندگی جینے کے بجائے دوسروں کے پسند کے مطابق جینے کی کوشش کرتا ہے۔بے حجاب انسان اپنی خوبصورتی کی نمائش کے درپے ہوتا ہے جس سے انسان کی تحقیر ہوتی ہے اور اس کے رشد و ترقی کے اسباب کو نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ عورت کو مرد کی طرح انسانی کمالات کے حصول کی ضرورت ہے لیکن وہ انسان جو اپنی ظاہری خوبصورتی کی نمائش کرتا ہے اور اپنے لباس کا انتخاب ظاہری جذابیتوں کے پیش نظر کرتا ہے ، اسے اپنے وجود اور معاشرے کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہوتا ہے، اس کی نظر میں نہ عورت ہونا کوئی شرف ہے اور نہ ہی انسانیت۔۵

حجاب کے ذریعہ ہم خواتین کے سماجی ہونے کی ضرورت کو پوری کر سکتے ہیں۔ مناسب پوشاک اور عفاف ایک ایسا قانونی طریقہ ہے جس کی مدد سے خواتین پورے اطمینان کے ساتھ مردوں کے شانہ بشانہ معاشرہ میں کام کر سکتی ہیں اور پیشرفت و ترقی کے مدارج کو طے کر سکتی ہیں۔

حجاب: قدیم ایران میں

تاریخی متون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں پردہ اور حجاب کا چلن تھا لیکن مختلف ادوار میں اس میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور مختلف سیاسی اور مذہبی رجحانات اس پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ دوسری قدیم تہذیبوں کے مقابلہ میں ایرانی قدیم تہذیب میں پردہ اور حجاب کی روایت زیادہ مکمل تھی۔

اس کی شاہد مثال یہ ہے کہ کسی بھی ایرانی کتیبہ میں ایرانی خاتون کو سر برہنہ نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ روٹ ٹرنر اپنی کتاب "تاریخ لباس" میں عہد قدیم کی ایرانی خواتین کے پردہ نشین ہونے کے بارے اس طرح رقم طراز ہیں:

قدیم ایران کی عورتوں کے مجسمہ بہت کم دستیاب ہیں کیونکہ ایرانی خواتین سماجی سرگرمیوں میں بہت کم حصہ لیتی تھیں۔٦

قدیم ایران کی خواتین کے لباس کے متعلق تاریخ میں بہت سی باتیں موجود ہیں ۔ ویل ڈورنٹ اس سلسلہ میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

سماج کے اونچے طبقہ کی خواتین ڈھکی ہو پالکی پر بیٹھ کر ہی گھر سے باہر نکلتی تھیں اور ان کو مردوں سے ملنے جلنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ قدیم ایران کے کتیبوں میں کسی بھی خاتون کا چہرہ نظر نہیں آتا ہے۔٧

قدیم ایران میں اونچے طبقے کی خواتین ، عام عورتوں سے الگ نظر آنے کے لئے اپنے چہرے کو ڈھانپتی تھیں اور بالوں کو چھپاتی تھیں۔ اس دور کے ایران میں زرتشتی مذہب رائج تھا اور خواتین پردہ کے لئے برقعہ استعمال کرتی تھیں۔ یہ برقعہ عورتوں کے سر کے بال کو ڈھانپتا تھا اور ان کے گھٹنوں تک پہنچتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ برقعہ عربی روایت ہونے سے زیادہ ایرانی روایت ہے۔٨

پوشاک باستان ایرانیان میں اس طرح تحریر ہے:

.. مرد اور عورت سر کے ڈھانپنے کے انداز سے ایک دوسرے سے پہچانے جاتے ہیں۔۹

ہخامنشی دور کے بارے میں اس طرح تحریر ہے:

اس دور کے موجود مجسموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا لباس کافی دلچسپ تھا۔ خواتین مستطیل نما برقعہ پہنتی تھیں۔ اس کے اندر لمبے دامن کا لباس ہوتا تھا اور اس کے نیچے ایک دوسرا لمبا لباس پہنتی تھیں جو پیر کی پنڈلیوں تک پہنچتا تھا۔۱۰

اشکانی دور کی خواتین بھی ایک قبا پہنتی تھیں جو زانو تک ہوتی تھی اور ایک نقاب ہوتا تھا جسے سر پر ڈالتی تھیں۔۱۱

ساسانی دور میں حجاب کی بہت اہمیت تھی اور کتابوں ملتا ہے کہ :

اداکارہ کا لباس بھی عام عورتیں کے لباس کی طرح پیروں تک پہنچتا تھا۔ ۱۳

ساسانی دور کے ایرانی بادشاہ کسری کے تین بیٹیوں کو جب حضرت عمر کے پاس لایا گیا تو انہوں نے برقعہ پہن رکھا تھا۔ ۱۳

یونانی خواتین بھی دوسری قوموں کی طرح مخصوص لباس پہنتی تھیں۔ وہ لوگ اپنے چہرہ اور دوسرے اعضاء کو پیروں تک ڈھانپے رہتی تھیں۔ یہ پوشاک بہت خوبصورت اور یونان کے بیشتر حصوں میں رائج تھی۔ فونیشین خواتین لال رنگ کا حجاب پہنتی تھیں ۔

قدیم یونانی مؤلفین کی کتابوں میں بھی لفظ حجاب نظر آتا ہے ۔ ایتاک کے بادشاہ کی بیوی محجبہ تھی۔ اس شہر کے لوگ اپنے چہرے کو بھی کپڑے سے ڈھانپتے تھے۔ اس کپڑے میں آنکھوں کے سامنے دو سوراخ ہوتے تھے جس سے وہ لوگ باہر کا نظارہ دیکھتے تھے۔ اسپارٹا کی لڑکیاں شادی سے پہلے تک کھلے عام گھوم سکتی تھیں لیکن شادی کے بعد مردوں سے پردہ کرتی تھیں۔ اس دور کے آثار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے سر کو ڈھانپتی تھیں لیکن چہرہ کھلا رہتا تھا اور جب بازار جاتیں تو اپنے چہرہ کو ڈھانپنا لازمی تھا۔ برصغیر کی خواتین بھی پردہ کرتی تھیں۔ رومانیہ کی خواتین کا حجاب زیادہ سخت ہوتا تھا۔ وہ جب گھر سے باہر نکلتی تھیں تو اپنے پورے بدن کو پیروں تک ڈھانپ لیتی تھیں۔ ۱۴

یونانی خواتین میں پردہ کے چلن کے بارے میں مغربی مورخ ویل ڈورنٹ بہت سے دلائل پیش کرتا ہے:

خواتین اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کرنے اور مذہبی تقاریب میں شرکت کے لئے لازمی طور پر حجاب کا استعمال کرتی تھیں۔ ۱۵

یونانی قدیم کہانیوں میں آرٹمیس عفت و پاکیزگی کی دیوی اور یونانی لڑکیوں کے لئے بہترین نمونہ تھیں کیونکہ وہ عفت و تقوی کے زیور سے آراستہ تھیں۔ ۱۶

حجاب قدیم روم میں

رومی خواتین جمہوریت کے پہلے دور میں پردہ نہیں کرتی تھیں ۔اس دور کی خواتین کے بہت سے مجسمے دستیاب ہیں۔آگسٹس کے دور میں (میلاد مسیح کے ۶۳ سال پہلے سے لیکر ۱۴سال بعد تک) عورتوں کے لباس میں اضافہ ہوااور کچھ صدیوں تک یہ عورتیں سر ڈھانپنے کے لئے لمبے سے کپڑے کا استعمال کرتی تھیں۔میلاد مسیح کے پہلے ہزارے کے نصف میں سر کا ڈھاپنااور لمبالباس، شمالی آفریقااور بحیرہ روم کے مشرقی سواحل میں رائج ہوا۔ان علاقوں میں پوشاک کا دوسرا طریقہ رائج تھا جس میں ردا کی طرح ایک بڑے سے کپڑے سے پورے بدن کو ڈھانپ لیا جاتا تھااور عورتیں اور مرد دونوں ہی اسے استعمال کرتے تھے۔اس دور کے پائے جانے والے مجسموں سے صاف طور پر اس علاقے کی عورتوں اور مردوں کے لباس کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔۱۷

حجاب زرتشتی مذہب میں

قدیم ایران کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ایران کی خواتین ماد خاندان کی بادشاہت کے دور سے ہی مکمل حجاب کرتی تھیں۔ لمبی قمیض، پیروں تک شلوار اور سب سے اوپر ایک برقعہ ۱۸۔ یہ پوشاک پارس کے مختلف خاندانوں میں بھی رائج تھی۔۱۹۔ زرتشت کے زمانے میں (ان سے قبل اوران کے بعد بھی) ایرانی خواتین مکمل حجاب میں رہتی تھیں ۲۰۔ تاریخی متون کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ قدیم ایران میں سر کے بال کو ڈھانپنااور لمبے لباس کا پہننا عام بات تھی اور عورتیں اگرچہ پوری آزادی کے ساتھ گھر کے باہر آتی جاتی تھیں اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی تھیں لیکن یہ سارے کام مکمل حجاب اور پردہ کے ساتھ ہوتے تھے اور غلط تعلقات سے پرہیز کیا جاتا تھا۔

ایران کے اونچے طبقے کی خواتین میں حجاب اس شدت سے رائج تھا کہ جب خشایارشاہ اپنی ملکہ وشی کو بنا حجاب کے دربار میں آنے کے لئے کہتا ہے تاکہ درباری اس کی خوبصورتی سے محظوظ ہوسکیں تو وہ اس بات سے انکار کرتی ہے اور ملکہ کا لقب اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔۲۱

زرتشتی خواتین میں حجاب کی اہمیت اس حد تک تھی کہ انوشیروان کی بیٹیاں جب اسیر ہوئیں تو انہوں نے تازیانہ کھانا پسند کیا لیکن اپنے پردہ اور حجاب سے دستبردار نہیں ہوئیں۔۲۲

قدیم ایران میں حجاب کے بارے میں ویل ڈورنٹ تحریر کرتا ہے:

زرتشت پیغمبر کے دور میں خواتین کو معاشرہ میں اعلی درجہ اور پوری آزادی حاصل تھی... شادی شدہ خواتین اپنے باپ یا بھائی سے نہیں مل سکتی تھیں۔ اس دور کے مجسموں میں کسی بھی خاتون کا چہرہ نظر نہیں آتا اور نہ ہی ان کا نام دکھائی دیتا ہے۔

ان سب باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم ایران میں حجاب اور پردہ پر سختی سے عمل درآمد ہوتا تھا یہاں تک کہ شوہر دار عورت کا باپ اور بھائی بھی اس کا محرم شمار نہیں ہوتا تھا۔ ایرانیوں کے پوشاک کے بارے میں ملتا ہے کہ زرتشتی خواتین کا لباس بختیاری اور لُری خواتین کے لباس سے ملتا جلتا ہے۔ ۲۳

حجاب دین یہود میں

پوشاک اور لباس پہننا ایک فطری امر ہے اور دین یہود بھی اس سے مستثنی نہیں ہے اور قدیم زمانے سے اس پر عمل ہوتا آرہا ہے۔ کچھ مورخین اور دانشوروں کا یہ مفروضہ ہے کہ ایران اور عرب اور دوسرے اقوام میں حجاب کی جو روایت ہے اس کی وجہ قوم یہود سے ان کے تعلقات ہیں۔ یہودیوں میں حجاب کی شدت کے بارے میں بہت سی باتیں دستیاب ہیں۔

تلمود کے اخلاقی اصول میں اس طرح درج ہے:

اگر کوئی خاتون یہودی قانون کو توڑتی ہے ۔ مثال کے طور پر سر پر کوئی کپڑا اڈالے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے، یا کسی بھی مرد سے باتیں کرتی ہے، یا گھر میں اتنی بلند آواز سے بات کرتی ہے کہ پڑوسی اس کی آواز سنتے ہیں تو ایسی صورت میں اس کا شوہر بنا مہر ادا کئے اسے طلاق دے سکتا ہے۔ ۲۴

تلمود کے دوسرے حصہ میں اس طرح تحریر ہے:

انسان کو ہر اس چیز سے دوری اختیار کرنی چاہئے جس سے اس کی نفسانی خواہشات بے قابو ہو جاتی ہے۔ حد سے زیادہ بولنا نہیں چاہئے اور کبھی بھی کسی عورت کے پیچھے نہیں چلنا چاہئے چاہے وہ اس کی بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ کسی عورت کے پیچھے چلنے سے بہتر ہے کہ انسان کسی شیر کے پیچھے چلے۔ ۲۵

ان سب باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین یہود اور قانون تلمود میں حجاب پر اتنی سخت تاکید کی گئی ہے جس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ اسی طرح موجودہ توریت اور تلمود سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء اور بزرگان بنی اسرائیل

کی ازواج حجاب کا خیال رکھتی تھیں اور حجاب کی پابندی نہ کرنے کو قوم بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہونے کی ایک وجہ مانا گیا ہے۔ مورخین اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ پوری تاریخ میں یہودی خواتین میں حجاب رائج تھا اور اس کو رعایت نہ کرنے کی صورت میں سزا ملتی تھی خاص کر شادی شدہ عورتوں کے لئے۔

یورپ میں رنسانس اور سماجی تبدیلیوں کے بعد اور دین گریزی کے ماحول کی وجہ سے شعائر مذہبی جیسے کہ حجاب اور پردہ کا مفہوم کمزور ہوتا گیا اور سماجی تبدیلیوں سے متاثر ہو کر بعض یہودی عورتیں حجاب کو چھوڑ کر نقلی بال وغیرہ کا استعمال کرنے لگیں ۔۲۶

اس بات میں شک نہیں کہ دین یہود میں حجاب کی بنیاد، توریت کی آیتوں پر استوار تھی اور بہت سی آیتوں میں لفظ برقعہ استعمال ہوا ہے جو پردہ اور حجاب اور چہرہ کو چھپانے کے معنی میں ہے۔ اسی طرح نامحرموں سے سر کے بال چھپانے پر بہت تاکید ہوئی ہے۔ دین یہود میں حجاب ایک بدیہی امر ہے اور حجاب کی اتنی اہمیت ہے کہ بعض اوقات گنہکار عورت کو سزا دینے کے لئے اسے بے حجاب ہونے کے لئے کہا جاتا تھا۔۲۷

حجاب دین عیسائیت میں

عیسائیت میں بھی دوسرے ادیان کی طرح حجاب پر تاکید کی گئی ہے ۔ عیسائیت نے نہ صرف حجاب کے سلسلہ میں دین یہود کے اصول کو تبدیل نہیں کیا بلکہ اس کے سخت قوانین کو جاری رکھا اور بعض موارد میں زیادہ سختی کے ساتھ حجاب پر تاکید کی۔ دین یہود میں گھر بسانا اور شادی کو ایک مقدس امر مانا جاتا تھا لیکن عیسائیت میں تجرد کو مقدس مانا گیا اور اسی وجہ سے جنسی ہیجان کو ختم کرنے کے لئے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ مکمل طور پر حجاب اور عفت کی پابندی کریں اور ہر طرح کی زینت سے پرہیز کریں ۔ عیسی مسیح صلح و دوستی کے پیغمبر ہیں اور انہوں نے دنیاوی امور اور دنیاوی لذتوں کو ترک کرنے پر تاکید کی ہے اور اسی کے نتیجہ میں چوتھی اور پانچویں صدی میں عیسائیت میں رہبانیت کا ظہور ہوا اور عیسائی راہبہ خواتین حجاب اور عفت کی پابندی کے ساتھ لوگوں کی خدمت رسانی میں مشغول ہوئیں۔

رنسانس کے بعد اور دینی بنیاد کے کمزور ہونے کی وجہ سے تمام دینی شعائر منجملہ حجاب کی پابندی میں سستی پیدا ہوئی اور صنعتی انقلاب نے اس سستی اور کمزوری میں مزید اضافہ کیا۔ گذشتہ صدیوں میں سیکولریزم کے فروغ کی وجہ سے حجاب کی پابندی بالکل کمزور پڑ گئی۔۲۸

عیسائی دانشور جرجی زیدان تاریخ حجاب کے بارے میں اس طرح رقم طراز ہیں :

اگر حجاب سے بدن کا ڈھانپنا مراد ہے تو یہ اسلام سے قبل بلکہ عیسائیت سے پہلے موجود تھا اور دین عیسائیت نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ اور قرون وسطی کے اواخر تک یورپ میں اس کا چلن رہا ہے اور اس کے آثار اب بھی یوروپ میں موجود ہیں۔۲۹

ویل ڈورنٹ عیسائی خواتین کی عملی سیرت کے بارے میں لکھتے ہیں:

عیسائی پادریوں نے برقعہ کو اخلاق عیسوی کا جزء بتایا اور ان کے حکم سے عورتوں نے حریر زربفت کے برقعے بنوائے۔۳۰

تاریخی متون سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت اور عبادت کے وقت برقعہ کا استعمال، اخلاق عیسوی کا جزء تھا اور چرچ تک میں بھی مردوں سے اختلاط منع تھا اور کسی بھی طرح کی زینت منع تھی۔۳۱

حجاب: دین اسلام میں

اسلام سب سے زیادہ مکمل الہی دین ہے جو اللہ تعالی کے طرف ہمیشہ کے لئے اور عالم بشریت کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس دین میں پردہ اور حجاب کے قانون کو اصلاح کرکے اور مناسب طریقے سے معاشرہ کے لئے پیش کیا گیا ہے اور اس طرح عورتوں کے حجاب کے سلسلہ میں غلط باتوں سے پرہیز کیا گیا ہے اور قانون حجاب کی تشریع کے لئے انسانی فطرت و غریزہ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

سورہ روم کی آیت نمبر ۳۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلقت اور قانون گزاری کو ایک دوسرے سے ہماہنگ ہونا چاہئے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ہمیں لباس اور پوشاک جیسی نعمت سے نوازا ہے (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۷) حجاب کے تئیں عورتوں کے اندرونی شوق کو شریعت کے ذریعہ اور مستحکم کیا گیا تاکہ عورت کی گوہر ہستی کی حفاظت ہوسکے اور معاشرہ فساد و تباہی کے دلدل میں جانے سے محفوظ رہ سکے۔

ابن عباس سے منقول ہے:

آدم علیہ السلام کا جنت میں ایک مختصر رہائش کے بعد ہندوستان کے نوذ نامی پہاڑ پر ہبوط ہوا اور حوا جدہ میں اتریں۔ وہ لوگ برہنہ تھے۔ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ آدم جنت سے اپنے ساتھ لائے آٹھ جوڑے بھیڑوں میں سے ایک کو ذبح کریں۔ پھر حوا نے اس کے اون کو بنا اور آدم نے اس اون سے ایک لمبا لباس اپنے لئے اور ایک قمیض اور اسکارف حوا کے لئے تیار کیا۔ اس طرح اس دور کے انسان نے اپنے جسم کو پوشاک سے ڈھانپا اور خود کو برہنگی کی شرمندگی سے نجات دلائی۔ ۳۲

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاب اور پردہ کا چلن اسلام سے پہلے موجود تھا اور خلقت کے آغاز سے اور آسمانی شریعت کے نازل ہونے سے پہلے سے انسان کو حکم دیا گیا کہ اپنے آپ کو ڈھانپے۔ یا ایرانی شہزادیوں کی کہانی جب حضرت عمر نے ان سے کہا کہ وہ اپنے حجاب کو ہٹائیں تو حضرت علیؑ نے رسول خداؐ کی ایک روایت نقل کی اور خلیفہ اول اپنے کئے سے پشیمان ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا:

میں نے پیغمبر اسلام سے سنا ہے کہ خوار اور حقیر ہونے والی قوم کو محترم اور شریف سمجھو۔ ۳۳

ان ساری باتوں اور حقائق سے حیات بشری کے مختلف مراحل میں حجاب کی موجودگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ حجاب کے سلسلہ میں سب سے اہم آیت، آیہ غض بصر یعنی چشم پوشی ہے: سورہ نور آیت آیت ۳۰ و ۳۱ :

”قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ * وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ و وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ ترجمہ: پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے اور بے شک اللہ ان کے کاروبار سے خوب باخبر ہے۔ اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے۔ ۳۴۔

فلسفہ حجاب کو سمجھنا بہت ضروری ہے جس کو سمجھنے کے بعد اسلامی پہناوے کی تہذیب بھی سمجھ میں آ جائے گی۔ اسلامی نقطہ نظر سے احکام کی تشریع کا مقصد قرب خداوندی ہے جو تزکیہ نفس اور تقوی سے حاصل ہوتا ہے (حجرات، آیت ۱۳) اسلامی حجاب کے وجوب کا مقصد بھی طہارت اور عفت و پاکدامنی کا حصول ہے (نور،

آیت ۲۱) مختلف احادیث اور روایتوں میں حجاب کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔امام علیؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: ''عورت کا پوشیدہ رہنا اس کے لئے بہتر ہے اور اس کی خوبصورتی کو بڑھاتا ہے''۔۳۵

ان ساری باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی حجاب کا مفہوم یہ ہے کہ نامحرم مردوں سے گفتگو کے دوران عورت اپنی پوشاک اور اپنے رویہ پر دھیان دے اور شرعی حدود کی رعایت کرے یعنی حجاب نامحرم مرد اور عورت کے درمیان ایک طرح کا حائل ہے جس کی وجہ سے دوسروں کی ناموس محفوظ رہتی ہے اور انسانی شان پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے خواتین کے لئے خاص احکام وضع کئے ہیں جن میں مختلف زمانے اور مختلف جگہوں پر تبدیلی آسکتی ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ عورت کی انسانی قدر و منزلت محفوظ رہے اور تمام اسلامی فرق میں حجاب واجب ہے اور اس سلسلہ میں ان میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے کہ عورت کو نماز ادا کرتے وقت اور نامحرم مرد کے سامنے سر کے بال اور پورا بدن سوائے چہرہ اور ہاتھ کے ڈھانپنا چاہئے۔۳۶

نتیجہ

اس مقالہ میں ہم نے حجاب کے مسئلہ کا اسلام اور دیگر ادیان اور قدیم تہذیبوں کے حوالے سے مطالعہ کیا۔ہم نے مقالہ میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ کیا حجاب صرف اسلام میں ہے اور دوسرے توحیدی ادیان یا قدیم تہذیبوں میں اس کا چلن نہیں تھا؟اس مقالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مسئلہ حجاب اسلام کے علاوہ دوسرے الٰہی ادیان اور قدیم تہذیبوں میں بھی بہت اہم تھا۔تاریخی متون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں میں حجاب کا چلن پایا جاتا تھا اگرچہ حکام کے ذاتی سلیقہ کی وجہ اس میں زیادتی یا کمی بھی ہوئی لیکن کبھی بھی بالکل ختم نہیں ہوا۔ مورخین نے شاذ و نادر عورتوں کے نامناسب لباس کا تذکرہ کیا ہے۔ادیان توحیدی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادیان اور اسلامی فرقوں میں حجاب کا واجب ہونا تسلیم شدہ بات ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ادیان چہارگانہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بنسبت دوسرے الٰہی ادیان میں حجاب اور پہناوے پر زیادہ شدت سے زور دیا گیا ہے۔ مورخین نے نہ صرف دین یہود میں پردہ کے رواج کی بات کہی ہے بلکہ یہ بھی بتایا ہے کہ کتنی سختی سے اس پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حجاب قدیم الایام سے مختلف اقوام اور تہذیبوں میں رائج تھا اور اسلام نے صرف اسے سماجی مصلحتوں سے ہماہنگ کرتے ہوئے مذہبی حکم کے دائرے میں قرار دیا ہے۔مثال کے طور پر دوسرے ادیان (یہودی، عیسائی اور زرتشتی) میں چہرہ کو ڈھانپنا اخلاقی فریضہ ہے لیکن اسلام میں چہرہ کو چھپانا واجب نہیں ہے اور اکثر فقہاء اس موضوع پر متفق القول ہیں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میانہ روی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے افراط و تفریط سے بچتا ہے۔اسلامی حجاب میں لاپرواہی کرنا نقصان دہ ہے اور بے جا شدت پسندی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اس طرح کا حجاب عورت کی فطری عفت سے ہماہنگ ہے۔

اسلام نے میانہ روی اختیار کرتے ہوئے اور زندگی کے مختلف کے شعبوں میں خواتین کی آزادی کو مد نظر رکھتے ہوئے ، حجاب کو واجب قرار دیا ہے اور اس کے حقیقی فلسفہ کے مد نظر، بنا کسی محدودیت کے عورت کو ظاہری اور باطنی خطروں اور نقصانات سے محفوظ رکھا ہے۔اسلامی حجاب جس طرح مغربی ممالک بتاتے ہیں عورت کو گھر میں قید کرنے یا سماجی مسائل سے دور رہنے کے مترادف نہیں ہے بلکہ اسلامی حجاب سے مراد یہ ہے کہ غیر مرد سے سماجی معاشرت کے دوران عورت اپنے سر کے بال اور دیگر اعضاء کو چھپائے اور خود نمائی سے پرہیز کرے۔

اس سلسلہ کی آخری بات یہ ہے کہ اگرچہ کسی بھی دین میں حجاب کے لئے کسی خاص لباس کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا ہے اور پردہ کا حکم کلی طور پر ہے لیکن پردہ اور برقعہ کا استعمال سبھی ادیان میں رائج رہا ہے اور یہ بات طے ہے کہ اسلام سے پہلے بھی دوسرے ادیان اور قوموں میں حجاب کا چلن رہا ہے اور اسلام نے صرف اس کے حدود کو شریعت کے حوالے سے متعین کیا ہے۔ تو یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ حجاب کی جڑیں انسانی فطرت میں پیوست ہیں "فَدَلّٰهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ... " اور جیسے ہی ان دونوں نے چکھا شرمگاہیں کھلنے لگیں اور انہوں نے درختوں کے پتے جوڑ کر چھپانا شروع کر دیا۔۳۶۔سورہ اعراف آیت، نمبر ۲۲

اس آیت کے مطالعہ سے حجاب کے فطری ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مرتضٰی مطہری، مسئلہ حجاب (قم، انتشارات صدرا)

۲۔ اعراف، آیہ ۲۲

۳۔ حسین حسینی، سراج (تہران، مرکزپژوهش های اسلامی صداوسیما، ۱۳۸۰) ص ۲۴۳

۴۔ علی آشنایی، حجاب درادیان الٰہی (قم، اشراق، ۱۳۷۳) ص ۱۰

۵۔ ناتانیل براندل، روانشناسی حرمت خود، ترجمہ جمال هاشمی، ۱۳۸۳

۶۔ میترا مہر آبادی، زن ایرانی بہ روایت سفر نامہ نویسان فرنگی (تہران، انتشارات آفرینش، ۱۳۷۹)

۷۔ ویل ڈورانٹ، تاریخ تمدن، ترجمہ احمد آرام ودیگران (تہران، انتشارات علمی وفرہنگی، ۱۳۷۶) ص ۴۳۴

۸۔ لسایت ویکی پریا

۹۔ جلیل ضیاء پور، پوشاک باستانی ایرانیان (تہران، انتشارات هنرهای زیبای کشور، ۱۳۴۳)

۱۰۔ محمد فرید وجدی، دایرۃ المعارف قرن ۲۰ تا ۱۴، (مصر، مطبعہ دایرہ المعارف القرآن المعشرین) ص ۷۵

۱۱۔ سابق، ص ۱۹۷

۱۲۔ علی سامی، تمدن سانانی (شیراز، ۱۳۶۸) ص ۱۸۶

۱۳۔ فتحیہ فتاحی زادہ، حجاب از دیدگاہ قرآن وسنت، ج ۱ (قم، انتشارات حوزۂ علمیہ قم) ص ۲۴

۱۴۔ محمد فرید وجدی، مذکورہ، ص ۳۳۵

۱۵۔ ویل ڈورانٹ، مذکورہ، ص ۳۴۰

۱۶۔ سابق، ص ۵۲۰

۱۷۔ سایت تبیان، ۱۳۸۲

۱۸۔ جلیل ضیاء پور، مذکورہ، ص ۱۷۔۲۶

۱۹۔ سابق، ص ۴۷۔۱۹۴

۲۰۔ علی آشتیانی، مذکورہ، ص ۹۵

۲۱۔ فرہست قائم مقامی، آزادی یا اسارت (بی جا)، ص ۱۰۶

۲۲۔ علی آشتیانی، مذکورہ، ص ۸۹

۲۳۔ عسگری، ص ۳

۲۴۔ ویل ڈورانٹ، مذکورہ، ج ۴، ص ۴۹۱

۲۵۔ سابق، ص ۴۶۰

۲۶۔ سایت ویکی پریا

۲۷۔ تورات، کتاب روت، سفر اعداد، باب دوم، فقرہ ۸۔ ۱۰

۲۸۔ سایت ویکی پریا

۲۹۔ جرجی زیدان۔ تاریخ تمدن اسلام، ترجمۂ جواہر کلام، ص ۹۴۲

۳۰۔ ویل ڈورانٹ، مذکورہ، ج ۱۳، ص ۴۹۸۔ ۵۰۰

۳۱۔ علی آشتیانی، مذکورہ، ص ۱۲۸۔ ۱۳۰

۳۲۔ فتحیہ فتاحی زادہ، مذکورہ، ص ۸۳

۳۳۔ سابق، ص ۹۵

۳۴۔ نور، آیہ ۳۴

۳۵۔ فتحیہ فتاحی زادہ، مذکورہ، ص ۹۸

۳۶۔ اعراف، آیہ ۲۲

اسلام میں حجاب کا فلسفہ، حدود اور تربیتی آثار

گروہ مولفین: عظیمان اور ڈاکٹر سعید بہشتی

مترجم: مولانا سید منظر صادق زیدی

مقدمہ

خواتین کے حجاب اور پردہ کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے کہ جتنی آدمیت کی تاریخ قدیم ہے۔ اس مسئلہ نے ہر دور میں الگ انداز اور آہنگ اختیار کیا ہے۔اور ہر ایک نے اپنے نظریہ کے مطابق اس کا تجزیہ کیا ہے۔ جو لوگ حجاب کے مخالف رہے ہیں انہوں نے اس کے بارے میں غیر منطقی اور نامعقول توجیہات پیش کی ہیں ظاہر ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو سرے سے خرافات سمجھے گا تو اس کے بارے میں جو بھی توجہ و تاویل بیان کرے گا وہ بھی خرافات جیسی ہی ہوں گی۔ ایسے افراد نے حجاب کے فلسفہ کے طور پر ریاضت، رہبانیت، خواتین کا استحصال، عدمِ تحفظ اور حسد کو پیش کیا ہے۔ لیکن خواتین کے لئے پردہ کو واجب و لازم قرار دینے والا ''اسلام'' بھی کیا دلائل کو قبول کرتا ہے، یا اسلام نے حجاب کے لئے الگ فلسفہ پیش کیا ہے؟

زیر نظر تحریر میں سب سے پہلے آیات و روایات میں حجاب سے متعلق اسلام کے فلسفہ اور دلائل سے گفتگو کی جائے گی اس کے بعد انفرادی، گھریلو اور سماجی اعتبار سے پردہ کے حدود اور آخر میں ''حجاب کے تربیتی آثار'' کے بارے میں گفتگو ہو گی۔

حجاب کا فلسفہ

ہماری نظر میں حجاب کا فلسفہ وہی ہے کہ جس کی بناء پر اس حکم کوواجب قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس حکم کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اسی کے ساتھ ائمہ اطہار علیہم السلام کی سنت (قول معصوم، تقریر معصوم) کے ذیل میں بھی اس حکم کی تفصیل اوربنیادوں کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

الف: حجاب قرآن کی روشنی میں

حجاب سے متعلق آیات اور ان کے نزول کی ترتیب کے بارے میں غوروخوض سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حجاب کا حکم ایک دفعہ نازل نہیں ہوا ہے بلکہ وقت گزرنے اور حالات فراہم ہونے کے ساتھ مرحلہ وار، تدریجاً نازل ہوا ہے۔ سب سے پہلے ہجرت کے پانچویں سال کے آخر میں زینب بنت جحش کے ہمراہ پیغمبر اکرمؐ کے عقد اور ولیمہ کے موقع پر ازواج پیغمبر کے بارے میں حجاب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے مطابق تمام مردوں کے لیے فرض قرار دیا گیا کہ پیغمبر کی خواتین کے ساتھ پردہ کے پیچھے سے گفتگو کیا کریں۔

دوسرے مرحلہ میں "نسبی محارم" کو اس حکم کے دائرہ سے مستثنیٰ کردیا گیا اور انہیں اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ پردہ کے بغیر بھی پیغمبر اکرمؐ کی خواتین سے باتیں کرسکتے ہیں۔

تیسرے مرحلہ میں پیغمبرؐ کی خواتین اور عام مومنات کو بطور حق "جلباب" کے استعمال کی اجازت دی گئی۔

چوتھے مرحلہ میں سورۂ نور کی آیات نے خواتین کے پردہ کے احکام مشخص کئے اور پانچویں مرحلہ میں محرم خواتین کی آرامگاہ میں داخلہ کے لئے اجازت لینے کا حکم بیان ہوا۔ (عابدینی، نشریہ فقہ، شمارہ ۲۳ ص۔۴۹۔۵۰)

پہلا مرحلہ: سورۂ احزاب کی آیات کا نزول

" وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَّرَاءِ حِجَابٍ" اور جب ازواج پیغمبر سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو"(احزاب/۵۳) پھر اس کی دلیل کے طور پر ارشاد ہوا" ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ" یہ بات تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے (احزاب/۵۳) تمہارے اور ان کے دل پاکیزہ رہیں اس کے لئے حجاب بہتر ہے۔

اس سورہ میں حجاب سے متعلق آیت نازل ہونے سے پہلے دوسری آیات بھی نازل ہوئیں جن میں تقویٰ الٰہی کے مالک ہونے کی صورت میں دیگر خواتین کے مقابلہ میں ازواج پیغمبرؐ کی شان و منزلت اور برتری کا اعلان کیا گیا تھا۔ ان آیات میں ازواج پیغمبر کو حکم دیا گیا کہ بغیر ضروری کام کے اپنے حجروں سے باہر نہ نکلیں، ناز اور ادا کے لہجہ میں مردوں کے ساتھ باتیں نہ کریں اور سابقہ جاہلیت کے مانند زینت و آرائش نہ کریں۔

" يَانِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ" اے ازواج پیغمبر تم اگر تقوی اختیار کرو تو تمہارا مرتبہ کسی عام عورت جیسا نہیں ہے (بلکہ تمہارا مرتبہ بلند اور رفیع ہے) لہٰذا کسی آدمی سے لگی لپٹی بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے لالچ پیدا ہو جائے اور ہمیشہ نیک باتیں کیا کرو اور اپنے گھر میں جا بیٹھی رہو اور پہلے جاہلیت جیسا بناؤ سنگھار نہ کرو" (احزاب ۳۲۔۳۳)

دوسرا مرحلہ: سورۂ احزاب کی آیت ۵۵ کا نزول

"لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا" اور عورتوں کے لیے کوئی حرج نہیں ہے اگر اپنے باپ، دادا، اپنی اولاد، اپنے بھائی، اپنے بھتیجے اور اپنے بھانجوں کے سامنے

بے حجاب آئیں یا اپنی عورتوں یا کنیزوں کے سامنے آئیں لیکن تم سب اللہ سے ڈرتی رہو کہ اللہ سب ہی پر حاضر و ناظر ہے" (احزاب / ۵۵)

اس آیت کے تجزیہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آیت کی ابتدا میں جن پانچ گروہوں کا تذکرہ ہے یہ وہی پانچ گروہ ہیں کہ جنہیں "نسبی طور پر محرم" کہا جاتا ہے۔ اس آیت کے بموجب ازواج پیغمبر کا یہ فریضہ نہیں ہے کہ وہ اپنے "نسبی محارم" سے بھی پردہ کریں بلکہ جیسے وہ پیغمبر کی معیّت میں آنے سے قبل اپنے نسبی محارم کے ساتھ پردہ کے بغیر گفتگو کرتی تھیں، پیغمبر کے ساتھ رشتۂ زوجیت میں منسلک ہونے کے بعد بھی ان کے ساتھ بغیر پردہ کے باتیں کر سکتی ہیں۔

تیسرا مرحلہ: سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ کا نزول

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا" اے پیغمبر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (احزاب / ۵۹)۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مدینہ کی عورتوں نے اپنی شرافت و عظمت اور حشمت کے اظہار کے لیے چادر اوڑھنا شروع کر دیا۔

اس مقام پر ضروری محسوس ہوتا ہے کہ آیت کے اصل لفظ "جلباب" کی بھی وضاحت کر دی جائے۔ لغت اور تفسیر کی کتابوں میں جلباب کے متعدد معنی اور گوناگوں نمونے بیان ہوئے ہیں۔ روح المعانی میں جلباب کے متعدد معانی بیان ہوئے ہیں:

۱۔ جو اوپر سے نیچے تک ڈھانپ لے جیسے چادر۔ ۲ مقنعہ۔ ۳ ملحفہ ۴۔ ہر وہ لباس جو خواتین اپنے کپڑوں کے اوپر سے پہنتی ہیں۔ ۵ ہر وہ چیز کہ جس سے خود کو ڈھانپا جاسکے چاہے عبا ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور ۶۔ سرپوش سے زیادہ کشادہ اور رداء سے چھوٹا لباس۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ "جلباب" چادر یا اس کے مانند لباس کو کہا جاتا ہے نہ کہ روسری، دوپٹہ یا اسکارف کو۔

اس آیت کا مقصد پردہ کے حدود و قیود کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ آزاد اور پاکدامن خواتین کو ایک شناخت عطا کرنا تھا تاکہ وہ اپنے شوق اور خواہش سے پردہ کریں شائد اس علامت اور شناخت کی درخواست خود پاک دامن اور آزاد خواتین کی جانب سے تھی کیونکہ انہیں اراذل اور اوباش (بدتمیز اور سرپھرے) قسم کے افراد سے اذیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور اس بابت انہوں نے بارہا پیغمبر سے شکایت کی تھی اور اس سلسلہ میں کسی بندوبست کا مطالبہ کیا تھا چنانچہ پروردگار عالم نے ان کے لیے مذکورہ اعلان کر دیا۔

چوتھا مرحلہ : سورۂ نور کی آیات ۳۰۔۳۱ کا نزول

" قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ٠٠وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (نور/ ۳۰۔۳۱)

"اور پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے اور بیشک اللہ ان کے کاروبار سے خوب باخبر ہے (۳۰) اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو ازخود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر رکھیں اور اپنی زینت کو اپنے باپ دادا، شوہر، شوہر کے باپ، دادا اپنی اولاد اور اپنے شوہر کی اولاد اپنے بھائی اور بھائیوں کی اولاد اور بہنوں کی اولاد اور اپنی عورتوں اور اپنے غلام اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کی طرف سے کوئی خواہش نہیں رہ گئی ہے اور وہ بچے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور خبردار اپنے پاؤں پٹک کر نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہو جائے اور صاحبانِ ایمان تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہو کہ شاید اسی طرح تمہیں فلاح اور نجات حاصل ہو جائے۔"

سورۂ نور کی آیت ۳۱ حجاب کے چوتھے مرحلہ کو بیان کر رہی ہے اور اس میں پردہ کے علاوہ دیگر امور مثلاً اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھنا، نامحرموں کے سامنے اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کرنا بھی ہے۔

"قُلْ لِلْمُؤمِنَاتِ" سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مدینہ کی عورتیں اپنے سر اور بدن کو تو چھپایا کرتی تھیں لیکن سر کے بعض حصہ اور سینہ کو کھلا رکھتی تھیں لہٰذا اس آیت میں ان حصوں کے بارے میں بھی احکام بیان کیے گئے کہ جنہیں نہیں چھپایا جاتا تھا منجملہ یہ کہ "اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبان پر رکھیں" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت کے نزول سے پہلے اوڑھنیوں اور دوپٹوں کو گردن کے نیچے نہیں باندھا جاتا تھا اور گریبان و سینہ نمایاں رہتے تھے۔

اس مقام پر "خُمر" (جو کہ خمار کی جمع ہے) کے معنی کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ خمار اگرچہ بطور مطلق اوڑھنے والی چیز کے معنی میں ہے لیکن یہاں پر روسری یا مقنعہ مراد ہے یعنی ایسا کپڑا جسے خواتین سر کے اوپر سے سر اور گردن پر ڈالتی ہیں۔ قرآن کریم نے جلباب اور خمار دونوں کا الگ الگ مقصد بیان کیا ہے۔ خمار کو مطلقاً واجب قرار دیا ہے اور سورۂ نور کی آیات سے استفادہ ہوتا ہے کہ خمار کا مقصد مردوں کو تحریک (گناہ کی طرف رغبت) سے بچانا ہے۔ لیکن جلباب وہ لباس ہے جو تحفظ کا

ذریعہ ہوتا ہے۔ بنابرایں، جلباب اور خمار ایک ہی چیز نہیں ہیں اور اگر دونوں ایک ہوتیں تو دوبارہ سے آیت نازل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ب: حجاب سنت کی روشنی میں

قرآن کے ساتھ سنت بھی اسلامی تہذیب کی شناخت اور معرفت کا منبع اور سرچشمہ ہے۔اسلام کو سمجھنے اور انسانی معاشرہ کے گوناگوں پہلوؤں کے بارے میں شریعت کا نظریہ معلوم کرنے کے لیے ان دونوں (قرآن و سنت) کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ حجاب کے سلسلہ میں پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے جو روایات نقل ہوئی ہیں وہ حجاب سے متعلق قرآنی آیات کی مزید تشریح و تفسیر میں مددگار ہیں۔

سنت سے مراد قول معصوم، فعل معصوم اور تقریر معصوم یعنی معصوم کی جانب سے خاموش رہ کر کسی عمل کی تائید کرنا ہے اس بناء پر حجاب کے بارے میں معصومین علیہم السلام سے وارد ہونے والی احادیث و روایات کے علاوہ ان ذوات مقدسہ کی سیرت اور اُس دور میں ان کا کردار بھی ہمارے لیے نمونۂ عمل ہوسکتا ہے، اسی طرح صدر اسلام کی خواتین کی سیرت بھی آج کے دور میں بہترین آئیڈیل ہوسکتی ہے اس لیے کہ ان کا معمول بھی تھا کہ وہ ہمیشہ نامحرموں سے اپنے بدن اور بالوں کو چھپایا کرتی تھیں۔

ختمی مرتبتؐ کی دختر گرامی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ذات گرامی زندگی کے تمام شعبوں میں تمام مسلمان خواتین کے لئے اعلیٰ مثال اور عدیم النظیر آئیڈیل ہیں۔ آج کے دور میں کہ جب بشریت معرفت اور کمال کی پیاسی اور اپنے جیسے صحیح راستہ کی تلاش میں لایعنی اور واہیات نمونوں کی پیروی کرکے حیران اور سرگرداں ہوچکی ہے۔ انسانیت کے لیے "انسان کامل" سے بہتر کون نمونۂ عمل اور آئیڈیل ہوسکتا ہے؟!

حجاب سے متعلق چند روایات بطور نمونہ پیش کی جارہی ہیں

ا۔باریک لباس پہننے کی ممنوعیت

ایک دن اسماء ایسا باریک اور نازک لباس پہن کر خانۂ پیغمبر میں آئیں کہ جس سے بدن جھلک رہا تھا آنحضرتؐ نے اپنا روئے مبارک دوسری طرف پھیر کر فرمایا:

''یَااَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَابَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلَحْ اَنْ يُرٰی مِنْهَا اِلَّاهٰذَا وَهٰذَا'' اے اسماء عورت جب حدبلوغ کو پہونچ جائے تو چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دینا چاہیئے (سجستانی، بی تا، ج ۲، ص۳۸۳)

جب کسی چیز کا چھپایا جانا واجب اور ضروری ہے تو پھر اسے صحیح طریقہ سے اور حقیقت میں چھپایا جانا چاہیئے لہٰذا ایسا نازک اور باریک لباس جس سے بدن نمایاں جھلک رہا ہو اسے پردہ نہیں کہا جائے گا۔

۲۔شوہر کے علاوہ دوسروں کے لیے بناؤ سنگھار کی حرمت

پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے ''وَنَهٰی اَنْ تَتَزَيَّنَ الْمَرْأَةُ لِغَيْرِ زَوْجِهَافَاِنْ فَعَلَتْ كَانَ حَقّاً عَلَی اللهِ عِزّوَجَلَّ اَنْ يُحرِقَهَا بِالنار''

''پیغمبر اکرمؐ نے عورتوں کو دوسروں کے لیے آرائش اور زینت سے روکا ہے اور فرمایا ''اگر کوئی عورت شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیے آرائش کرے تو خدا اسے یقیناً آگ میں جلائے گا۔ (مجلسی، ۱۳۷۶ ،ج ۱۰۳، ص۲۴۳)

۳۔آنکھوں کی خیانت سے پرہیز

امام صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے ''اَلنَّظَرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْس مَسْمُومٌ اَوْ كَمْ نَظْرَةٍ اَوْرَثَتْ حَسْرَةًطَوِيلَةً''

آنکھیں سیکنا شیطان کے خطرناک اور زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے چہ بسا تھوڑی دیر کی آنکھیں لڑنے کے نتیجہ میں طویل عرصہ تک حسرت و یاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' (حرعاملی، ج۱۴، ابواب النکاح)

۴۔ نامحرموں سے مصافحہ کی حرمت وممانعت

اسلام نے نامحرموں سے مصافحہ کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے اس سلسلہ میں رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے "مَنْ صَافَحَ اِمْرَأَةً تَحْرُمُ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِسُخْطٍ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ" جس شخص نے نامحرم عورت سے مصافحہ کیا اس نے خدا کا غضب مول لیا۔" (سابقہ حوالہ، ص ۱۴۳)

۵۔ مشترکہ اجتماع سے پرہیز

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ مرد اور عورتیں مسجد سے ایک ساتھ باہر نکل رہے ہیں۔ آپؐ نے خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "بہتر ہے کہ تم لوگ تھوڑا صبر کرلیا کرو تاکہ مرد نکل جائیں، وہ درمیان سے اور تم لوگ کنارے کنارے سے"۔ ایک دن آپ نے مسجد کے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کتنا بہتر ہوتا اگر ہم اس دروازہ کو خواتین سے مخصوص کردیتے"۔ (سجستانی، بی تا، ج ۱، ص ۱۸۴)

۶۔ اخلاقی خرابیوں اور بے راہ روی سے روکنا

امام رضا علیہ السلام حجاب کی علت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں "حَرُمَ النَّظَرُ اِلَی شُعُورِ النِّسَاءِ ..... لِمَا فِيهِ مِنْ تَهْيِيجِ الرِّجَالِ وَمَا يَدْعُو اِلَى الْفَسَادِ والدخولِ فِيمَا لَا يَحِلُّ" عورتوں کے بالوں کی طرف دیکھنا اس لیے حرام ہے کہ اگر ان کے بال نامحرموں کے سامنے کھلے رہیں گے تو اس سے مردوں کے جذبات میں ابال آئے گا جس کے نتیجہ میں اخلاقی فساد اور غیر شرعی حرکتیں سامنے آئیں گی اور لوگ حرام کاموں میں مبتلا ہوں گے۔ (صدوق، ۱۳۷۶، ج ۲، ص ۲۷۸)

مردوں کے فرائض

قرآن و حدیث میں حجاب کے بارے میں جہاں ایک جانب عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے کو چھپائیں، غیروں کے لیے بناؤ سنگھار نہ کریں وہیں مردوں کے لیے بھی کچھ فرائض مقرر کیے گئے ہیں۔ ذیل میں چند فرائض بیان کیئے جارہے ہیں:

۱۔ غیرت و حمیت

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ”اِنَّ اللہَ تَعَالیٰ غَیُوْرٌ یُحِبُّ الْغُیُوْرَ“ پروردگار عالم صاحب غیرت ہے وہ غیرت وار انسانوں سے محبت کرتا ہے۔ (پاینده ،۱۳۶۴، ص ۱۴۳)اسی طرح آپؑ کا ارشاد گرامی ” صرف وہ انسان بے غیرت ہوتا ہے کہ جس کا دل الٹ گیا ہو“ (حر عاملی،۱۳۶۳، ج ۱۴، ص ۱۰۸)

۲۔اپنے گھر والوں کو نگرانی

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے”یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِیكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ“اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے“ (تحریم/۶)

۳۔ حیاء و عفت کی دعوت

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے ”دوسروں کی عورتوں کے تئیں عفت سے کام لو تاکہ تمہاری عورتیں بھی باعفت رہیں۔“ (حرعاملی، ۱۳۶۳، ج ۱۴، ص ۱۴۱)

ج: حجاب ، عقل کی روشنی میں

اسلامی علماء و مفکرین نے فلسفہ حجاب کے بارے میں کچھ باتیں پیش کی ہیں انہیں ہم حجاب، عقل کی روشنی کے ذیل میں پیش کررہے ہیں:

۱۔ حجاب، جنسی خواہشات پر کنٹرول کا ذریعہ

انسانی وجود میں سب سے زیادہ طاقتور غریزہ، جنسی غریزہ اور خواہش ہے۔ اس غریزہ کی صحیح سمت میں راہنمائی اور اس کو تحریک سے بچائے رکھنا اقدار اور اخلاقی امور کی تنظیم میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ فرائڈ کا نظریہ یہ تھا کہ تمام تر نفسیاتی بیماریاں جنسی خواہشات کی روک تھام سے پیدا

ہوتی ہیں اور اس نے معاشرہ کو یہ باور کرانے کی ہر ممکن کوشش کی کہ جنسی خواہشات کے سلسلہ میں زیادہ سختی سے کام نہ لیا جائے لیکن چند دہائیوں کے بعد یہ حقیقت سامنے آگئی کہ جنسی بے راہ روی سے نہ صرف یہ کہ نفسیاتی بیماریوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ ان بیماریوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ماہرین نفسیات کا عقیدہ ہے کہ انسان کے اندر لذت طلبی کی خواہش جتنی شدید ہوگی غم و اندوہ کا ردعمل بھی اتنا ہی شدید ہوگا۔ آج کے نوجوانوں میں جو مزاجی تبدیلی نظر آرہی ہے وہ اسی شدت تحریک کے بعد سستی کا نتیجہ ہے۔

لہٰذا ہیجان اور تحریک (بھڑکتے ہوئے جذبات) کو کنٹرول میں رکھ کر زندگی کو پرسکون بنانے کا ذریعہ یہی ہے کہ غیر اخلاقی اور عفت کے منافی مناظر کو دور رکھا جائے اس طرح پردہ اور حجاب، جذبات و خواہشات کی تحریک کو کنٹرول کرنے میں بہترین ذریعہ ہوسکتا ہے۔

۲۔ عورت کو بری نظروں سے محفوظ رکھنے کا وسیلہ

مسلمان عورت معاشرہ کی حرمت و عفت کا مجسمہ ہے۔ یہ درحقیقت ایک طرح سے خواتین کے احترام اور شہوانی وشیطانی نگاہوں سے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ اگر خود عورت حدود کا لحاظ نہ رکھے گی تو کوئی بھی دل کا بیمار للچائی ہوئی نظروں سے اسکی جانب دیکھے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس شخصیت کو سالم رہنا چاہیئے تاکہ اس کے ذریعہ سالم نسل کی تربیت ہوسکے وہ شخصیت ایسے گناہ آلودہ نگاہوں کا نشانہ بن کر شہوات کی جانب مائل ہوجائے گی۔

۳۔ معاشرہ میں خواتین کی موجودگی کا مقدمہ

اسلام نے خواتین کے لیے پردہ کا حکم دیا ہے اس کا مقصد انہیں گھر کے حدود میں قید رکھنا نہیں ہے۔ اسلام میں خواتین کے لیے قیدخانہ یا جیل کا کوئی تصور نہیں ہے جیسا کہ زمانۂ قدیم میں بعض ممالک میں ایسا تصور پایا جاتا تھا مثال کے طورپر قدیم ایران اور ہندوستان میں۔ پردہ خواتین کو گھر کے حدود سے معاشرہ میں لانے کا مقدمہ ہے یعنی خواتین سماج سے متعلق امور میں حصہ لیں اور مردوں کی موجودگی میں اپنے بدن کو چھپائیں ۔ عشوہ گری و خودنمائی سے پرہیز کریں۔

۴۔ گھرانہ اور سماج میں خرابیوں کی روک تھام

اسلام نے عورتوں کو پردہ کا حکم اس لیے دیا ہے کہ زینت و آرائش اور خودنمائی و عشوہ گری کا جذبہ خواتین میں ہی پایا جاتا ہے اگر جائزہ لیا جائے تو یہی نظر آئے گا کہ عورت دل پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور مرد دل دے بیٹھتا ہے بہ الفاظ دیگر عورت شکار کرتی ہے اور مرد شکار ہوتا ہے جبکہ جسم کے معاملہ میں اس کے برعکس ہے کہ یہاں مرد شکاری ہوتا ہے اور عورت شکار بنتی ہے۔ لہٰذا عقل کا تقاضہ یہی ہے کہ ایسے اقدامات انجام دے کہ جس سے اسے کوئی نقصان نہ پہونچے اور اس کے مفادات کا تحفظ ہوتا رہے۔

آج برہنگی کے نتائج سے عاجز مغربی معاشرہ بھی حجاب کے بارے میں غور کر رہا ہے۔

د: حجاب اور فطرت

عورت کی فطرت میں موجود شرم و حیاء اسے حجاب پر آمادہ کرتی ہے۔ شرم و حیاء اور عفت و پاکدامنی کا عشق کی حد تک اشتیاق اسکی خلقت میں پنہاں ہے یہ اور بات ہے کہ جب شرم و حیاء سے عاری ہوجاتی ہے تو غیر محفوظ ماحول میں بھی اپنے پردہ کو خیرباد کہہ دیتی ہے۔ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بلوغ کے دوران جب جسم میں مختلف تبدیلیاں آتی ہیں تو یہ محض جسمانی تبدیلیاں نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ساتھ ساتھ حیاء کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔

چادر یا کسی مخصوص لباس کے معنی میں تو نہیں لیکن ''چھپی ہوئی چیز'' کے معنی میں قرآن نے حجاب اور پردہ کو فطری امر بتایا ہے۔ سورۂ اعراف/آیت ۲۰ میں جناب آدمؑ و حوا کے تذکرہ کے ذیل میں ارشاد ہوتا ہے ''۰۰۰ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ'' پھر شیطان نے ان دونوں میں وسوسہ پیدا کرایا کہ جن شرم کے مقامات کو چھپا رکھا ہے وہ نمایاں ہوجائیں اور کہنے لگا کہ تمہارے پروردگار نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لئے روکا ہے کہ تم فرشتے ہوجاؤگے یا تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہوجاؤگے۔''

خلاصۂ کلام یہ کہ حجاب اور پردہ کے سلسلہ میں فطری شرم و حیاء کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پردہ اور بدن کے ڈھانکنے کا ایک اہم فلسفہ یہی ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان محض سردی یا گرمی سے بچنے کے لئے اپنا بدن چھپاتا ہے۔

البتہ انسان کن چیزوں کے بارے میں حیاء سے کام لیتا ہے اس کا تعلق عموماً آداب و رسوم اور تہذیب و تمدن سے بھی ہوتا ہے۔

حجاب کے تربیتی آثار و فوائد

پردہ کا سب سے پہلا فائدہ عورت کی روح اور نفسیات میں ظاہر ہوتا ہے اس لیے کہ اگر کوئی خاتون اپنی مرضی اور آزادی کے ساتھ کسی لباس کا انتخاب کرتی ہے۔ اس لباس کا احترام کرتی ہے اسے مقدس سمجھتی ہے تو اس لباس کے ساتھ یقیناً اپنے اندر سکون واطمینان اور سربلندی محسوس کرے گی لیکن اگر بناؤ سنگھار کے ساتھ نیم عریاں ہو کر اپنے بدن کی نمائش کرتی پھرے تو ناپاک نظریں مکھیوں کی طرح اس کے ارد گرد منڈلاتی رہیں گی جس کا نتیجہ اس کی شخصیت کی پامالی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

حجاب اور پردہ سے خواتین نہ صرف یہ کہ خود سکون سے معاشرہ میں رہتی ہیں بلکہ معاشرہ کے جوانوں کے لیے بھی سکون کا ماحول فراہم کرتی ہیں اور سماج کو سعادت کے راستہ پر لے جانے میں مددگار ہوتی ہیں۔

الف: انفرادی فوائد

ا۔ معنوی کامیابیاں

انفرادی اور ذاتی لحاظ سے پردہ کا سب سے بڑا فائدہ شاید یہی ہے کہ جو عورت حجاب کو اختیار کرتی ہے وہ اپنی بندگی اور الٰہی احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کا اعلان کرکے باطنی طور پر اپنے اندر خوشنودی اور مسرت محسوس کرتی ہے کہ اس طرح اس نے بندگی کا "فاخرانہ تاج" اپنے سرپر رکھا ہے۔ اپنے بجائے اپنے خدا کو ترجیح دی ہے۔ نفس کی پیروی کے بجائے خدا کی پیروی کو

اپنایا ہے۔ ایسے طرز فکر سے زندگی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی خاتون جنسی لحاظ سے متقی ہو اپنے آپ کو نامحرموں سے بچائے تو متقین سے کئے گئے خدائی وعدے اس کے لیے بھی محقق ہوں گے، حق و باطل میں تمیز کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ عیوب کی پردہ پوشی اور گناہوں کی بخشش کا سامان فراہم ہوگا۔ (اکبری،۱۳۷۷،ص۹۸)

بنیادی طور پر اسلام "علاج کے بجائے" "پرہیز" کا قائل ہے۔ وہ ایسے قوانین اور اصول پیش کرتا ہے جنہیں اپنا کر بندہ گناہوں سے دور رہتا ہے۔اس کے لیے سب سے بڑا اصول " ایمان اور خدا کی موجودگی کا احساس ہے۔"

۲۔وقار اور احترام کا تحفظ

خواہشات نفسانی پر غلبہ اور حرام لذتوں سے دوری انسان کو ہیبت و جلالت اور وقار عطا کرتے ہیں۔ عورت کے لیے حجاب " جہاد اکبر " ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے" نفس امارہ" کو شکست دیتی ہے۔ اس حقیقت سے سبھی آگاہ ہیں۔ یہاں تک کہ غیر مسلم دانشور بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ حجاب سے عورت کے وقار و جلالت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی نگاہ میں محترم ہوتی ہے۔ جسم کی نمائش کرنے والی عورتیں جنسی لحاظ سے مطلوب تو ہوسکتی ہیں لیکن کسی بھی صورت دلوں کی محبوب نہیں ہوتیں۔

عورتوں کو مرد دو نگاہوں سے دیکھتے ہیں جو عورتیں عشوہ گری، بناؤ سنگھار، عریانیت کے ساتھ نکلتی ہیں انہیں تفریح طبع اور خواہشات کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن پردہ اور باحیاء خواتین کو قلبی احترام اور تعظیم کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر مردوں کے اندر باپردہ خواتین کے چہرہ پر نظر ڈالنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔ حجاب خود سامنے والے کی نظروں کو جھکا دیتا ہے۔ مرد کا کسی عورت کے سامنے نظریں جھکا کر باتیں کرنا عورتوں کے احترام و تعظیم کی دلیل ہے۔

۳۔سکون کی ضمانت

ہر انسان محافظ کی موجودگی میں زیادہ سکون محسوس کرتا ہے اور ممکنہ خطرات کے تئیں اپنے کو محفوظ سمجھتا ہے۔ پردہ عورت کے لیے بہترین محافظ ہے جو اسے آلودہ نگاہوں اور ممکنہ خطرات سے

بچاتا ہے جس کی بدولت عورت اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور پرسکون محسوس کرتی ہے۔ پردہ جتنا کامل ہوگا حفاظت اورسکون کااحساس بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

ب: گھریلو آثار و فوائد

ا۔لذتوں کے حدود:

اسلام کے پیش نظر فلسفۂ حجاب کے ضمن میں لذتوں کو منحصر اور محدود کرنے کو بھی بیان کیا جاسکتا ہے اسلام چاہتا ہے کہ ہر قسم کی جنسی لذتیں چاہے وہ لمس سے تعلق رکھتی ہوں یا نگاہوں سے یاسماعت سے مربوط ہوں ان سب کو قاعدہ قانون کے تحت اور گھر کے دائرہ میں ہونا چاہئے تاکہ مرد اور عورت اپنے پورے وجود کے ساتھ ایک دوسرے کی ہمراہی میں گھر بسانے کی فکر کرتے ہوئے اپنے لیے ایک مضبوط محاذ یا قلعہ کی تعمیر کریں اور اس مضبوط قلعہ میں مکمل ذہنی سکون اور یکسوئی کے ساتھ اپنے رشد و کمال کے ساتھ آئندہ نسل کے ارتقاء وکمال کے لیے بھی کوشش کریں۔

۲۔ صحیح اور خاطر خواہ زینت و آرائش:

اگر عورت اپنے جذبات کا مرکز صرف اپنے کو قرار دے اور اپنی زینت و آرائش کو اپنے گھر کے دائرہ میں محدود رکھے اور سماج ومعاشرہ میں متانت، سنجیدگی اور وقار کے ساتھ حصہ لے تو خود اس کا گھر بھی محفوظ رہے گا اور دوسروں کے گھر بھی سالم رہیں گے۔ لیکن اگر حیات و عفت اور حجاب کے بغیر گھر سے باہر قدم نکالے گی تو نہ صرف اپنا گھر بلکہ دوسروں کے گھروں کو بھی برباد کرے گی کیونکہ اس کی عشوہ گری اور زینت و آرائش کے سبب مرد اپنی بیویوں کی طرف توجہ کرنے کے بجائے اس کے خیالات میں کھڑے رہیں گے۔ (خسروی،۱۳۷۰،ص۱۷۸)

اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ حجاب گھر اور گھرانہ کے گرد ایک ایسی معنوی چہار دیواری ہے جو اسے بکھرنے سے محفوظ رکھتی ہے۔

۳۔گھر اور گھرانہ کی پائیداری:

کسی بھی سماج کی سعادت اور خوش بختی کا تعلق اس سماج کے گھروں کی سعادت اور خوش بختی سے ہوتا ہے۔ گھر اور گھرانہ سماج کی سب سے چھوٹی لیکن سب سے اہم اور بنیادی اکائی ہوتا ہے۔

گھر میں ہی آئندہ کی نسل پروان چڑھتی ہے اور گھر ہی معاشرہ کے افراد کے لیے روحانی ونفسیاتی پناہ گاہ ہوتا ہے۔

کسی بھی سماج کے افراد کے اندر اگر گھر کی جانب بقدر لازم کشش نہ پائی جاتی ہو تو وہ معاشرہ بکھر جاتا ہے۔ جس معاشرہ میں گھر کی بنیادیں کھوکھلی ہوچکی ہوں وہ معاشرہ ایسی عمارت کی مانند ہے جس کی اینٹیں گل گئی ہوں ظاہر ہے کہ ایسی عمارت معمولی سے جھونکے میں زمین پر ڈھیر ہوجاتی ہے۔

۴۔سالم نسل:

پروردگار نے اپنی حکمت کی بناء پر انسانی وجود میں مختلف قسم کے رجحانات، خواہشات اور غرائز رکھے ہیں تاکہ انسان ان کے ذریعہ اپنی مادی ومعنوی زندگی کو منزل کمال تک لے جائے۔ جنسی خواہش بھی انہیں کا حصہ ہے۔ خداوند عالم نے جنسی خواہش کو انسانی وجود میں رکھا تاکہ اس کے ذریعہ نسل انسانی آگے بڑھے اور بشریت کا سلسلہ جاری رہے۔ البتہ اس نے شریعت کے ذریعہ اس خواہش کی تسکین کے لیے جائز اور معقول راستہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ اگر جنسی خواہش صحیح سمت میں گامزن رہے تو نہ صرف یہ کہ اس سے سالم نسل کا تحفظ یقینی ہوگا بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ انسان جسمانی اور روحانی طور پر مکمل سکون و آرام میں رہے گا۔ بصورت دیگر، بربادی اور ہلاکت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ (خسروی،۷۰ ۱۳، ص ۱۸۳)

ج: حجاب کے سماجی آثار وفوائد

ا۔معاشرہ کے اخلاقیات کا تحفظ

معاشرہ میں اخلاقیات کے تحفظ کے لیے مردوں اور عورتوں کے روابط کے بارے میں اسلام نے بڑے دقیق اور ظریف احکام جاری کیے ہیں۔ پروردگار عالم نے مردوں کے انداز گفتگو اور عورتوں کے چلنے کے انداز کے بارے میں بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ عورتوں کو اس طرح نہیں چلنا چاہیے کہ جس سے مردان کی جانب راغب ہوں (سورۂ نور کی آیت ۳۱ کا مضمون) بناء براین، معاشرہ کے اخلاقیات کا تحفظ اسلام کا اہم ہدف ہے۔ معاشرہ میں اخلاقیات کے استحکام کی خاطر جملہ اسباب و وسائل کو بروئے کار لانا چاہیے اور اس راہ میں حجاب یقینی طور پر ایک اہم سبب ہے۔

معاشرہ کی عفت پر آنچ نہ آئے اس کے لیے سبھی کو کوشش کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں ہر ایک ذمہ دار ہے البتہ خواتین کی ذمہ داری کچھ زیادہ ہے۔

ہوسکتا ہے کوئی یہ کہے کہ بے پردگی اور بدکرداری بدچلنی دو الگ چیزیں ہیں اگر کوئی عورت بے پردہ ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لازمی طور پر وہ بدکردار بھی ہے اسی طرح اگر کوئی عورت بدچلن ہے تو اس کا لازمی مطلب نہیں ہے کہ بے پردہ بھی ہوگی۔

یہ بات کسی حد تک قابل قبول ہے لیکن ہمارا مقصود یہ ہے کہ عموماً بے پردگی، غیر ذمہ داری اور بدچلنی کا مقدمہ ہوتی ہے اور شادی کے حدود سے باہر رہ کر شہوات اور جنسی خواہشات کی تسکین کا سامان فراہم کرتی ہے لہٰذا ابتدا میں ہی اس پر قدغن ضروری ہے۔

یہ درست ہے کہ اپنی نظروں کو نامحرموں کے سامنے جھکائے رکھنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ خواہشات کو بھڑکانے کے انداز میں اپنا جسم دوسروں کے سامنے پیش نہ کرے۔

۲۔ عورتوں کی آزادی

آزادی سے ہماری مراد تعلیم، ملازمت، تلاش معاش اور رشدو ارتقاء کی آزادی اور اختیار ہے۔

پردہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورتوں کو گھر میں قید کردیا جائے یا اپنی سماجی، ثقافتی اور اقتصادی سرگرمیوں سے محروم کردیا جائے اور ان کی صلاحیتوں کو ناکارہ بنا دیا جائے۔

اسلام تحقیق، علم ودانش کے لیے خواتین کے گھر سے باہر نکلنے کا مخالف نہیں ہے بلکہ علم حاصل کرنا اسلام نے تو مرد اور عورت دونوں کے لیے لازم قرار دیاہے۔ اسلام عورتوں کو بےکار اور عضو معطل بنانا نہیں چاہتا ہے۔ کسی بھی صورت میں پردہ عورتوں کی سماجی، ثقافتی، اقتصادی سرگرمیوں میں رکاوٹ نہیں بنتا بلکہ کام اور سرگرمی کے ماحول کے شہوانی لذتوں کا مرکز بننے سے یہ صلاحتیں مفلوج ہوتی ہیں۔

۳۔ سیاسی وثقافتی خود مختاری کا تحفظ

عصر حاضر میں کپڑے محض بدن چھپانے کا ہی کام نہیں کرتے بلکہ ان سے سیاسی مقاصد بھی حاصل کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ بین الاقوامی اجتماعات ہوں کھیل کے مقابلہ پر ملک اپنے قومی لباس میں

شرکت کرتا ہے تاکہ اپنی تہذیبی شناخت کے ساتھ ملک کی سیاسی و ثقافتی خود مختاری کا اعلان بھی ہوتا رہے۔ مشرقی ممالک ہوں یا افریقی یا اسلامی ہر ایک کا یہی طریقۂ کار ہے۔

لباس بدن کا پرچم ہے جس سے فکری، دینی، سیاسی اور ثقافتی خود مختاری کا اعلان بھی ہوتا ہے۔اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ لباس میں تبدیلی اس بات کی علامت ہے کہ فکر تبدیل ہوچکی ہے اور اب اس کے بعد چال چلن میں بھی تبدیلی آئے گی اور ملک کی خود مختاری خطرہ میں ہوگی کیونکہ لباس ظاہر و باطن کو بیان کرتا ہے۔ (قائمی، ۱۳۷۳،ص۲۸۷-۲۸۵)

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ پہلے اپنے کلچر کو پھیلایا جاتا ہے اور پھر برائیاں اور اخلاقیات خرابیاں پھیلا کر حکومتیں الٹ دی جاتی ہیں۔ ماضی میں اس کے متعدد نمونے سامنے آچکے ہیں اور مستقبل میں بھی دیکھنے کو ملیں گے۔

اگر سامراجی ممالک کسی ملک یا معاشرہ کا لباس تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کرلیتے ہیں۔ اس سے حیاء وعفت کا گوہر چھین لیتے ہیں تو اس ملک یا معاشرہ کی ہر چیز یہاں تک کہ اس کے مردوں پر بھی انہیں کا قبضہ ہوجاتا ہے۔

۴۔اقتصادی استحکام

حجاب اقتصادی استحکام کا ضامن بھی ہے۔ اس لیے کہ حجاب کی پابندی کے سبب کام کرنے والے مکمل یکسوئی کے ساتھ صرف اپنا کام کرتے ہیں اور اپنا پورا وقت اپنے کام پر صرف کرتے ہیں انہیں چہروں کو دیکھنے، میک اپ کرنے، مقابل کو جال میں گرفتار کرنے اور عیش ونوش کے لیے منصوبے بنانے کے جھمیلوں اور شیطانی وسوسوں سے نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ اگر جنسی لذتیں گھر کے حدود سے نکل کر کام کے مراکز تک پہنچ جائیں گی تو کام کی قوت اور صلاحیت کم ہو جائے گی اور سرمایہ کاری بے سود ہو جائے گی۔(سابقہ حوالہ،ص۳۹۸)

دوسری جانب اسلامی حجاب کی پابندی سے ماڈل، فیشن، ڈیزائن اور باہمی چشمک سے نجات حاصل ہوتی ہےاگرخواتین سجنے دھجنے اور خود نمائی سے پرہیز کرتے ہوئے سادہ اور مناسب لباس اور اسلامی حجاب کے ساتھ معاشرتی امورمیں حصہ لیں تو فیشن اور ڈیزائننگ سے جنم لینےوالی متعدد وخرابیوں اور آفتوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔

میک اپ کے سامان اور برانڈیڈ کپڑوں کی ہوشربا قیمتیں (اس پر طرہ یہ کہ فیشن، ڈیزائن مسلسل تبدیل ہوتا رہتا ہے) گھر اور معاشرہ کے اقتصادیات کی کمر توڑ دیتی ہیں اور مجموعی طور پر معاشرہ کے سرمایہ کا بڑا حصہ یوں ہی برباد ہو جاتا ہے۔

حجاب کی ترویج کے ذرائع

۱۔ ایمان کی تقویت کرنا

اگر ہم حجاب کلچر اور پردہ کی ترویج کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ضروری ہے کہ حیاء و عفت کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کے افراد کو ایمان اور دینداری کی اہمیت کی جانب متوجہ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ ایمان، اخلاق و کردار کی روح کے مانندہے۔ بدحجابی یا بے پردگی کا سب سے بڑا سبب ایمان اور معنویت کی کمزوری ہے جس کی بدولت حیاء ختم ہوجاتی ہے ایمان ایک ایسی پناہ گاہ ہے جو انسان کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچاتی ہے۔ امیرالمومنینؑ کا ارشاد گرامی ہے: "اَلْمُومِنُ بِعَمَلِه"، "انسان کا ایمان اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے" (غررالحکم، آمدی،۱۳۷۳، ص ۶۲)

۲۔ حجاب کے احکام سے واقف کرانا (مردوں اور خواتین کو الگ الگ)

بعض نوجوانوں کی پردہ کے احکام اور اس کے حدود سے ناواقفیت بھی بدحجابی کا ایک اہم سبب ہے۔ محرم و نامحرم کے حدود کیا ہیں؟ اسلامی حجاب کی کیفیت کیا ہے؟ ان چیزوں سے بے خبری بھی بدحجابی اور بے پردگی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ اگر ہمارے جوان حجاب سے متعلق احکام سے باخبر ہوں تو یقیناً اصلاح کے لئے کوشاں ہوں گے۔

۳۔ حجاب کے بارے میں بہترین نمونۂ عمل پیش کیا جانا

اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ عظیم اور نامور شخصیتیں عامل لوگوں کی زندگی پر بہت اثرانداز ہوتی ہیں۔ انسان ہمیشہ سے ہر میدان میں اپنے لئے آئیڈیل اور نمونۂ عمل تلاش کرتا رہا ہے

آج مسلم خواتین کی ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کے سامنے تاریخ اسلام کا کوئی ایسا برتر اور بہتر چہرہ نہیں ہے جسے کوئی فخر کے ساتھ اپنے لیے آئیڈیل قرار دے سکے۔
اگر کسی خاتون کے دل میں علیؑ کی محبت ہے اور وہ آپ کے اہل خانہ کو اپنے لیے آئیڈیل قرار دیتی ہے تو اسے معاشرہ میں۔۔۔ اور موثر کردار ادا کرنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہوگی۔ لہٰذا محبت اہلبیت علیہم السلام کو اس طرح پیش کیا جانا چاہیئے کہ لوگ انہیں اپنا آئیڈیل سمجھیں، ان کی زندگی کو نمونہ عمل قرار دیں۔ کمسن بچیوں اور جوانوں کے لیے ان کے اساتذہ کے حجاب کی نوعیت بھی بہت موثر ہوتی ہے۔

۵۔ اسکولوں اورمدارس میں دینی واخلاقی تربیت کو عام کرنا

مدارس اور اسکول تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفس کے مراکز ہوتے ہیں۔ اسکولوں میں جہاں دیگر موضوعات پڑھائے جاتے ہیں، مختلف امور کی ٹریننگ دی جاتی ہے اسی طرح دینی و اخلاقی موضوعات کی تربیت بھی ہونا چاہیئے۔ مناسب تعلیم و تربیت کے بغیر پردہ کاحکم جبری اور زبردستی تھوپا گیا حکم محسوس ہوگا لیکن صحیح تربیت کے نتیجے میں بچیاں خود حجاب کو اختیار کریں گی۔ حجاب کے فوائد اور ترک حجاب کے نقصانات سے واقفیت پردہ کے رواج کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

۶۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا

اگرمعاشرہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر رائج ہو اور معاشرہ کے افراد میں بے حجاب خواتین کو روکنے ٹوکنے کی جرأت وہمت ہو تو بے حجابی کا مسئلہ کافی حدتک حل ہوسکتا ہے البتہ امر بالمعروف بھی مؤدبانہ، معقول اور شائستہ انداز میں ہونا چاہیئے اس لیے کہ اگر انہیں توہین وتذلیل کا احساس ہوگا تو پھر بات اثر انداز نہ ہوگی۔

حوالہ جات

۱۔قرآن کریم (۱۴۱۲ھ)، ترجمہ محی الدین الٰہی قمشہ ای، قم، ہجرت
۲۔اکبری، محمد رضا (۱۳۷۷)، تحلیلی نو و عملی از حجاب در عصر حاضر، تہران، انتشارات پیام عترت
۳۔آمدی، عبد الواحد بن محمد (۱۳۷۲)، غرر الحکم ودرر الکلم، بہ شرح جمال الدین محمد خوانساری، تہران، انتشارات دانشگاہ تہران

۴۔ بانکی پور فرد، امیر حسین (۱۳۸۳)، حیا، اصفہان: انتشارات حدیث راہ عشق
۵۔ بہشتی، سعید (۱۳۸۲)، تربیت اسلامی، تہران، فصلنامہ تعلیم وتربیت وزارت آموزش وپرورش
۶۔ پایندہ، ابوالقاسم (۱۳۶۴)، نہج الفصاحہ، تہران، انتشارات کانون جاوید
۷۔ جلالی، زینب (۱۳۷۲)، حجاب از دیدگاہ روان شناسی، سلسلہ نشست ھای پژوھشکدہ امام خمینیؒ
۸۔ حر عاملی، محمد بن حسن (۱۳۶۳)، وسایل الشیعہ، ۲۰ جلد، تہران، انتشارات اسلامی
۹۔ خسروی، حسن (۱۳۷۰)، مجموعہ مقالات پوشش وعفاف، دومین نمایشگاہ تشخص ومنزلت زن
۱۰۔ رہبر، محمد تقی (۱۳۶۸)، حجاب وشخصیت زن در اسلام، قم: سازمان تبلیغات اسلامی
۱۱۔ سازمان تبلیغات اسلامی (۱۳۶۸)، حجاب وآزادی (مجموعہ مقالات کنفرانس زن) تہران: چاپخانہ علامہ طباطبائی
۱۲۔ سجستانی، ابی داود (بی، تا) سنن ابی داود، قاہرہ: دار الاحیاء السنۃ النبویۃ
۱۳۔ صدوق، ابو جعفر (۱۳۷۶)، علل الشرایع، قم: انتشارات مکتبہ الدواری
۱۴۔ طباطبائی، سید محمد حسین (۱۳۶۱)، المیزان فی تفسیر القرآن، ترجمہ سید محمد باقر موسوی ہمدانی، تہران: انتشارات محمد
۱۵۔ قائمی، علی (۱۳۷۳)، حیات زن در اندیشہ اسلامی، تہران: انتشارات امیری
۱۶۔ مجلسی، محمد باقر (۱۳۷۲)، بحار الانوار، ترجمہ محمد باقر کمرہ ای، ۱۱۰ جلد، تہران: مکتب الاسلامیہ
۱۷۔ مطہری، مرتضی (۱۳۵۸)، مسئلہ حجاب، تہران انتشارات صدرا
۱۸۔ ـــــــ (۱۳۵۸)، نظام حقوق زن در اسلام، تہران: انتشارات صدرا
۱۹۔ مہدی زادہ، حسین (بی تا) بررسی شبہات حجاب، سلسلہ نشست ھای پژوھشکدہ امام خمینیؒ، تہران

حجاب قرآن مجید کی نظر میں

مؤلفہ: سیمین قزلباس

مترجمہ: سیدہ تحسین فاطمہ

حجاب عورت کی عفت اور حرمت کی حفاظت کا ایک مضبوط قلعہ ہے جو اسے ہر احتمالی فتنہ و فساد سے محفوظ رکھتا ہے۔

حجاب خاتون کی شخصیت اور عظمت کو نمایاں کرتا ہے، کیونکہ حجاب میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ عورت کو دوسروں کی بری نظروں اور خواہشات کی اسیری سے بچاتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں عورتیں اپنے پردے اور حجاب کی صحیح اور مکمل طور پر رعایت کرتی ہیں، اس معاشرے کا جوان بھی پرسکون ذہن کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے اور کسی بھی غیر ضروری اور خام خیالی سے دور، صحیح وقت پر، اطمینان اور خوشی سے، شادی کرنے اور اپنا گھر بسانے میں دلچسپی رکھتا ہے۔

مقدمہ

حجاب لغت میں ڈھانپنا، پردہ، اور رکاوٹ کے معنی میں ہے۔ ایک نگہبان و محافظ کو حاجب کہتے ہیں؛ کیوں کہ وہ اغیار اور بیگانہ لوگوں کو ایک خاص ماحول اور جگہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ لہٰذا عورت کا حجاب بھی نامحرم لوگوں کو جو دوسروں کے ناموس کی حرمت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں روکتا اور منع کرتا ہے۔

"یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِیمًا۔" (احزاب، آیت ۵۹)

اے پیغمبر، اپنی عورتوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے کو ڈھانپ لیں تاکہ پہچانی نہ جائیں اور پریشانی میں مبتلا نہ ہوں اور خدا سب سے زیادہ مہربان اور بخشنے والا ہے۔

لفظ جلباب، چادر کے معنی میں ہے؛ یعنی عورت کا پورا جسم ڈھکا ہونا چاہیے تاکہ نازک پھول کی طرح بری نظر رکھنے والوں سے محفوظ رہ سکے۔

ذہن کی طہارت

گناہ اور گناہ کی فکر کو ذہن میں پیدا نہ کرنا اور باطل خیالات سے بچنا اسلام کی اہم تعلیمات کا حصہ ہے۔ کیونکہ انسان کا گناہ کے دلدل میں گرنے اور ناجائز تعلقات کی وجہ، اس کی کج فکری اور ذہنی بیماری ہے۔

جیسے کہ احادیث میں آیا ہے، بہت سے افراد زنا جیسے برے عمل میں مرتکب نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر زنا کی ذہنیت کو پروان چڑھاتے ہیں اور روحی و فکری اعتبار سے زنا جیسے ماحول میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ انسان کی تربیت کی جائے تاکہ اس کا ذہن پاک ہو اور وہ اچھی چیزوں کے بارے میں سوچے۔

نگاہ کی طہارت

اسلام کے تاکیدی احکامات میں سے ایک یہ ہے کہ نامحرم کو دیکھنے سے گریز کیا جائے کیونکہ اس کا سب سے زیادہ منفی اثر دل پر پڑتا ہے۔

اس مسئلہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: "قُل لِّلْمُؤْمِنِینَ یَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِیرٌ بِمَا یَصْنَعُونَ" (سورہ نور، آیت ۳۰)

مومنین سے کہہ دو اپنی آنکھوں کو(نامحرم کو دیکھنے سے) نیچے کریں، اور اپنے دامن کی حفاظت کریں، یہ عمل ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، لوگ جو کرتے ہیں اللہ اس سے واقف ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں پیغمبر اسلام فرما رہے ہیں: "اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْس " (میزان الحکمہ، ج ۴، ص ۳۲۲)

نامحرم کو دیکھنا ایک ایسا زہر آلود تیر ہے جو شیطان، انسان کے قلب پر مارتا ہے۔"

آواز اور لہجے میں طہارت

اسلامی علماء نے تاکید فرمایا ہے کہ عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی آواز اور لہجہ کو نازک اور نرم بنا کر اس طرح ظاہر کرے جو نامحرم کو اکسانے کا باعث بنے۔ اس کے علاوہ نامحرم سے بات کرتے وقت جذباتی لفظوں کا استعمال کرنے سے پرہیز کریں اور اپنی تقریر میں سنجیدگی دکھائیں، تاکہ جن کا ایمان کمزور اور دل بیمار ہے، اس کا فائدہ نہ اٹھائیں۔

اخلاق اور کردار میں پاکیزگی

اسلام اجنبیوں کے درمیان کسی قسم کے جذباتی رابطہ کو منع کرتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی مرد اپنے بدن کے کسی بھی عضو سے عورت کے بدن کے کسی بھی عضو کو چھو نہیں سکتا۔ اسی لئے مصافحہ (ہاتھ ملانا) چومنا، اور نامحرم کے اعضائے بدن کو چھونا حرام ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: " مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا هُوَ يُصِيْبُ حَظّاً مِنَ الزِّنَا، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا الْفَمِ الْقُبْلَةُ وَزِنَا الْيَدَيْنِ اللَّمْسُ " (وسائل الشیعہ، ج ۲۰، ص ۱۹۱)

ہر انسان کسی نہ کسی طرح زنا میں مبتلا ہوتا ہے: آنکھوں کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے، ہونٹوں کا زنا غیر شرعی طریقے سے کسی چیز کو چومنا ہے، اور ہاتھوں کا زنا نامحرم کے بدن کو چھونا ہے۔

رفتار اور گفتار میں طہارت

ایک مسلمان عورت پر بدن کو ظاہری طور پر چھپانے کے علاوہ ضروری ہے اپنے رفتار و گفتار کے ذریعے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے وقت، ان اجنبیوں اور ایسے افراد سے جو بد نظر اور بد فکر ہیں فاصلہ بنا کر رکھیں۔

مسلمان عورت کے لیے ضروری ہے کہ نامحرم سے دوستانہ تعلقات اور اجنبی کے ساتھ بات کرتے وقت، پرہیزگاری، شرم وحیاء، انکساری اور وقار کے ساتھ ساتھ کم سخن ہو اور حد سے زیادہ گھلنے ملنے سے پرہیز کرے۔

سورہ نور میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: " وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ " (سورہ نور، آیت ۳۱)

اور خبردار عورت اپنے پاؤں کو پٹک کر نہ چلے کہ جس زینت کو وہ چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہو جائے۔

زیورات اور زینت کا پردہ

مسلمان عورت کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بدن کے اعضاء کو چھپانے کے علاوہ ہر طرح کے زیور اور زینت کو نامحرم کی نظروں سے چھپائے، اور نامحرم کے سامنے ہر طرح کے میک اپ اور دکھاوے سے پرہیز کرے، تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ نہ ہو سکیں۔

اس مسئلہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: " وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا... " (سورہ نور، آیت ۳۱)

(اے ہمارے رسول) اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے کسی پر ظاہر نہ کریں۔

پردے کی حد

نامحرم کے سامنے عورت کے لیے حجاب کرنے کا حکم، شریعت کا ایک یقینی فیصلہ ہے جس کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے، قرآن کریم، فقہی احادیث اور احکام اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

لہٰذا پردے کے حوالے سے جن باتوں کا ذکر ہوا ہے اس کے علاوہ، سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان عورت پردے میں شرعی حدود کی پابندی کرے اور اپنے جسم کو نامحرموں اور اجنبیوں کی نظروں سے چھپائے۔

خلاصہ یہ کہ حجاب اسلامی کے بارے میں جتنی بھی باتیں یہاں بیان کی گئی ہیں، ان کی بازگشت مندرجہ ذیل دو بنیادی عنصر پر ہوتی ہے:

پہلا: پردے کے حدود کی رعایت، یعنی شرم گاہ کی حفاظت

دوسرا: غیر شرعی خود نمائی سے پرہیز کرنا

اسلام نے عورتوں سے چاہا ہے کہ وہ اسلامی پردے کی حد یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

حجاب کے حوالے سے قرآن مجید کی آیات اور روایات کے مطابق، عورت کا پورا بدن شرمگاہ کے حکم میں ہے، صرف اس کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔

لہٰذا خواتین کا حجاب (پردہ) ایسا ہونا چاہیئے جو ان حدود کی رعایت کرے۔

سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا...“ (سورہ نور، آیت ۳۱)

اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں " اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا " کی قید سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حجاب کی صورت میں خواتین کو جس حصے کو ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے وہ قرآن مجید کی آیات کی بنیاد پر استثنیٰ ہوا ہے۔

دوسری طرف، ایک حدیث میں پیغمبر، اسماء (ابو بکر کی بیٹی) سے بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یَا اَسمَاء! " اِنَّ الْمَرأَةَ اِذَا بَلَغَتْ المَحِيْضُ لَمْ يَصْلَحْ اَنْ يُرى اِلَّا مِنْهَا هٰذَا وَ هٰذَا وَ اَشَارَ اِلٰى كَفِّهِ وَ وَجْهِه" اے اسماء! جیسے ہی ایک عورت بالغ ہو جاتی ہے اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس کے بدن کا کوئی بھی عضو نا محرم اور اجنبی دیکھے سوائے اس کے اور اس کے، پھر اشارہ کیا اس کے چہرے اور ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں کی طرف۔

اس کے علاوہ، عورت کا پردہ اسلامی حجاب کے حدود کو پورا کرنے کے علاوہ ایسا ہونا چاہئے کہ جو بدن کی ساخت کو بھی چھپائے، دوسرے لفظوں میں اس کا کپڑا ڈھیلا ہونا چاہیے۔ دوسری جانب سے کپڑا ایسا نہ ہو کہ اس میں سے بدن دکھائی دے یعنی اس کا کپڑا اس طرح نہ بنا ہوا ہو کہ اس کے اندر سے اس کا عضو بدن نظر آئے۔

تسکین روح میں حجاب کا اثر

وہ خواتین جو ذہنی و فکری طور پر صحیح و سالم اور خود کے اندر احساس کمتری بھی محسوس نہیں کرتی ہیں انہیں دوسروں کی توجہ کو اپنی طرف جلب کرنے کی کوئی خواہش بھی نہیں ہوتی۔

لیکن وہ خواتین جو احساس کمتری کا شکار ہیں، وہ شہرت اور دکھاوے کا لباس پہن کر، رنگین اور جذاب کپڑوں کا استعمال کرکے گھر کے باہر نا محرم سے ملاقات کرتی ہیں، تاکہ اپنے اندر کے اس احساس کو ختم کر سکیں۔ لہٰذا شہرت اور دکھاوے کے کپڑے کے استعمال کرنے کی اصل وجہ احساس کمتری ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو کپڑے بدلنے اور مختلف رنگوں کے انتخاب میں مبالغہ آرائی اور جنون میں مبتلا رہتے ہیں، وہ ذہنی بیماری کی تلافی کے علاوہ کچھ نہیں کرتے ہیں۔ مختلف ماڈل اور رنگوں والے کپڑوں کا زیادہ پہننا ان کے احساس کمتری کو نمایاں کرتا ہے۔ عام طور پر لباس کی نوعیت اور اس کا انتخاب اور اس کے پہننے کا طریقہ اور چہرے اور رخسار پر آرائش کرنا یہ انسان کے باطن کی خبر دیتا ہے، اور جن لوگوں میں احساس کمتری اور کردار کی کمی موجود

ہوتی ہے وہ دکھاوے اور شہرت کا لباس پہن کر خود کے لیے مصنوعی اور فرضی شخصیت کے قائل ہوتے ہیں۔

کچھ احادیث میں بہت ہی خوبصورت انداز سے پردے کے طریقے اور احساس کمتری کے ذہنی امراض کے درمیانی تعلق کا ذکر کیا گیا ہے:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''كَفٰى بِالْمَرْءِ خِزْياً أَنْ يَلْبِسَ ثَوْباً يَشْهُرُهُ'' (شیخ کلینی، کافی، ج٦، ص ۴۴۵)

آدمی کی ذلت اور رسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لباس شہرت پہنے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حجاب، انسان کی روحی اور ذہنی سلامتی کی علامت ہے اور بے حجابی روحی بیماری اور احساس کمتری کی علامت ہے۔

ماڈرن حجاب اور اقدار کا زوال

بدحجابی (ماڈرن حجاب) عورت کی منزلت کو ختم کرکے اس کو ایک بے کار شے کے مانند پست و ذلیل کر دیتا ہے۔ وہ عورت جو دوسروں کے سامنے اپنے بدن کی نمائش کرتی ہے اور اپنے جنس سے متعلق ہر چیز کو سڑکوں اور بازاروں میں لے جاتی ہے، وہ درحقیقت چاہتی ہے کہ اپنی نسوانیت کے بھروسے اس معاشرے میں اپنی جگہ بنائے نہ کہ اپنے انسان ہونے کی وجہ سے، وہ اصل میں اپنے اس کام سے اعلان کرتی ہے کہ اس کے لئے بنیادی چیز اس کا عورت ہونا ہے نہ اس کہ انسان ہونا، نہ ہی اس کی سوچ اور نہ ہی اس کی کارکردگی۔

ایسی عورت ہر چیز سے پہلے خود کی اسیر ہوتی ہے اور وہ اس دکان والے کے مانند ہے، جو دکان کی سجاوٹ کو بدلنے کے بارے میں مسلسل سوچ رہا ہے اور یہ سجاوٹ اور خود نمائی اسے عظیم روحانی اقدار کے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ بدحجاب اور انسانی شخصیت کی فاقد خواتین، جو عیش و عشرت اور سجاوٹ اور دکھاوے میں مصروف رہتی ہیں اور مزید دلچسپ میک اپ، زیورات اور زیادہ ہلکے رنگ کے

جوتے اور کپڑوں کی طرف مائل رہتی ہیں، عام طور سے یہ وہ عورتیں ہوتی ہیں جو روحانی سرمائے اور اخلاقی فضائل سے محروم ہیں۔ اور واضح ہے کہ اخلاقی خوبیوں سے محرومیت اخلاقی برائیوں کا سبب بنتی ہے، اور اخلاقی برائیاں انسان میں الٰہی اقدار کے زوال کا ذریعہ بنتی ہیں۔

ماڈرن حجاب اور جنسی استحصال

ماڈرن حجاب کے برے اثرات میں سے ایک اثر یہ ہے کہ ایسی خواتین آوارہ اور بد چلن مردوں کی ہوس کا شکار بنتی ہیں۔ گویا اس طرح کے لوگ ایسی خواتین کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک گرین سگنل کے مانند ہے جو ہمیں اپنی جانب دعوت دے رہی ہیں اور وہ خود بھی اسی ماحول کا ایک حصہ ہیں۔ اور یہی ان کی سوچ انہیں اس بات کی جرأت دیتی ہے کہ وہ ایسی خواتین کو اپنی ہوس کا شکار بنائیں۔

بزرگ خواتین کا پردہ

قرآن میں باریک بینی کے ساتھ اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ پہلے بزرگ خواتین کو اجازت دی گئی کہ وہ خود نمائی کی نیت کے بغیر، اپنی چادر کو نامحرم کے سامنے اتار سکتی ہیں۔ لیکن آخر میں بیان ہوتا ہے: " اگر وہ باحجاب رہیں (یعنی اگر اپنی چادر کو نہ ہٹائیں) تو بہتر ہے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حجاب کی کیفیت

تاریخ میں ذکر ہوا ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، رسول اللہ ﷺ سے ملنے جایا کرتی تھی، تو جلباب (چادر) اور برقعہ (چہرے کو چھپانے والے کپڑے) کا استعمال کرتی تھیں۔

اس کے علاوہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا جو کہ حجاب کے سلسلے میں نمونہ عمل ہیں وہ بھی گھر سے باہر قدم رکھتی تھیں، اور حجاب کی رعایت کے ساتھ ایک سیرت پیش کرتی تھیں جیسے فدک کے مسئلہ میں مسجد میں حاضر ہونا۔

اس دردناک واقعہ میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خاص حجاب اور پردے کے ساتھ، اپنے حق کے دفاع کے لیے مسجد تشریف لے گئیں۔

راوی اس واقعے میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اس خاص حجاب کو اس طرح بیان کرتا ہے: " جناب فاطمہ زہرا سلام للہ علیہا نے گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے مقنعہ کو سر پر مضبوطی سے باندھا اور چادر کو اس طرح سے اپنے اوپر ڈالا کہ جسم کا تمام حصہ چھپ گیا تھا، اور چادر کا سرا زمین پر خط دے رہا تھا، اور پھر وہ کچھ خواتین کے ہمراہ مسجد کی طرف تشریف لے گئیں۔

یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام للہ علیہا کا نامحرم کے سامنے اس طرح پردے میں جانا، بالکل اسی طرح تھا جس طرح خواتین کے پردے کا ذکر قرآن میں ہوا ہے یعنی خمار (مقنعہ) اور جلباب (چادر)۔اس طرح آپ اس حجاب اور پردے کو قرآنی و فاطمی حجاب (پردہ) بھی کہہ سکتے ہیں۔

بچوں میں حجاب کی ثقافت اور تہذیب کو پیدا کرنے کے لیے والدین کے لئے کچھ مشورہ؛ جیسے:

- مائیں اپنی بچیوں کے لئے بھی چادر اور مقنعہ کا انتظام کریں۔
- کبھی بھی اپنی بچیوں کے سامنے اپنے پردے کے بارے میں شکوہ نہ کریں، بلکہ حجاب کے فوائد کے بارے میں انہیں بتائیں۔
- ہمیشہ اپنی بچیوں کے سامنے با حجاب عورتوں سے احترام کے ساتھ پیش آئیں۔
- اس کی پسند کی چادریں اور خوبصورت مقنعہ کے ساتھ اس کی حوصلہ افزائی کریں۔
- اس کی زندگی کے مختلف ادوار (جیسے یوم پیدائش، مدرسہ میں داخلہ۔۔۔ وغیرہ) میں تصویریں حجاب کے ساتھ کھینچیں۔
- اس کی مناسب اور درست پردے والی تصویروں کو البم میں رکھیں، اور ان میں سے ایک کو فریم کرکے دیوار پر لگائیں۔

● لوگوں کے درمیان، اس کے حجاب میں دلچسپی کے بارے میں گفتگو کریں، اور اپنی رضایت کا بھی اعلان کریں۔

● اس کی چادر اور مقنعہ کو ہمیشہ صاف اور معطر رکھیں۔

● اپنے محلے کے علماء اور مذہبی رشتہ داروں کے یہاں زیادہ رفت وآمد کریں۔

● اس کو عفت اور حیاء سے متعلق اشعار سکھائیں۔

● مختلف جگہوں اور حالات کے مطابق مناسب پردے پر غور کریں۔

● بچیاں جب سن بلوغ پر پہنچ جائیں تو ایک دینی پروگرام کے تحت انہیں ضروری باتوں سے واقف کرایا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں تحائف سے نوازا جائے۔

● مختلف عبادت، زیارت، مجالس اور پروگرام کی یادوں اور مطالب کے بارے میں اس سے پوچھیں، اور اس سے کہیں ان یادوں اور مطالب پر ایک چھوٹا سا نوٹ بنا کر اپنی کلاس میں پیش کرے۔

● اپنی بچی میں حجاب کی عادت ڈالنے کے لیے، گھر کے باہر جاتے وقت حجاب کی پابندی شروع کرنے کی کوشش کریں۔

● گھر سے باہر نکلتے وقت اس کی خندہ پیشانی کے ساتھ مدد کریں تاکہ وہ مناسب پردے کے ساتھ گھر سے باہر نکلے۔

● نمازوں کو ادا کرنے پر زور دیں جن کا براہ راست تعلق پردے سے ہے، اور اس کے لیے نماز کی چادر بھی مہیا کرائیں۔

● رشتہ داروں اور دوستوں کے درمیان پردے کے موضوع پر گفتگو کریں۔

● اس کی عمر کو مد نظر رکھتے ہوئے، حجاب سے متعلق کتابیں مہیا کریں یا اسے کسی لائبریری کا ممبر بنائیں۔

- اس کے مختلف سوالات کے لئے محبت بھرا ماحول قائم کریں۔
- اس کو سوالات کا جواب دینے والے مراکز، علماء، تبلیغ کرنے والی خواتین اور سوالات کا جواب دینے والی کتابوں سے آشنا کروائیں۔
- حجاب کو اسلام کے دیگر موضوعات کے ساتھ بیان کریں۔
- حجاب کے بارے میں موجود غلط فہمیوں کی وضاحت فرمائیں اور انہیں دور کریں۔
- حجاب کے بارے میں جو شکوک و شبہات پیدا کیے جا رہے ہیں، ان کو بیان کریں، اور ان کا مناسب جواب دیں۔
- کوشش کریں اپنے بچوں کو کسی سے مقائسہ نہ کریں اور اس کے استعداد کے مطابق ہی اس سے امید رکھیں۔
- اس کو دینی انجمنوں اور مراکز کا ممبر بنائیں اور حالات فراہم ہوں تو مسجد بھیجنا نہ بھولیں۔
- حجاب کو صرف ظاہری حیاء، اور عفت سے وابستہ نہ ہونے دیں، بلکہ اس کا اثر حجاب کرنے والے کی گفتگو اور دوسرے اخلاقی پہلوؤں سے بھی ظاہر ہونا چاہیے۔
- اس سے بات کرتے وقت، مختلف حالات میں مناسب پردے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا جائزہ لیں، اور انہیں دور کریں۔
- اس کی ظاہری شکل کو دیگر دینی آداب و رسومات جیسے نماز اور دیگر فرائض جیسے اچھے کام کرنا، دوسروں کا احترام کرنا.... وغیرہ سے جوڑیں۔
- کوشش کریں کہ وہ باپردہ اور باحجاب لوگوں کو اپنی دوست بنائے۔

●اس کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ اپنے عقائد اور خاص طور پر اسلامی حجاب کا دوسروں کے سامنے دفاع کر سکے۔

●اس کی مدد کریں کہ اپنے ہم عمر بچوں کے درمیان حجاب کے سلسلے میں موثر بنے اور پردے کی تبلیغ کرے۔

حجاب، قلعہ یا قید خانہ؟

حجاب کوئی قید نہیں ہے جس میں عورتیں بند ہیں بلکہ وہ ایک قلعہ ہے جو لٹیروں اور نا اہل لوگوں کو داخل ہونے سے روکتا ہے۔

باحجاب عورتیں، اس محل میں رہنے والی خواتین ہیں جو اپنے عفت کے دائرے میں ناجائز طریقہ سے گھسنے والوں کو داخل نہیں ہونے دیتیں، اور اس قلعہ میں رہ کر اپنی عفت کی حفاظت کرتی ہیں۔

شرافت وہمدردی کا نقاب

خواتین اور لڑکیوں کو پروردگار نے جو عظمت اور منزلت عطا کی ہے، اسے وہ ہوا و ہوس کے سوداگروں کے ہاتھوں کچھ خطوط کے ردوبدل، ان کے اظہار محبت اور مسکراہٹ کے جال میں پھنس کر مخدوش نہ کریں۔

بدکردار اور شہوت پرست لوگ، شرافت کا نقاب اپنے چہرے پر ڈالتے ہیں اور عشق کا دکھاوا کرتے ہیں، اور جب وہ کسی لڑکی کی عصمت دری اور آبرو سے کھیل لیتے ہیں، تو اس کو اپنے پیروں تلے کچل دیتے ہیں، یا استعمال شدہ چیز کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

مزاحم نگاہیں

جب آپ اپنے گھر کا دروازہ بند کرتے ہیں یا اپنی کھڑکیوں پر پردہ لگاتے ہیں تو دراصل اپنے گھر کو بیگانہ لوگوں کی نگاہوں سے یا نقصان پہنچانے والے حشرات سے محفوظ کرتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے: " پردہ حفاظت کا نام ہے محدودیت کا نہیں۔ "

لہٰذا آپ پردے کے ذریعے، بری نظر رکھنے والوں کے ارادوں کو ناکام کرتے ہیں۔

محافظ طہارت مریم

کوئی بھی جوہری اپنے جواہرات کو بغیر کسی حفاظت کے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے نہیں رکھتا، کہ وہ اپنی چمک دمک سے لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ، اور ان کے دلوں کو لبھائے، کیونکہ ایسی حالت میں جواہرات چوری ہو سکتے ہے۔

اگر عطر کی شیشی کو کھلا چھوڑ دیں گے تو اس کی خوشبو اڑ جائے گی۔ اگر موتی کو الماری یا صندوق میں بند کرکے نہ رکھیں تو وہ گم ہو سکتی ہے۔

اپنی عفت کے موتی کو کچھ خطوط، نگاہوں اور مسکراہٹ کے بدلے نہ بیچیں۔ عورت میں جو لطافت پائی جاتی ہے وہ ان بدکار اور شہوت پرست لوگ جو شرافت کا نقاب اپنے چہرے پر اوڑھ لیتے ہیں ان کے ہاتھوں پامال نہ ہونے دیں، کیونکہ ایسے لوگ اس کی عصمت دری کرنے کے بعد اسے دور پھینک دیتے ہیں یا اپنے پیروں تلے کچل دیتے ہیں۔

عورت اپنی اسی عصمت کی وجہ سے حضرت مریم علیہ السلام کی پاکیزگی کی میراث اور پہچان ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ ہوس اور شہوت پرست لوگوں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بنے۔

عفت اور پاکیزگی وہ خزانہ ہے جو کسی سونے، چاندی، باغ، گھر یا کسی قیمتی چیز سے کم ارزش نہیں ہے۔

اگر اپنے گھر میں کھڑکی پر، باریک جالی نہ لگائیں گے، تو مچھر کے کاٹنے اور مکھیوں کی مزاحمت سے کبھی بھی امان میں نہیں رہ سکیں گے۔

جو یہ کہتے ہیں کہ صرف دل پاک ہونا چاہیے، جاہلوں کا اپنے کو بچانے کا ایک مغالطہ ہے۔ ورنہ پاک دل سے ایسا عمل سرزد نہیں ہونا چاہیے جو اس کی پاکی اور طہارت کے خلاف ہو۔

اگر آپ کہتے ہیں ایسا نہیں ہے؟ تو خدارا! ان لوگوں کی طرف دیکھئے جو اپنی رسوائی اور بے آبروئی کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پشیمانی کے ساتھ اپنے سر پر مارتے ہیں، اور اپنی اس غفلت اور جہالت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

"جو شخص برے ماحول سے دوری اختیار نہ کرے وہ رسوائے زمانہ ہو جاتا ہے۔"

عفت کا لباس ہمیشہ سے صاف اور شفاف رہا ہے لہٰذا اس کے دامن پر گناہ کا دھبہ نہ لگنے دیا جائے۔

شروع سے ہی کسی بیگانے کو نجابت کی کھیتی میں داخلے کی اجازت نہ دی جائے کہ کہیں وہ عصمت کے پھولوں اور شاخوں کو کچل ڈالے۔

نتیجہ

پاکدامنی ایک ایسا قیمتی گوہر ہے کہ جس کی ہزارہا آنکھوں سے حفاظت ہونی چاہیے۔ کیونکہ اگر یہ گوہر غائب ہو گیا تو دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتا، اور اگر یہ موتی ٹوٹ گیا تو دوبارہ جڑ نہیں سکتا۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ عفت کے لٹیروں اور حجاب کے سرمایہ کو برباد کرنے والوں سے ہم خود کی حفاظت کریں۔

حوالہ جات:

✳ قران کریم، سورہ احزاب، آیہ ۵۹

✳ سورہ نور، آیہ ۳۰

✳ بحار الانوار، ج ۴، ص ۳۱۱

✳ سورۃ احزاب، آیہ ۳۲

✳ وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۱۳۸

✳ سورہ نور، آیہ ۳۱

✳ سورہ نور، آیہ ۳۱

آیات حجاب[1] کی تفسیر کا ارتقائی سفر

مولفہ: فاطمہ توفیقی

مترجم: مولانا ظہیر عباس

آج عورتوں کے حجاب اور پردے کے سلسلہ میں جو بہت سارے مسائل پیش آرہے ہیں خاص طور سے یہ نزاع اور جھگڑا کہ حجاب ماڈرنیزم یا سنت گرائی ہے، ہمارا نزاع اس سلسلہ میں نہیں ہے کہ حجاب کب سے ہے؟کب سے شروع یا حجاب کی تاریخ کیا ہے۔ ہماری بحث اس مقالہ میں قرآن کی تفسیر کے بارے میں ہے۔اس مقالہ میں ہم فقہی حکم کی بحث نہیں کریں گے بلکہ تفاسیر میں حجاب کے سلسلہ میں کس طرح کے نظریات اور بدلاؤ آئے ہیں، اس چیز کو بیان کیا جائے گا، مثال کے طور پر چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں حجاب کا جو تصور ابھر کر سامنے آیا، وہ اس سے پہلے اس حد تک نہیں تھا چونکہ آج اکیسویں صدی میں حجاب (عفت کی خاطر سر ڈھانپنے) کا مسئلہ بہت زور و شور پر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آج عورتیں معاشرتی کام میں سماج میں مردوں کے برابر ہیں وہ سماج میں نکل کر کام کر رہی ہیں چونکہ آج عورتیں زیادہ باہر آرہی ہیں لہٰذا آج جب عورت سماج میں آئی تو یہ بحث شروع ہوئی کہ کیا اسلام نے ایسا کوئی حجاب رکھا ہے یا نہیں؟ اسی عنوان کے تحت یہ مقالہ ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی (ان شاء اللہ)، اس کی مثال میں قرآن کی دو آیتیں بیان ہوئی ہیں جن میں خطاب تو رسولؐ کی ازواج سے ہے لیکن پیغام تمام عورتوں کے لئے ہے لہٰذا انھیں دو آیتوں کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو ہوگی، پھر نتیجہ بیان کیا جائے گا کہ اصل ماجرا کیا ہے۔

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۵۹؛ اور سورہ نور، آیت ۳۱

۱۔ تاریخ تفسیر آیات

سورہ احزاب کی آیت ۵۹ اور سورہ نور کی آیت ۳۱، دونوں آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ (جو پہلے ہی آچکی تھی اس) کا عورتوں سے مطالبہ ہے کہ اپنا جلباب اپنے اوپر ڈالے رکھیں تاکہ کوئی انھیں ستائے نہیں۔ لیکن سورہ نور کی آیت نمبر ۳۰ اور ۳۱ میں ''غض بصر'' اور ''حفظ فروج'' کو عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کے لئے بھی ضروری جانا گیا ہے۔ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نامحرموں کے سامنے اپنے خمار (مقنعہ) کو گریبان اور سینہ کے اوپر ڈال کر رکھیں۔ تفسیروں میں ''جلباب''، ''خمار'' اور ''جیب'' کے معانی الگ الگ انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ لیکن ظاہراً جلباب: اوڑھنی، خمار: مقنعہ اور جیب: گریبان کو کہا جاتا ہے۔ ہم اس تحقیق میں ان کلمات کے معانی کے بارے حتمی نظریہ بیان کرنے سے قبل اس کا عربی لفظ ہی استعمال کریں گے۔

۱۔۱۔ سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیریں

مختلف تفسیروں میں حجاب کے حکم کی الگ الگ انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ سورہ احزاب کی آیت ۵۹ کے متعلق دو سوال ہے: ۱۔ ادناءِ جلابیب سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ اس ''يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ'' کا ہدف کیا ہے؟ پہلے سوال کے جواب میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے قریب ہیں: سر اور چہرہ اس طرح چھپانا کہ صرف ایک آنکھ نظر آئے، ناک اور بائیں آنکھ چھپائی جائے اور داہنی آنکھ کھلی رہے، ابرو کے اوپر یا ابرو تک چھپایا جائے، پیشانی چھپائی جائے، چہرے کے آدھے حصہ کے علاوہ پورا بدن چھپا کر رکھا جائے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج ۱۹، ص۵۹۔ ۶۰؛ ابوالفتوح رازی، ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵، ج۱۶، ص۲۱؛ ثعلبی، ۱۴۲۲، ج۸، ص ۶۴؛ قرطبی، ۱۳۷۲، ج ۱۲، ص۲۲۹۔۲۳۱؛ بقاعی، ۱۹۸۶، ج۱۵، ص۴۱۰۔ ۴۱۳)۔ طوسی، طبرسی اور زمخشری کے نزدیک جلباب، سر اور پیشانی کے چھپانے کو کہا جاتا ہے۔ (طوسی، ۱۴۰۹، ج۸، ص۳۶۱؛ طبرسی، ۱۴۰۶، ج۸، ص ۵۸۰؛ زمخشری، ۱۴۰۷، ج ۳، ص ۲۷۴)۔

دوسرے سوال ("یُعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ") کے جواب میں مفسروں کا اجماع ہے کہ اس کا ہدف آزاد (حرائر) اور کنیزوں (اماء) میں تفریق کرنا ہے، اگرچہ آیت کے اندر اس طرح کی وضاحت نہیں ہے۔ ایسے ماحول میں جہاں اماء تک جنسی رسائی آسان ہو لیکن حرائر تک مشکل ہو، آزاد عورتوں کی پہچان سے بد چلن لوگوں کے پاس انھیں پریشان کرنے کا کوئی بہانہ نہیں رہ جاتا۔ البتہ بعض مفسرین کنیز اور آزاد عورتوں کے فرق کو تو قبول کرتے ہیں لیکن اس ہوشیاری کے ساتھ کہ اس سے کنیزوں سے چھیڑ خانی کا جائز ہونا نہ سمجھا جائے۔ مفسرین کے ایک دوسرے گروہ نے، بالخصوص ماڈرن زمانے میں، ایک الگ راستہ اپنایا ہے اور "پاکدامنی میں مشہور ہونے" کو اس قانون کا اصلی ہدف مانا ہے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج۱۹، ص۵۹-۶۰؛ ابوالفتوح رازی، ۱۳۷۱-۱۳۷۵، ج۱۶، ص۲۱؛ ثعلبی، ۱۴۰۶، ج۸، ص۵۸۰؛ قرطبی، ۱۳۷۲، ج۱۲، ص۲۲۹-۲۳۱؛ بقاعی، ۱۹۸۶، ج۱۵، ص۴۱۰-۴۱۳؛ طوسی، ۱۴۰۹ ج۸ ، ص۳۶۱؛ طبرسی، ۱۴۰۶، ج۸ ص۵۸۰؛ شریف لاہیجی، ۱۳۹۰، ج۳، ص۶۴۸؛ ثعالبی، ۱۹۹۷، ج۳، ص۶۶)

مثال کے طور پر تفسیر سورآبادی (پانچویں صدی) میں اس طرح لکھا ہے:

اے پیغمبر! اپنی عورتوں، اپنی بیٹیوں اور اپنے مریدوں کی عورتوں یعنی اپنی امت کے عورتوں سے "یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ" کہ اپنی چادریں اپنے اوپر ڈالے رکھیں اس طرح کہ ان کا سر اور سینہ چادر سے چھپا رہے۔ "ذالك" یہ طریقہ بہتر ہے تاکہ انھیں پہچان لیا جائے اور ستایا نہ جائے۔

سوال: اگر مراد یہ تھا کہ انھیں پہچان لیا جائے تو پھر یہ کیوں کہا گیا "ذَالِكَ اَدۡنٰی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ"؟ جواب دیا گیا ہے: "أَنۡ یُّعۡرَفۡنَ" کا مطلب ہے کہ بہتر ہے انھیں پہچان سکیں کہ یہ آزاد ہیں تاکہ ان کے پیچھے نہ جائیں۔ اس لئے کہ زمانہ جاہلیت میں کنیزوں کے ساتھ زنا کرنا رائج تھا لیکن آزاد عورتوں سے بہت کم، خداوند عالم نے چادر اوڑھنے کو آزاد عورتوں کی نشانی بنا دیا تاکہ انھیں پہچانا جاسکے کہ یہ آزاد ہیں، انھیں پریشان نہ کیا جائے اور اللہ غفور و رحیم تھا اور ہے، وہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشنے والا اور پرہیزگاروں کو زنا اور حرام سے بچانے والا ہے۔ (نیشاپوری، ۱۳۸۱، ج۳، ص۱۱۹۵-۱۱۹۶)

زمخشری نے حجاب کے قانون کی وجہ کو اس انداز میں بیان کیا ہے:

اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو جلدی سے اسے اپنے چہرے پر ڈال لے۔ اس لئے کہ آغاز اسلام میں عرب، رسم جاہلیت کی بنا پر بالکل بے لگام تھے۔ عورت کی ردا اور روسری اس کے آزاد اور کنیز ہونے کی نشانی تھی۔ جب عورتیں قضائے حاجت کے لئے گھر سے نکلتی تھیں اور نخلستان اور نشیب کی سمت جاتی تھیں تو منچلے جوان کنیزوں کو پریشان کرتے تھے، ہو سکتا ہے کہ آزاد اور کنیزوں میں کوئی فرق نہ ہونے کی وجہ سے آزاد عورتوں کو بھی پریشان کرتے اور بہانہ کرتے کہ ہم نے سوچا یہ بھی کنیز ہیں۔ لہٰذا آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ردا اور چادر کے ذریعہ اپنا سر اور چہرہ ڈھانپ کر رکھیں تا کہ وہ کنیزوں سے الگ دکھائی دیں اور ان کی حشمت اور ہیبت بھی بڑھ جائے جس کے بعد کوئی ان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔ پروردگار کا یہ فرمانا ''ذَالِكَ اَدْنىٰ اَنْ يُّعْرَفْنَ'' یعنی بہتر ہے کہ انھیں پہچان لیا جائے تا کہ ستایا نہ جائے اور جو بات انھیں پسند نہیں ہے اس میں گرفتار نہ ہوں۔ (زمخشری، ۱۴۰۷، ج ۳، ص ۲۷۴)

بہت سے مفسرین نے آزاد اور کنیزوں کے حجاب میں فرق کو بیان کرتے وقت ایک قصہ نقل کیا ہے:
ایک کنیز جو اپنا سر ڈھانپے ہوئے تھی جب عمر بن خطاب کے پاس سے گزری تو عمر نے تازیانہ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا: ''اے پیچ عورت، تو اپنے آپ کو آزاد عورتوں جیسا دکھانا چاہتی ہے؟ اپنی روسری اتار'' (ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۸، ص ۶۴؛ سیوطی، ۱۴۰۳، ص ۶، ج ۶۵۸ ـ ۶۷۲؛ آلوسی، ۱۴۲۰، ج ۲۲، ص ۸۸)۔

اسی طرح، فخر رازی نے بھی تمام مفسرین کی طرح آزاد اور کنیزوں میں فرق کی طرف اشارہ کیا ہے، ''لَا يُؤْذَيْنَ'' آیت کے سیاق و سباق اور مرد اور عورت کے تمام تر امتیازات کے پیشِ نظر ''اذی'' کے بارے میں وضاحت کی ہے۔ لیکن آخر میں طبقاتی اور جنسیتی امتیازات سے گریز کرتے ہوئے زنا کی بناء پر پائے جانے والے امتیازات کو اس طرح ذکر کیا ہے:

دورِ جاہلیت میں آزاد اور کنیز سب بغیر حجاب کے گھر سے باہر نکلتی تھیں اور زانی افراد ان کے پیچھے لگ جاتے تھے اور یہ کام ان کے لئے تہمت کا باعث ہوتا تھا۔ لہٰذا خداوند عالم نے آزاد عورتوں کو حکم دیا کہ وہ حجاب کریں۔ کہا جاتا ہے کہ کلام خدا ''ذالک ان یعرفن فلا یوذین'' کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کا آزاد ہونا

پہچانا جاسکے تاکہ کوئی ان کا پیچھا نہ کرے۔ ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ وہ عورتیں اس عمل سے پہچان لی جائیں گی کہ وہ زنا کرنے والی نہیں ہیں؛ کیونکہ جو اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ہے کوئی اس سے شرمگاہ عیاں کرنے کی خواہش نہیں کرے گا۔ لہٰذا ان کی اس پہچان اور ان کا حجاب دیکھ کر کوئی ان سے زنا کی خواہش بھی نہیں کرے گا۔ (فخر رازی، ۱۴۰۵، ج۲۵، ص۲۳۱)

ابوحیان اندلیسی کی نظر میں کنیزوں پر بھی حجاب کے لازم ہونے کے لئے بہت ساری دلیلیں پائی جاتی ہیں: آیت کا ظاہر یہ ہے کہ "نِسَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ" میں آزاد اور کنیزیں دونوں شامل ہیں اور کنیزوں میں دلربائی زیادہ ہے؛ کیونکہ عورتوں کے برعکس کنیزوں کا لوگوں کے درمیان آنا جانا زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ یہ حکم کنیزوں کے لئے نہیں ہے اس پر واضح دلیل ہونی چاہیئے"۔ ابوحیان اس کے آگے لکھتے ہیں: "ذَالِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ" تاکہ حجاب کی وجہ سے ان کا عفیف ہونا پہچانا جائے، کوئی ان کو پریشان نہ کرے اور کوئی ان کا پیچھا نہ کرے۔ لیکن جو آرائش کرتی ہیں وہ لوگوں کی طمع کا شکار ہوتی ہیں۔ (ابوحیان اندلسی، ۱۴۱۱، ج۷، ص۲۵۰)

تفسیر ابوحیان اندلسی میں دو نکتہ قابل توجہ ہے: اول: ان کی نظر میں کنیزوں کے لئے حجاب اس وقت ضروری ہے جب وہ لوگوں کے مجمع میں جائیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ کنیزوں کو چونکہ مجمع عام میں جانا ہوتا ہے اس لئے انھیں بھی پردہ کرنا چاہیئے۔ دوم: ان کی نظر میں "يُعْرَفْنَ" سے مراد "عفت کے عنوان سے پہچان ہونا" ہے۔

پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے اگر تفاسیر میں عفت، حجاب اور سماج میں عورتوں کے حضور کے ناگزیر ہونے کے لئے تفسیر بحر المحیط کا حوالہ دیا جاتا رہا ہے۔ بطور نمونہ، شیخ طنطاوی نے التفسیر الوسیط میں، کنیز اور آزاد عورتوں کے پردے کی تفریق کی وجہ ہوس کی رسائی نہیں بلکہ کنیزوں کا زحمت میں پڑنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کنیزوں کے لئے سر کا چھپانا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ آزاد عورتیں تو صرف ضروری کاموں سے باہر نکلتی ہیں لیکن کنیزوں کا گھر کے باہر آنا جانا لگا رہتا ہے، اس لئے ان کے لئے سر کا ڈھانپنا باعث زحمت ہے۔ وہ ابوحیان اندلسی کے نظریئے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ عفت کی غرض سے پردے کا حکم، تمام عورتوں کے لئے ہے؛ نیز یہ بھی لکھتے ہیں کہ شارع نے کنیزوں کو پردے سے منع

نہیں کیا ہے لیکن عسر و حرج کی وجہ سے ان کے لئے ضروری نہیں قرار دیا ہے۔ (طنطاوی، ۱۹۹۸، ج۱۱، ص۲۴۶) آلوسی نے بھی ابوحیان اندلسی کے نظریہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آزاد اور کنیزوں کے درمیان حجاب کا فرق ہو سکتا ہے عفت کے لحاظ سے ہو اور ہو سکتا ہے ان کی اجتماعی حیثیت کے لحاظ سے :

سبکی نے طبقات میں لکھا ہے کہ احمد بن عیسی (شافعی مسلک کے فقیہ) نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ علماء، رؤساء اور عام لوگوں کے لباس میں فرق کا ہونا اس لئے ضروری ہے کیونکہ اس طرح علماء دوسرے افراد سے نمایاں رہیں گے اور لوگ انھیں پہچان سکیں گے تو ان فرامین پر عمل بھی کریں گے۔ (اگرچہ پہلے زمانہ میں ایسا نہ تھا) (آلوسی، ۱۴۲۰، ج۲۲، ص۸۸۔۸۹)

"عفت کی بنیاد پر تفسیر حجاب"، کے بارے میں اگر تفسیر ابوحیان کی بات کو مؤثر ترین بات (بالخصوص اہل سنت مفسرین کے درمیان) تسلیم کر لیا جائے، شاید ما قبل عصر نو کی تفاسیر کے درمیان منفرد ہو لیکن عصر نو میں تو بارہا اس بات کو دہرایا گیا ہے۔ آلوسی نے مبنی بر عفت اور مبنی بر اجتماعی حیثیت دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انیسویں صدی میں، جہان اسلام میں مذہبی اصلاحات کے دور کی ابتدا کے حوالہ سے تفسیر آلوسی کو مانا جاتا ہے۔ جہاں ہر حکم شرعی کو عقلی اور علمی میزان میں لا گیا ہے۔ یہاں پر مذہبی اصلاحات کے بعد کی تفسیروں سے چند نمونہ، سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کے حوالہ سے پیش کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر محمد حسین طباطبائی فرماتے ہیں :

عورتوں کو پہچانا جا سکے کہ وہ پردہ دار اور دیانت دار ہیں اور کوئی انھیں پریشان نہ کرے؛ اس لئے کہ فاسق افراد انھیں پریشان کرتے تھے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں : حجاب سے انھیں پہچان لیا جائے گا کہ وہ مسلمان اور آزاد ہیں، چونکہ غیر مسلم اور کنیزیں اس زمانے میں حجاب نہیں کرتی تھیں اور حجاب مسلم عورتوں کی علامت تھا، جس کی وجہ سے کوئی انھیں پریشان نہیں کرتا تھا اور کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کنیز یا غیر مسلم ہوں گی، لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۹۳، ج۱۶، ص۳۴۰)

محمد جواد مغنیہ کا بھی یہی کہنا ہے: ”عورتیں پاکیزگی اور پرہیزگاری کے عنوان سے پہچانی جائیں گی۔ پردہ دار عورت اور بیمار دل فاسق کے درمیان حجاب رکاوٹ بنے گا اور اس طرح وہ ان کی جملہ بازی اور بری نظروں سے محفوظ رہیں گی“۔ (مغنیہ، ۱۳۸۳، ج۶، ص۲۳۹-۲۴۰)؛ صادقی تہرانی بھی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں طبقاتی امتیازات کے رد عمل میں لکھتے ہیں: ”جس طرح مؤمن مرد اور عورتوں کو بغیر وجہ ستانا حرام ہے اسی طرح ان کے لئے اس طرح کے حالات فراہم کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں چیزیں مؤمنین کے لئے سخت تر اور بدتر ہے۔ مؤمن عورتیں، کنیز ہوں یا آزاد، مؤمن ہیں تو ان کے لئے بھی پردہ کرنا ضروری ہے“۔ پھر وہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ حجاب کے حکم کو آزاد عورتوں سے مخصوص سمجھنا، طبقاتی خرافات اور نسل پرستی ہے جو اسلامی طرز فکر سے بہت دور ہے“۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ حجاب، عورتوں کی عفت اور پاکدامنی کی علامت ہے، یعنی پردہ دار عورت اپنے حجاب سے بتاتی ہے وہ اہل گناہ اور فساد نہیں ہے۔ البتہ صادق تہرانی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عفت، صرف حجاب میں منحصر نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بے پردہ عورت پاک دامن ہو اور ایک پردہ دار عورت عاصی اور گنہگا، پہلی دوسری سے بہتر ہے۔ (صادقی تہرانی، ۱۳۶۶، ج۲۱-۲۲، ص۲۰۷-۲۰۸) تسخیری اور نعمانی بھی لکھتے ہیں: ”اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ بِالۡعِفَّۃِ“ یعنی ان کا پاک دامن ہونا پہچانا جاسکے۔ (تسخیری و نعمانی، ۱۴۳۱، ج۲۲، ص۴۲۶)

بانو امین اصفہانی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں، پہلے آیت کا ترجمہ اس انداز میں کرتی ہیں: ”اپنی عورتوں اور بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے (گھر سے باہر نکلتے وقت) اپنا خمار اور اپنی چادر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ اس سے ان کے عفت اور نجابت کی پہچان ہوسکے اور بیمار دل مرد انھیں پریشان نہ کریں“۔ جو ان کے نقطہ نظر کو بیان کرتا ہے۔ وہ بھی دوسرے مفسرین کی طرح جلباب کے مختلف معانی بیان کرتی ہیں، لیکن آیت کی تفسیر میں، مذہبی اصلاح گروں کی طرح حجاب کے ذریعہ عفت اور پاک دامنی کی حفاظت پر زیادہ زور دیتی ہیں: ”ذَالِکَ“ اسم اشارہ ہے اور اس سے حکم کی علت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جلباب اس لئے ہے تاکہ آزاد خاتون اور کنیز کے درمیان فرق پیدا کیا جاسکے اور پاک دامن اور عیاش

عورت میں فرق پیدا کیا جا سکے اور بیمار دل اور عیاش مرد ان کے پیچھے نہ لگیں اور عزت دار عورتوں کو پریشان نہ کریں۔ (امین ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴، ج۹، ص ۱۱۴۔۱۱۹؛ اور ج۱۰، ص ۲۷۵۔ ۲۷۷)

عبدالکریم خطیب بھی سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں :

خدا کے قول میں اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ چادر جو پیغمبر کی بیویاں، آپ کی بیٹیاں اور مؤمنین کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، آزاد اور پاک دامن عورتوں کے لئے پرچم ہے تاکہ کوئی ان کے بارے میں برے خیالات من میں پیدا نہ کرے۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے "ادنیٰ" تاکہ یہ بتا سکے کہ صرف لباس آزاد اور پاک دامن عورتوں کو اہل فسق و فجور کی زبان سے محفوظ نہیں رکھ سکتا؛ بلکہ حجاب ایسا محافظ ہے جو آزاد عورتوں کی خوبصورتی بڑھاتا ہے اور عفیفہ کو زینت دیتا ہے اور اس کی عفت میں چار چاند لگا کر اس کی شان اور طاقت دوبالا کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر عفت مکمل کمال نہ بھی ہو تو کم سے کم اس کی ایک علامت تو ضرور ہے۔ (خطیب، ۱۹۶۹، ج۲۲، ص۷۵۱۔ ۷۵۲)

صاحب تفسیر نمونہ نے بھی اگرچہ آزاد اور کنیزوں کے فرق کو ذکر کیا ہے، لیکن ان کی نظر میں اس فرق کی وجہ طبقاتی امتیاز نہیں بلکہ اخلاقی امتیاز ہے۔ یعنی آزاد اور کنیزوں میں اس لحاظ سے فرق ہے کہ اخلاقی لحاظ سے کنیزوں کی حالت مناسب نہیں تھی۔ اس بیان کے ضمن میں قرآن بیان کرنا چاہتا ہے کہ "مسلم عورتوں کو حجاب سے غافل نہیں رہنا چاہیئے، بعض لاپرواعورتیں کہ جو حجاب میں ہونے کے باوجود اس قدر بے پرواہوتی ہیں کہ ان کے بدن کا زیادہ تر حصہ نمایاں رہتا ہے اور یہی چیز بیمار دلوں کی توجہ ان کی طرف جلب کرتی ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۳، ج۱۷، ص۴۲۷۔۴۲۹)

آخر میں شہید مرتضی مطہریؒ کی تفسیر کی طرف بھی اشارہ کرتا چلوں۔ اگرچہ شہید مطہریؒ نے تفسیر کے عنوان سے کوئی کتاب نہیں لکھی ہے، لیکن حجاب کی عصری بحث، ان کے نظریات کو شامل کئے بغیر نامکمل رہے گی۔ شہید مطہری کی نظر میں عورتیں اپنے پردے سے پہچانی جاتی ہیں کہ آزاد ہیں کنیز نہیں، اس طرح وہ بیمار دل جوانوں کی بری نظر سے بچ جائیں گی۔ لیکن دوسرے احتمال کی بناء پر اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح عورتیں پہچانی جا سکتی ہیں کہ نجیب اور پاک دامن ہیں اور بیمار دل افراد کی امید ان سے ٹوٹ

جائے گی۔ کیونکہ اندازہ ہو جائے گا کہ یہاں پر عفت اور پاک دامنی کا پہرہ ہے، چشم طمع نابینا اور دست خیانت کوتاہ ہے۔ (مطہری، ۱۳۸۴، ص۱۹اص ۵۰۴)

۲۔۱۔ سورہ نور آیت نمبر ۳۱ کی تفسیر

یہ آیت چند جہات سے قابل توجہ ہے۔ اول یہ کہ، غض بصر اور حفظ فروج (چشم پوشی اور پاک دامنی) کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر سے ہے۔ دوم یہ کہ، ''جیوب'' پر ''ضرب خِمار'' کس طرح کرنا ہے، اس کا طریقہ واضح نہیں ہے۔ سوم یہ کہ، سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ''زینت کا اظہار نہ کرنا'' اور ''ضرب خِمار'' دونوں ایک چیز ہیں یا ''ضرب خِمار'' کے ساتھ ساتھ ''زینت کا اظہار'' بھی نہ کیا جائے؟ یعنی روسری (مقنعہ) کے ساتھ ساتھ اپنی زینت کو چھپانا بھی عورتوں کا وظیفہ ہے۔ چہارم یہ کہ، زمانہ قدیم سے لیکر اب تک، ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے بارے میں مفسرین کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ پنجم یہ کہ، یہ دیکھنا پڑے گا کہ آیا مفسروں نے اس آیت کی تفسیر میں سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کی طرف اشارہ کیا ہے یا نہیں، ششم یہ کہ، یہ آیت اور (سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۲۔ ۲۳) دونوں مل کر محارم کی توصیف اور حد بندی کرتی ہیں چونکہ محارم سے مربوط عبارتوں میں بھی بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ہفتم یہ کہ، آیت کے آخر میں کہا جارہا ہے کہ بچوں اور ان مردوں سے حجاب ضروری نہیں ہے جن میں شہوت باقی نہیں رہ جاتی: ''غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ''۔ اس سے عورتوں کے حجاب اور مردوں کی شہوت کے درمیان موجود، رابطہ کی طرف اشارہ ہے۔ (اسی طرح سورہ نور کی آیت نمبر ۶۰ کی بناء پر ''وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا'' کے لئے حجاب کا لازم نہ ہونا، اس سے حجاب اور نکاح کی طاقت میں رابطہ کا ہونا، معلوم ہوتا ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ حجاب اور شہوت کنٹرول کرنے میں رابطہ پایا جاتا ہے)۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مفسروں نے قرآن کی اس آیت سے کیا سوالات دریافت کئے اور انھیں آیت نے کیا جواب دئے ہیں۔

مفسروں نے سب سے پہلے ''غض بصر'' اور ''حفظ فروج'' کے معنی کے بارے میں بحث کی ہے۔ خاص طور سے یہ سوال ہوا ہے کہ آیا ''حفظِ فروج'' کا مطلب پاک دامنی ہے یا جنسی اعضاء کا چھپانا۔ چند

مفسروں نے دوسرے معنی کو اختیار کیا ہے (طبری، ۱۴۲۳، ج۱۸، ص۱۴۸۔ ۱۵۸)۔ لیکن زیادہ تر مفسروں نے پہلے معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عبدالرحمٰن بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ اس آیت کے علاوہ ہر جگہ ''پاک دامنی'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔آیت کے سیاق کے مطابق یہاں پر ''جنسی اعضاء کا چھپانا'' مراد ہے۔ (ثعلبی، ۱۴۲۲، ج۸، ص۶۸؛ طبرسی، ۱۴۰۶، ج۷، ص۲۱۶؛ رازی، ۱۳۷۵۔۱۳۷۱، ج۱۴، ص۱۲۳۔ ۱۲۴)

''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں ''زینت'' اور ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے معنی میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ طبری نے زینت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: مخفی زینت (پائل، چوڑی، گوشوارہ، گردن بند) ظاہری زینت (سرمہ، انگوٹھی، چوڑی اور چہرہ) یا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں۔ بعض مفسروں نے ہاتھوں کی مہندی کو بھی ظاہری زینت شمار کیا ہے۔ بعض کی نظر میں نصف کلائی یا پوری کلائی کا پردہ واجب نہیں ہے۔ بعض کی نظر میں صرف سر اور گریبان کے اوپری حصہ کا پردہ لازم ہے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج۱۸، ص۱۴۸۔ ۱۵۸)۔ علی بن ابراہیم قمی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی طرح سے مختلف زینتوں کی توصیف کی ہے:

ابوالجارد نے حضرت امام باقر علیہ السلام کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' لباس، سرمہ، انگوٹھی اور ہاتھوں کی مہندی اور دست بند، سب زینت میں آتے ہیں۔زینت کی تین قسمیں ہیں: لوگوں کے لئے، محارم کے لئے، شوہر کے لئے۔ لوگوں کے لئے زینت کا بیان ہو چکا۔ محرم کے لئے زینت میں گردن بند کی جگہ اور اس کے اوپر کا حصہ، چوڑی اور اس سے نیچے کا حصہ اور پائل اور اس کے نیچے کا حصہ شامل ہے۔ شوہر کے لئے پورا جسم زینت ہے۔ (قمی، ۱۳۶۳، ج۲، ص۱۰۱)۔

زمخشری نے ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کا پردہ نہ کرنے کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے:

اگر آپ پوچھئے کہ ظاہری زینت، مکمل طور پر کیوں چھوٹ ہے؟ ہم جواب دیں گے: کیونکہ ظاہری زینت کے پردے میں دشواریاں ہیں۔ عورت جب کوئی چیز اِدھر سے اٹھا کر اُدھر رکھے تو اسے یہ کام ہاتھ سے ہی کرنا پڑے گا اور اس طرح وہ اپنے چہرے کا بھی حجاب نہیں کر پائے گی، خاص طور جب اسے گواہی کے

لئے بلایا جائے یا عدالت میں اس کی پیشی ہو یا اس کا نکاح ہو رہا ہو۔ پیدل چلے تو لازمی طور پر اس کے پیر کھلے رہیں گے بالخصوص ان غریبوں کے جن کے پاس جوتی بھی نہیں ہے۔ (زمخشری، ۱۴۰۳، ج ۳، ص ۶۲)

خِمار کو "روسری" اور جیوب کو "گریبان" سے تفسیر کیا گیا ہے: جیسا کہ ابوالفتوح رازی نے ترجمہ کیا ہے: "ان عورتوں سے کہو کہ اپنا مقنعہ اپنے گریبان پر ڈال کر رکھیں، یعنی اس طرح سے مقنعہ لگائیں کہ ان کا گریبان بھی ڈھنک جائے اور سینہ تک کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ (رازی، ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۵) اس آیت کے ذیل میں عائشہ کی ایک روایت بہت زیادہ نقل کی جاتی ہے: "خدا مہاجرین اقدم کی مغفرت فرمائے۔ جب یہ آیت "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ" نازل ہوئی تو عورتوں نے ضخیم ترین کپڑوں سے روسری تیار کی اور اپنے سروں پر لگا لیا۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج ۱۸، ص ۱۴۸۔۱۵۸؛ ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۷، ص ۸۷؛ قرطبی، ۱۳۷۲، ج ۱۲، ص ۲۳۰؛ سیوطی، ۱۴۰۳، ج ۶، ص ۱۸۱، طنطاوی، ۱۹۹۷، ج ۱۰، ۱۱۶)۔ اسی طرح "غضِ بَصَر" کے ذیل میں یہ نبوی روایت بھی ذکر کی جاتی ہے: "عورت کی خوبصورتی پر نظر ڈالنا، ابلیس کے ترکش کے زہر آلود تیروں میں سے ہے۔ اگر کوئی ثواب کی امید سے اپنی نظر دوسری سمت موڑ دے تو خدا اسے عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا جس سے اس کا دل خوش ہو جائے گا"۔ ایک بار ایک عورت، ایک مرد کے پاس سے گزری جو نماز پڑھ رہا تھا، اس مرد نے اس کی طرف دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس واقعہ کے بعد وہ اندھا ہو گیا"۔ (ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۷، ص ۸۷؛ رازی، ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۵)۔ نیز جناب ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے ایک حدیث منقول ہے جو حدیث ابن ام مکتوم کے نام سے معروف ہے، اس میں اس طرح بیان ہوا ہے: "میں اور میمونہ حضرت رسول خداؐ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ ابن ام مکتوم آیا اور یہ بات، حجاب کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کی ہے، وہ اندر آنے لگے تو رسول خداؐ نے فرمایا: آپ لوگ پردہ کر لیجئے۔ ہم نے کہا: "کیا وہ نابینا نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم لوگ بھی نابینا ہو؟ کیا تم لوگ اسے نہیں دیکھ پاؤگی (زمخشری، ۱۴۰۷، ج ۳، ص ۶۲)۔ ابوالفتوح رازی اور دوسروں نے جناب فاطمہ (س) کے بارے میں یہی واقعہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے پیغمبرؐ نے اپنی بیٹی کا امتحان لینے کے لئے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ ایک نابینا سے کیوں پردہ کر رہی ہو؟ تو حضرت زہرا (ع) نے جواب دیا:

''میں تو اسے دیکھ سکتی ہوں'' (رازی، ۱۴۳۱-۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۶)۔ دوسرے لفظوں میں مرد (بینا یا نابینا) کے آنے پر عورتوں کو وہاں سے دور ہو جانا چاہیئے۔ یعنی عورتوں اور مردوں کی بزم کو مکمل طور پر ایک دوسرے سے الگ ہونے کا تصور پیش کیا گیا ہے۔

لیکن محارم اور ان کے حدود کے بارے میں بھی مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ اسی طرح ایک عورت کو اپنی کنیز اور غلام کے سامنے کتنا پردہ کرنا ہے، اس کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ غیر مسلم عورتوں (مشرک اور اہل کتاب) کے سامنے پردے کے لازم ہونے کے متعلق بھی مختلف نظریات ہیں۔ اس سوالات کے جواب میں بعض مفسرین کا نظریہ تھا کہ یہ پردہ اس لئے ہے کہ مرد، دوسرے محارم (مثلاً اہل کتاب کی عورتیں، یا چچی اور ممانی) کے ذریعہ کسی عورت کی زینت، دیکھ سکتے ہیں لہذا وہ اس عورت کی زینت سے آگاہ نہ ہوں۔ اسی طرح یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ محارم کی فہرست ''التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ'' اور ''الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ'' کے ذریعہ ختم ہو جاتی ہے۔ مفسرین ظاہرِ آیت کی بنیاد پر تفسیر کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ عورتوں کے حجاب اور مردوں کی شہوت میں رابطہ پایا جاتا ہے۔

آیت کا اختتام ایک دوسرے حکم پر ہوتا ہے: ''وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ'' اس انداز سے راستہ چلنے سے روکا گیا ہے کہ پائل میں آواز پیدا ہو۔ عام طور پر یہ چیز مردوں کی شہوت کے تحریک ہونے سے مربوط نہیں ہے۔ (طبری، ۱۴۲۳، ج ۱۸، ص ۱۴۸-۱۵۸؛ ثعلبی، ۱۴۲۲، ج ۸، ص ۶۴؛ طوسی، ۱۴۰۹، ج ۷، ص ۴۳۰؛ رازی، ۱۴۳۱-۱۳۷۵، ج ۱۴، ص ۱۲۶-۱۲۷)۔ لیکن فخر رازی کے اس نقل قول سے یہ رابطہ روشن ہو جاتا ہے:

ابن عباس اور قتادہ نے بیان کیا ہے کہ عورتیں، مردوں کے پاس سے پیر پٹکتے ہوئے گزرتی تھیں تا کہ ان کے پائل کی جھنکار سنائی دے۔ مردوں میں عورتوں (کو پانے) کی شہوت زیادہ ہوتی ہے اس لئے پائل کی آواز سن کر ان کے من میں انھیں دیکھنے کی چاہت بڑھ جاتی تھی۔ خداوند عالم نے اس کام کی وجہ اس طرح بیان

کی ہے: ''لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ''۔ فخر رازی اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس روک ''وَلَا يَضْرِبْنَ'' کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے زیورات آشکار نہیں ہونے چاہیئے۔اس آیت میں چند نکتہ ہے:

اول: جب خداوند عالم نے اس آواز پر روک لگائی ہے جس سے عورت کی زینت کا ہونا سمجھا جائے تو اس کے ظاہر کرنے پر تو ضرور روک لگائی ہوگی۔ دوم: عورتوں کو بلند آواز سے بولنے سے روکا گیا ہے تاکہ ان کی آواز نامحرم نہ سنیں؛اس لئے کہ ان کی آواز پائل کی آواز سے زیادہ دلربا ہوتی ہے۔اسی وجہ سے عورتوں کو اذان دینے سے بھی روکا گیا ہے۔ سوم: اس آیت میں عورت کے چہرے کو شہوت کی نظر سے دیکھنے کو منع کیا گیا ہے۔ (فخر رازی، ۱۴۰۵، ج ۲۳، ص۲۰۱۔ ۲۱۰)

بعض دوسرے مفسرین نے بھی فخر رازی کی طرح مخفی زینت (جیسے پائل) کو آشکار کرنے کی پابندی کو تمام مخفی زینتوں (جیسے عطر اور آواز) پر جاری کیا ہے۔ (سیوطی، ۱۴۰۳، ج۶، ص۱۷۹۔ ۱۸۹؛ آلوسی، ۱۴۲۰، ج ۲۲، ج۸۸۔۸۹) بعنوان نمونہ، سیوطی نے ایک حدیث روایت کی ہے: حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: ''جو عورت عطر لگا کر گھر سے باہر نکلے اور مردوں کے پاس سے گزرے اور اس کی خوشبو ان کے ناک تک پہونچے، تو وہ عورت زناکار ہے'' (سیوطی، ۱۴۰۳، ج۶، ص۱۷۹۔ ۱۸۹) آلوسی بیان کرتے ہیں کہ عورتوں کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ کہیں ان کی وجہ سے بیمار دل لوگوں میں تحریک نہ پیدا ہو جائے۔ طنطاوی بھی عورتوں میں احتشام اور وقار کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان عورتیں ہر اس انداز سے پرہیز کریں جو شہوت انگیز یا دلربا ہو مثلاً پُر ادا انداز میں راستہ چلنا یا عمدہ قسم کا عطر لگانا یا خود آرائی کی دوسری چیزیں کہ جن سے مردوں کی شہوت بھڑک اٹھے'' (طنطاوی، ۱۹۹۸، ج۱۰، ص۱۱۸) ابن تیمیہ نے اگرچہ سورہ احزاب میں حجاب سے مربوط آیت کی تفسیر میں بہت مختصر اشارہ کیا ہے (ابن تیمیہ، ۱۴۰۸، ج۶، ص ۲۳) سورہ نور آیت نمبر ۳۱ کے ذیل میں تفصیلی وضاحت پیش کی ہے۔ لیکن سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ سے اپنی وضاحت کو مکمل کیا ہے۔

یہ ما قبل عصر نو کی تفسیروں کے درمیان معدود تفسیروں میں سے ہے جن دونوں آیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بحث کی ہے۔ ابن تیمیہ نے حالت احرام میں چہرے کے حجاب کے ممنوع ہونے سے نتیجہ لیا ہے کہ عام حالات میں چہرے کا پردہ لازم ہے۔ اسی طرح آزاد اور کنیزوں کے حجاب کے انداز میں فرق کو پیغمبرؐ اور خلفاء کے دور کی سنت جانا ہے۔ (ابن تیمیہ، ۱۴۰۸، ج۷، ص۳۴۳۔ ۳۴۵) شیعہ تفسیروں میں، حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی گئی ہے: ایک عورت انصار میں سے ایک جوان کے سامنے سے چلی آرہی تھی۔ اس زمانے میں عورتیں، روسری کان کے پیچھے سے باندھتی تھیں۔ جب وہ عورت نزدیک آئی تو جوان کی نظر اس کے چہرے پر ٹھہر گئی اور جب وہ آگے بڑھ گئی تو یہ جوان مڑمڑ کر اسے دیکھنے لگا، یہاں تک کہ ایک گلی کے اندر پہونچ گیا اور وہاں دیوار پر لگے شیشہ یا ہڈی سے ٹکرا گیا، جب وہ عورت دور نکل گئی تب یہ متوجہ ہوا کہ اس کا چہرہ اور کپڑا خون سے لت پت ہے، جوان نے کہا: خدا کی قسم! میں رسول خداؐ سے اس کی شکایت کروں گا۔ (فیض کاشانی، ۱۴۰۲، ج۳، ص۴۳۰؛ بحرانی، ۱۴۱۷، ج۴، ص۵۸؛ طباطبائی، ۱۳۹۳، ج۱۵، ص۱۱۶)

لیکن سورہ نور آیت نمبر ۳۱ کی تفسیر میں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ بیسویں صدی میں ان آیات کے ذیل میں خانوادگی اور سماجی نظام کے حوالہ سے بڑی مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کی ایک مثال سید قطب کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر اسلامی بیداری اور جدید سلفی نظریہ کے پیش نظر میں لکھی گئی ہے۔ البتہ یاد رہے کہ وہ سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں بالکل خاموش رہے ہیں۔ سید قطب کی نظر میں اسلام کے دامن میں ایک سالم معاشرہ تشکیل دینے کے لئے بہترین قوانین موجود ہیں۔ ان کے خیال میں، یورپ میں جدید نظریات (مثلاً فروید کے نظریات) کے مطابق انسانی امتیازات کو انسانوں سے ختم کر دیا گیا اور صرف انفرادی اور سماجی بیماریوں کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سید قطب نے اپنے مشاہدات سے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ یورپ نے حجاب پر پابندی لگا کر نہ تو وہ انسانی خواہشات کو پابند کر سکے ہیں اور نہ ہی ایک منظّم سماج تیار کر سکے۔ مرد اور عورت میں فطری طور پر ایک دوسرے کی نسبت لگاؤ پایا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے مزاج کے مطابق ایک خاص چیز سے لگاؤ ہوتا ہے۔ عورت فطری طور پر زینت میں

دلچسپی رکھتی ہے۔ قطب کے مطابق، اسلام ان میں سے کسی ضرورت سے روکتا بھی نہیں، بس ان پر نظارت کرتا ہے۔ اس موقع پر سید قطب نے ''جدید جاہلیت'' کے مفہوم کی طرف بھی اشارہ کیا ہے؛ جس طرح زمانہ جاہلیت کی عورتیں سینہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اسی طرح ماڈرن زمانے کی عورتیں بھی اپنا سینہ کھلا رکھتی ہیں۔ اسی طرح انھوں نے پیر پٹک کر راستہ چلنے کے جائز نہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عورتوں کو ان زینتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جن کا اثر انسان کے دماغ پر پڑتا ہے، جیسے زینت کی آواز اور عطر کی خوشبو۔ (سید قطب، ۱۴۱۹، ج ۴، ص ۲۵۱۱۔ ۲۵۱۴)

عبدالکریم خطیب سورۂ نور آیت نمبر ۳۱ کے ذیل میں ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

مرد کی نگاہ میں عورت کا پورا وجود زینت ہے۔۔۔ حتی اس کی آواز۔۔۔ لیکن اسلامی قانون لوگوں کے لئے زحمت ایجاد نہیں کرتا اور پورے جسم کو ڈھانپنے کا حکم، نہ عقل کے لئے قابلِ تحمل تھا اور نہ زندگی کے لئے۔ اس لئے اس نے ''إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' (یعنی وہ چیز جس کو کھلا رکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے) کے حجاب کے حکم میں ایک استثناء قرار دیا تاکہ عورت پُر سکون زندگی گزار سکے اور آنکھوں سے راستہ دیکھے، ہاتھوں سے کام کرے اور اپنے پیروں سے راستہ چلے، اس طرح سماج میں بے کار بن کر نہ رہ جائے۔ (خطیب، ۱۹۶۹، ج ۱۸، ص ۱۲۶۴)

محمد جواد مغنیہ نے بھی اس مرحلہ میں سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ کے ذیل میں بے حجابی (سفور) کے مفاسد کی بحث کی ہے۔ ان کی نظر میں آج کے دور کا فیشن، نسوانیت کو فاش کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ہامبورگ کی سڑکوں پر لوگ اپنی عورتوں کی اس طرح نمائش کرتے ہیں جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور وہ زمانہ دور نہیں ہے جب اسلامی معاشرے میں بھی اسی طرح کا منظر دکھائی دے گا۔ (مغنیہ، ۱۳۸۳، ج ۵، ص ۴۱۵۔ ۴۱۸) اس سلسلہ میں محمد صادقی نے جو مثال پیش کی ہے وہ اس لحاظ سے بہت اچھی ہے کہ حجاب کے باب میں جدید طرز فکر کو پیش کرکے بھی عفت اور حجاب کے رابطہ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض خواتین قیاس اولویت کی بناء پر اپنا چہرہ

ڈھانپ کر نکلتی ہیں۔ چہرے کی خوبصورتی، جسم کے دوسرے اعضاء سے کم نہیں ہے؛ اور ہے بھی تو ساری ذمہ داری صرف عورت پر ہی کیوں ہے؟ اس سے بہتر تھا کہ عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم دینے کے بجائے مردوں کو حکم دیا جاتا ہے اپنی نگاہیں پاک رکھیں۔ لیکن اگر کسی مرد یا عورت کو دیکھا جاتا کہ وہ شہوت کے ساتھ ان کا چہرہ دیکھ رہا ہے تو پہلے اسے خبردار کیا جاتا پھر خاتون سے کہا جاتا کہ اپنا چہرہ ڈھانپ کر وہاں سے دور چلی جائے (یعنی عملی نہی عن المنکر)۔ صادقی تہرانی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ میں حجاب کے حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حجاب کی حکمت یہ ہے کہ اس سے عورت کا عفیف ہونا سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر حجاب کے واجب ہونے پر قرآنی دلیل نہ ہوتی تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ پاک دامن عورتوں کے لئے پردہ واجب نہیں ہے۔ لیکن سماج کی حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حجاب کا اہم ترین فائدہ، اس کا پاک دامنی کی علامت ہونا ہے۔ یعنی پردہ دار عورتوں کا پردہ گواہی دیتا ہے کہ یہ بے لگام نہیں ہے۔ یاد رہے حجاب کا علامتی مفہوم اس کے حقیقی مفہوم سے الگ ہے۔ صادقی تہرانی نے اگرچہ مردوں اور عورتوں کو ہر اس کام سے دور رہنے کی نصیحت کی ہے، جو جنس مخالف میں تحریک شہوت کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کی نظر میں سر کا ڈھانپنا آلودگی کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔ آخر میں وہ مسیحیوں کی کتاب مقدس میں آنکھوں کو بند کرنے کے حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ (صادقی تہرانی، ۱۳۶۶، ج۱۸، ص۱۸۔ ۱۹و۱۰۶۔ ۱۳۱)۔ یاد رہے اگر حجاب کا علامتی مفہوم یا حقیقی مقصد خصوصی یا عمومی عفت اور پاک دامنی کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اصلاحی گفتگو میں حجاب اور عفاف کو ایک دوسرے کا لازمہ سمجھ لیا گیا ہے۔ بعبارت دیگر، اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ حجاب سے عفت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر بھی اسے اسی گفتگو کے ضمن میں قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ حجاب کے ضروری ہونے یا نہ ہونے کے سوال کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ کیا عفت کے لئے حجاب ضروری ہے یا نہیں؟ لیکن احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کی تفاسیر کا جو سلسلہ ہم نے دیکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حجاب کے بیان میں کافی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ آگے ہم دیکھیں گے کہ یہ تبدیلی کس طرح پیدا ہوئی اور اس تبدیلی کو کس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ تجزیہ اور تحلیل

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ کی تفاسیر میں جو سفر ہم نے طے کیا ہے اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مفسرین کو ہمیشہ مختلف سوالوں کا جواب دینے کی فکر رہی ہے۔ اسی لئے ان تفسیروں میں مختلف افکار و نظریات تیار ہوئے ہیں۔ ماڈرن اسلامی مقال (نظریہ) ایک طرف اسلامی ممالک کے سیاسی اور سماجی حالات سے متاثر تھا تو دوسری طرف سید جمال الدین اسد آبادی اور سر سید احمد خان کی دینی بیداری کی تحریک سے، اس اصلاحی مقال میں اسلام کے ہر حکم کی عقلی اور علمی توجیہ کی گئی، جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اسلام کا کوئی بھی حکم سماجی، انفرادی یا مادی اور معنوی ترقی کی راہ میں روڑے نہیں ڈالتا۔ اسی طرح سر ڈھانپنا عورتوں کے لئے سماجی امور میں شریک ہونے سے مانع نہیں ہے۔ اور چونکہ اس سے عفت کی حفاظت میں مدد ملتی ہے اس لئے عورت کے لئے انفرادی اور سماجی بالیدگی کا باعث ہے۔ جیسا کہ اوپر کی سطور میں ہم نے دیکھا کہ سید قطب، محمد جواد مغنیہ اور مرتضی مطہری نے مرد اور عورت کی فطرت یا اسلامی معاشرے میں حجاب کی حفاظت کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اس طرح کا تذکرہ قبل از عصر نو کی تفسیروں میں موجود نہیں ہے۔ آیات حجاب کی تفاسیر میں (بالخصوص احزاب آیت نمبر ۵۹) بجائے اس کے کہ کہا جائے کہ حجاب طبقاتی شان و شوکت کی نشانی، نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حجاب مسلمان عورت کے عفت کی نشانی ہے۔ حجاب کی کیفیت کے سلسلہ میں قبل از عصر نو کی تفاسیر میں، تفصیلی بحث کی جگہ "عقل محور"، "علم محور"، حجاب واجب ہونے کی علت، اس کے فوائد اور ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل میں حجاب کا کردار، جیسی بحثوں نے لے لی ہے۔ ان عقلی وجوہات کے درمیان ایک اہم ترین وضاحت یہ ہے کہ "اَنْ يُّعْرَفْنَ" میں "پہچانا جانا" علامتی رویہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک لازمی اثر ہے۔ بعبارت دیگر، حجاب صرف، عفت کی نشانی نہیں بلکہ وہ چیز ہے جو مرد اور عورت کے تعلقات کے سلامتی کی ضمانت ہے۔ جدید اسلامی دنیا کے مقال (نظریہ) میں، جدید یورپ کے ساتھ تصادم کے اثرات نمایاں ہیں، اسی تصادم کی دین ہے کہ شہوت کے اسیر انسان کی پہچان، مسلمان کی پہچان، پاک دامن شخص اور اسلامی معاشرے کی شناخت، جیسی بحثیں توجہ کا سبب قرار پائیں؛ جبکہ یہ زمانہ گزشتہ میں یہ بحث صرف خانوادگی اور طبقاتی امور کی تنظیم کی حد تک محدود تھی۔

البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عورتوں کے حجاب اور مسلم خواتین کا گھروں میں رہنے کو ترجیح دینے پر جو مغربی ثقافت والے یا اس سے متاثر لوگ اعتراض کرتے ہیں یا تنگ نظری یا سلب آزادی نسواں کا نام دیتے ہیں اتفاقاً ان خواتین نے پردہ میں رہ کر جو نمایاں اور اپنی عفت کے تحفظ کے ساتھ جو اعتبار پایا ہے وہ ان کے ترقی یافتہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اور اگر انصاف کی نگاہ سے خواتین کی ترقی کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی جائے تو مسلم عورتیں خواتین کے اجتماعی نظام کی حفاظت میں مغربی عورتوں سے کہیں آگے ہیں۔

نتیجہ

ہم نے اس مقالہ میں سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور آیت نمبر ۳۰۔۳۱ کی تفاسیر کے ارتقائی سفر کے سلسلہ میں تحقیق اور جستجو کی۔ احزاب آیت نمبر ۵۹ پہلے نازل ہوئی ہے، اس میں عورتوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ اپنا جلباب اپنے اوپر ڈالے رہیں تاکہ انھیں پریشان نہ کیا جائے۔ انیسویں صدی کے نصف تک تمام مفسرین کا نظریہ تھا کہ عورتوں کو یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ ان کی شناخت ہوسکے اور کنیزوں سے الگ معلوم دیں، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کوئی بیمار دل ان کا پیچھا نہیں کرے گا۔ لیکن ماڈرن زمانے کے مفسرین کا نظریہ ہے کہ عورتوں کے لئے حجاب کا حکم اس لئے آیا تاکہ اس کے ذریعہ پاک دامن اور آلودہ دامن میں تفریق ہوسکے۔ سورہ نور کی آیات میں، پہلے تو مردوں اور عورتوں کو برابر سے ''غض بصر'' اور ''حفظ فروج'' کا حکم دیا گیا، پھر عورتوں کے لئے ایک خاص حکم آیا کہ وہ اپنی روسری سے اپنا گریبان بھی ڈھانپ کر رکھیں، اس کے بعد محارم کی فہرست پیش کی گئی ہے۔ طرز اسلوب سے مفسرین نے یہ نتیجہ لیا ہے کہ حجاب اور شہوت کو مہار کرنے میں گہرا رابطہ ہے۔ ماڈرن اصلاحی مقال میں یہ رابطہ انفرادی اور سماجی عفت میں تبدیل ہوگیا ہے۔ لہٰذا یہ خیال کہ حجاب کے حکم کا ہدف یہ ہے کہ عورتیں عفت کی حفاظت کرتے ہوئے سماجی امور میں برابر سے شریک رہیں، بہت پرانا نہیں ہے۔ عفت کی بناء پر حجاب کی تفسیر، اس بات کی نشانی ہے کہ اسلامی معاشرہ، مغربی معاشرے سے پیش قدم ہے۔ اس لئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ یہ مان سکتے تھے کہ حجاب سے عورت کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور ان کی سماجی حیثیت مستحکم ہو جاتی ہے۔

اوپر بیان کی گئی تبدیلی کا اثر بعض فکری اور سماجی حالات کی وجہ سے وجود میں آیا: اول: دینی اصلاح کی تحریک کے ذریعہ یہ پیغام عام کیا جارہا تھا کہ اسلام نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا ہے جو عقلی معیار پر کھرا نہ اترے۔ دوم: بیسویں صدی میں بہت سے اسلامی ممالک میں غلامی نظام لغو کر دیا گیا، اس طرح آزاد اور کنیزوں کی تفریق بے معنی ہو جاتی ہے۔ سوم: انیسویں صدی کے اواخر میں مسلمان معاشرے میں آزادی خواہ تحریکوں نے عورتوں کے لئے سماج میں حضور کا راستہ ہموار کر دیا تھا، اس لئے عورتوں کو انفرادی اور سماجی عفت کی حفاظت کے لئے خانہ نشینی میں محدود نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ان حالات میں حجاب کی "عقلی" دلیل یہ نہیں بن سکتی تھی کہ حجاب کا حکم عورت کی اجتماعی حیثیت (آزاد ہونا یا کنیز ہونا) کے لئے دیا گیا ہے، بلکہ وہ عورتیں سماجی میدانوں میں داخل ہو چکی تھیں، اور وہ حجاب کے ذریعہ اپنی پاک دامنی ثابت کر سکتی تھیں۔

توضیحات

ا۔ "ماڈرن دور" کو معین کرنا بہت دشوار ہے۔ اس مقالہ میں "ماڈرن دور" سے مراد، ایران کے مشروطہ اور مشرق وسطی سے عثمانی خلافت کے خاتمہ کے بعد کا زمانہ ہے۔

2. Reception history

3. The Constance School

4. Reception theory, reception aesthetics

۵۔ یالکاع لکعاء، اتشبّہین بالحرائر؟

۶۔ اس مضمون کی مشابہ روایت، شیعہ کتب میں امام باقر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کنیزوں کو سر ڈھانپنے سے روکتے تھے۔ (حر عاملی، ۱۴۰۴، ج ۴، ص ۴۱۲)

۷۔ المیزان میں اس بات کی نسبت امام صادق علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۹۳، ج ۱۵، ص ۱۱۵)

۸۔ "اِحتجبا" اس طرح کی روایات میں "احتجاب" کے معنی سر ڈھانپنے کے نہیں ہیں، بلکہ اس کا قرآنی مفہوم، پس پردہ جانا ہے۔ جلال الدین مولوی نے بھی اس داستان کو عائشہ کے بارے میں نقل کیا ہے اور احتجاب کو پردہ نشینی کے معنی میں لیا ہے۔ (بلخی ۱۳۷۵، دفتر ششم، ۱۹-۲۰)

۹۔ یہاں پر مسامحہ کے ساتھ اسلام اور غرب کو ایک دوسرے کا مقابل قرار دیا ہے، جب کہ اس تفریق کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دونوں ثقافتیں یکسر ایک دوسرے سے الگ ہیں۔

۱۰۔ عام امر اور خاص امر کی تقسیم بندی کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے وہ بھی ماڈرن سیاسی نظام کا نتیجہ ہے۔

مصادر

قرآن کریم۔
ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم (۱۴۰۸)، التفسیر الکبیر، بیروت، دارالکتب العلمیہ۔
آلوسی، محمود بن عبداللہ (۱۴۲۰) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔
امین اصفہانی، نصرت بیگم، (۱۳۹۳۔۱۳۹۴) مخزن العرفان در تفسیر قرآن، قم، انتشارات اکرام۔
ابوحیان اندلیسی، محمد بن یوسف (۱۴۱۱) التفسیر الکبیر المسمی بالبحر المحیط، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔
بحرانی، السید الہاشم، (۱۴۱۷) البرہان فی تفسیر القرآن، قم، مؤسسہ البعثۃ
بقاعی، ابراہیم بن عمر (۱۹۸۶) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، حیدرآباد، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ۔
بلخی جلال الدین (۱۳۷۵) مثنوی معنوی، تصحیح، رینالڈ نیکلسن، تہران، بہنود
تسخیری، محمد علی؛ النعمانی، محمد سعید (۱۴۳۱) المختصر المفید فی تفسیر القرآن المجید، تہران، المجمع العالمی للتقریب بین المذاہب الاسلامیۃ۔
ثعالبی، عبدالرحمٰن (۱۹۹۷) الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن، صیدا، مکتبہ العصریہ۔
ثعلبی، احمد بن محمد (۱۴۲۲) الکشف والبیان، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔
جعفریان، رسول (۱۳۸۰) رسائل حجابیہ، کشف حجاب کے خلاف ۶۰ سالہ علمی کوشش، قم، دلیل ما۔
حر عاملی، محمد حسن (۱۴۱۴) وسائل الشیعہ، قم، آل البیت۔
خطیب عبدالکریم (۱۹۶۹) التفسیر القرآنی للقرآن، طباعت نامعلوم، دارالفکر العربی۔
رازی، ابوالفتوح (۱۳۷۱۔۱۳۷۵) روض الجنان وروح الجنان فی تفسیر القرآن، مشہد، بنیاد پژوہش ہائے اسلامی۔
رازی، امام فخر (۱۴۰۵) تفسیر الفخر رازی المشتہر بالفسیر الکبیرہ مفاتیح الغیب، بیروت، دارالفکر۔
زمخشری، محمود بن عمر (۱۴۰۷) الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، بیروت، دارالمعرفۃ۔
سید قطب (۱۴۱۹)، فی ظلال القرآن، بیروت۔ قاہرہ، دارالشروق۔
طباطبائی، محمد حسین (۱۳۹۳)، المیزان فی تفسیر القرآن، بیروت، الموسسۃ الاعلمی للمطبوعات۔

آیات حجاب کا تفسیری تجزیہ

گروہ مؤلفین: محمد حسین ملا میرزائی، مہدی بیاتی، محمد شریفی

مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

حجاب اور اسلامی پردہ، دین اسلام کے ضروری اصولوں میں سے ایک ہے۔ تمام اسلامی فرق اس بات پر متفق ہیں اور اسلامی معاشرہ کی ایک اہم پہچان بھی ہے۔اسلامی حکومت کا ایک مقصد بلکہ فریضہ یہ ہے کہ اسلامی حجاب کو معاشرہ میں نافذ کرے لیکن حجاب کی نوعیت کے تعین میں اختلاف کی وجہ سے ہم اسلامی حجاب سے ابھی بہت دور ہیں۔ہم اس مقالہ میں یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ معاشرہ میں حجاب کے نفاذ کے لئے دین اسلام کا طریقہ کار کیا ہے اور لوگوں کو اپنی مرضی سے اسلامی حجاب کی طرف راغب کرنے کے لئے اس کی حکمت عملی کیا ہے؟۔

ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کی نظر میں اصل مقصد عفت و پاکدامنی ہے اور حجاب صرف ایک ذریعہ ہے۔آیات وروایات کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ سماجی زندگی کے مختلف میدانوں میں مرد اور عورت کے درمیان ایک حد قائم رہے اور مرد اور عورت تا حد امکان ایک دوسرے سے فاصلہ بنائے رکھیں اور اگر ان کا ایک ساتھ اکٹھا ہونا ناگزیر ہو جائے تو شرعی حجاب کی رعایت کی جائے۔

الف: اسلامی تعلیمات میں لباس کی اہمیت

شرعی حجاب ظاہری لباس کی ایک قسم ہے اور قرآنی آیات میں لباس کو اللہ تعالی کی ایک نعمت کے طور پر تعارف کرایا گیا ہے" يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشاً وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ "(سورہ اعراف، ۲۶)

اے اولاآدم ! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جس سے اپنی شرمگاہوں کا پردہ کرو اور زینت کا لباس بھی دیا ہے لیکن تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے یہ بات آیات الٰہیہ میں ہے کہ شاید وہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

مذکورہ آیت میں لباس کو اللہ تعالی کی ایک نعمت بتایا گیا ہے جسے اللہ تعالی نے بنی آدم کو عطا کیا ہے اور اس کے دو فائدے ہیں: ایک: ظاہری برائیوں کو چھپانا اور دوسرے زینت۔ بعض لوگوں کا ماننا ہے کہ " یُوَارِی سَوْءَاتِکُمْ " کی عبارت لباس کی تعریف یعنی لباس کی شان کو بیان کررہی ہے کہ جس سے عیب چھپائے جاتے ہیں اور ریش سے مراد خوبصورتی کے لئے پہنا گیا لباس ہے۔ (ابن عاشور، ۱۴۲۰، ۵۸)

قرآن کی دوسری آیتوں جیسے احزاب ،آیت ۵۹؛ نور،آیت ۳۱ و ۳۰ میں لباس کے مختلف اصول و ضوابط بیان کئے گئے ہیں جسے اصطلاح میں شرعی حجاب کہا جاتا ہے۔اسی آیت میں ظاہری لباس کے مقابلہ میں باطنی لباس یعنی تقوی کی بات کی گئ ہے اور لباس تقوی کو ظاہری لباس سے برتر بتایا گیا ہے۔اللہ تعالی نے تقوی کو لباس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ جس طرح ظاہری لباس انسان کی ظاہری برائیوں کو چھپاتا ہے اور اس کی ظاہری خوبصورتی کا سبب بنتا ہے اسی طرح تقوی نفس انسان کے رذائل کو چھپاتا ہے اور انسان نہ صرف رسوائی سے بچتا ہے بلکہ اچھی سیرت کے عنوان سے پہچانا جاتا ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۴۴۵)

اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ تقوی سے کیا مراد ہے۔اس آیت کی تفسیر میں امام باقر(ع) سے ایک حدیث منقول ہے: " وَ اَمَّا لِبَاسُ التَّقْوٰی فَالْعِفَافُ " (مجلسی، ۱۴۰۳، ۱۶۸/۸۰) : تقوی مراد سے عفت اور پاکدامنی ہے۔لغت میں عفاف کی تعریف اس طرح بیان کی گئ ہے: " اَلْعِفَّۃ اَلْکَفُّ عَمَّا لَا یَحِلُّ وَ یَجْمُلُ " (ابن منظور، ۱۴۱۴، ۲۵۳/۹)اسی روایت میں پانچویں امام لباس تقویٰ کی ظاہری لباس پر برتری کی وجہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ظاہری لباس کے بغیر بھی با عفت انسان کی برائیاں ظاہر نہیں ہوتیں (کیونکہ وہ عفت کو اختیار کرتا ہے اور خود کو بچاتا ہے) لیکن فاجر اور غیر عفیف انسان کا پورا جسم اگر چھپا بھی رہے تب بھی اس کی برائیاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

حضرت کے بیان کے مطابق عفت و پاکدامنی انسان کو رسوائی سے محفوظ رکھتی ہے اور عفت نہ ہو تو ظاہری لباس بھی اپنا مقصد کھو دیتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ لباس تقوی ظاہری لباس سے بہتر ہے۔ پس لباس کے انتخاب میں عفت و پاکدامنی کو معیار بنانا چاہئے۔

ب: حجاب کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیتیں

قرآن کریم نے حجاب کا حکم دینے سے پہلے کچھ مقدمات کا لحاظ کیا ہے تاکہ مخاطب ذہنی طور پر حکم حجاب کے لئے آمادہ ہو جائے۔ اور اس کا اصل مقصد جنس مخالف کی نظروں سے خود کو پوشیدہ رکھنا ہے۔

۱۔ عورتوں کا گھروں میں رہنا

اس سلسلہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى'' اور اپنے گھر میں بیٹھی رہو اور پہلی جاہلیت جیسا بناؤ سنگھار نہ کرو۔ (سورہ احزاب، آیت ۳۳)

لفظ قَرنَ، وَقَرَ یَقِرُ سے مشتق ہے جو اپنی جگہ پر رہنے کے معنی میں ہے۔ اس آیت میں اس کا مطلب ہے کہ عورت گھر میں رہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۲۹۰/۱۷؛ طبرسی، ۱۳۷۲، ۵۵۸/۸) اور مراد یہ ہے کہ اے ازواج پیغمبر! اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں (طباطبائی، ۱۴۱۷، ۳۰۹/۱۶؛ طبرسی، ۱۳۷۲، ۸ /۸۵۵) اس میں اور پہلے والے معنی میں نتیجہ کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۲۹۰/۱۷) اس آیت میں عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور بغیر ضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ (صادقی تہرانی، ۱۴۰۸، ۱۰۵/۲۲) سید قطب نے لفظ قرن سے ایک لطیف معنی اخذ کیا ہے

اور بتایا ہے کہ گھر عورت کے رکنے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے اسی لئے ضرورت کے تحت عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ (سید قطب، ۱۴۰۸، ۲۸۵۹/۵)

" تَبَرُّجُ " قرآنی لفظ ہے جس کا معنی ہے عورت کا خود نمائی کرنا، اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار کرنا۔ فراہیدی تبرج کے بارے میں کہتا ہے: جب عورت اپنے گریبان اور چہرہ کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے تبرج کیا ہے۔ (فراہیدی، ۱۴۰۹، ۱۱۵/۶) فیومی نے بھی خوبصورتی کے اظہار کو تبرج کہا ہے: "تَبَرَّجَتِ الْمَرئَةُ" (فیومی، ۱۴۱۴، ۴۲/۱) یعنی عورت نے اپنی خوبصورتی اور زینت کو نامحرم کے سامنے ظاہر کیا۔

احادیث میں تبرج کی دوسری مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں اور ان کو انجام دینے سے منع کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایسا ہلکا کپڑا پہننا جس سے جسم کے خد و خال ظاہر ہوں، مردوں سے مشابہت پیدا کرنا، حد سے زیادہ خوشبو کا استعمال جس سے مرد اس عورت کی طرف متوجہ ہوں۔ حدیث نبوی میں تبرج کو عورت کے صفات رذیلہ (برے صفات) میں شمار کیا گیا ہے۔ (طباطبائی یزدی، بی تا، ۷۹۹/۲) روایات کے مطابق جاہلیت کے دور میں جب عورت، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتی تھی تو اسے تبرج کہتے تھے۔ (ابن کثیر، ۱۴۱۲، ۷۹۷/۳، سیوطی، ۱۴۱۴، ۱۹۷/۵)

اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی کی نظر میں عورت کا گھر میں رہنا (جب تک کہ گھر سے باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہ ہو) سب سے بہتر ہے اور اسی کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

اگرچہ اس آیت میں پیغمبر اسلام (ص) کی ازواج کو خطاب کیا گیا ہے لیکن یہاں پر عام عورتیں بھی مراد ہیں اور دوسری عورتوں کے لئے بھی بہتر ہے کہ گھر میں ہی رہیں اور ازواج پیغمبر اسلام (ص) کو خطاب کرنا صرف تاکید کے لئے ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی عالم دین سے یہ کہیں کہ تم جھوٹ نہ بولو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایک عالم دین کو زیادہ بہتر طریقے سے اس بات پر عمل کرنا چاہئے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۲۹۱/۱۷)

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نامحرم سے خود کو پوشیدہ رکھنا اور اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کرنا عورت کے لئے کتنا اہم ہے۔ عورتوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ دور جاہلیت کی عورتوں کی طرح نہ رہیں اور معاشرہ میں بناؤ سنگھار کے اظہار سے پرہیز کریں۔ظاہر ہے اس آیت کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ عورت گھر کی چار دیواری میں قید رہے اور کبھی بھی معاشرہ میں ظاہر نہ ہو کیونکہ اس آیت میں مخاطب خواتین یعنی ازواج پیغمبر اسلام (ص) آنحضرت کے ہمراہ سفر پر جاتی تھیں اور جنگوں میں شریک بھی ہوتی تھیں اور پیغمبر اسلام (ص) نے انہیں اس بات سے منع بھی نہیں فرمایا۔ (عسکری و دیگران، ۱۳۸۷، ۴۶-۵۳)

اس آیت میں ” گھر میں رہنے اور بچوں کی پرورش اور خانہ داری سے متعلق مسائل کو خواتین کی ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے“۔ (کاشانی، ۱۴۱۰، ۴۲۲؛ جرجانی، ۱۳۴۱، ۵۰/۸؛ سبزواری، ۱۴۰۶، ۴۳۵/۵) اگر اس آیت کا مقصد یہ ہوتا کہ عورتیں اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کریں اور صاف ستھرے ماحول اور معاشرے میں جاسکتی ہیں تو اس سے پہلے یہ بات نہ کہی جاتی کہ عورتوں کو گھر میں رہنا چاہئے بلکہ ” وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى “ کی عبارت کافی تھی۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ” قَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ “ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھر میں رہنا اور امور خانہ داری کو انجام دینا عورت کی ترجیحات میں مانا گیا ہے۔

اس آیت کی تائید میں بہت سی روایتیں موجود ہیں۔ بعض روایتوں میں عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا گیا ہے اور روائی کتابیں اور بعض شیعہ اور سنی فقہا کے فتوؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے بجائے گھر میں نماز پڑھنا عورتوں کے لئے زیادہ باعث فضیلت ہے۔ رسول خدا (ص) نے ارشاد فرمایا: عورت کا گھر اور تنہائی میں نماز پڑھنا، جماعت سے نماز پڑھنے کے برابر ہے اور اس میں ۲۵ درجہ فضیلت ہے۔ (حر عاملی، ۱۴۰۹، ۵/۲۳۷؛ مجلسی، ۱۴۰۳، ۳۷۱/۸۰)

امام صادق (ع) نے فرمایا: تمہاری عورتوں کے لئے بہترین مسجد اور عبادت کی جگہ، گھر ہے۔ (حر عاملی، ایضاً) اسی طرح آپ نے ارشاد فرمایا: عورت کا اندر کے کمرے میں نماز پڑھنا باہری کمرے میں نماز پڑھنے

سے بہتر ہے۔(ابن بابویہ، ۱۴۰۴، ۱/۳۹۷)اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت کا نامحرم کے مقابل مستور (پردہ میں رہنا یا پوشیدہ رہنا)، ہونا کتنا اہم ہے۔

رسول خدا(ص) نے اپنے اصحاب سے سوال کیا کہ کس حالت میں ایک عورت اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ حضرت علی(ع) نے اس کا تذکرہ گھر میں جناب فاطمہ (س) سے فرمایا۔ شہزادی نے جواب دیا:

" اَنَّ اَدْنٰی مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا اَنْ تَلْزَمَ قَعْرَ بَيْتِهَا " (نوری، ۱۴۰۸، ۱۴/۱۸۲)جب عورت اپنے گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے تو سب سے زیادہ اپنے پروردگار سے قریب ہوتی ہے۔جب حضرت نے یہ جواب سنا تو فرمایا: "فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّی " فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

۲۔صنف کا ایک دوسرے سے متمایز ہونا یعنی نامحرم کی نظر سے مستور رہنا

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ خانہ داری سے متعلق ذمہ داریوں میں مشغول رہیں اور بنا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔اس کے بعد اسی سورت کی آیت نمبر ۵۳ میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح عورت روزمرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سماجی امور میں سرگرمی سے حصہ لے سکتی ہے: " وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ "اور جب ازواج پیغمبر سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو کہ یہ بات تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔(سورہ احزاب، آیت ۵۳)

اس آیت میں مردوں کو نامحرم عورت سے پردہ کے بغیر ملنے سے منع کیا گیا ہے وہ بھی ایسے مسائل اور امور میں جن میں کوئی عقلانی غرض پائی جاتی ہو۔(طباطبائی، ۱۴۱۷، ۱۶/۳۳۷؛ طبرسی، ۱۳۷۲، ۸/۵۷۶) توظاہر ہے کہ کسی خاص وجہ کے بغیر ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ہنسی مذاق کرنا بدرجہ اتم منع ہوگا۔اور یہ حکم اگرچہ ازواج پیغمبر اسلام (ص) کے لئے ہے لیکن تنقیح مناط کے ذریعہ (خصوصیت سے

صرف نظر کرتے ہوئے اور معیار و سبب کو عمومیت دیتے ہوئے) اس کا استحباب دوسری خواتین کے لئے بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ (مغنیہ، ۱۳۸۴، ۵۵۸؛ مذکورہ حوالہ، ۱۴۰۰، ۲۳۵/۶)

صدیقہ کبری جناب فاطمہ زہرا(س) اس بارے میں ارشاد فرماتی ہیں: عورت کے لئے سب بہتر یہی ہے کہ اس کی نظر کسی مرد پر نہ پڑے اور نہ ہی کسی مرد کی نظر اس پر پڑے۔ (حر عاملی، ۱۴۰۹، ۶۷/۲۰)

اس آیت میں طہارت قلب اور باطنی عفت کو عورت اور مرد کے درمیان دوری اور فاصلہ کی وجہ بتائی گئی ہے۔ ”ذَالِکُمۡ اَطۡھَرُ لِقُلُوۡبِکُمۡ وَ قُلُوۡبِھِنَّ۔“

۳۔ برقعہ و چادر، بہترین پردہ

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں یہ بتایا گیا کہ عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی نامحرم سے نہ ملے۔ اسی سورہ کی آیت نمبر ۵۹ میں اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر ضرورت پڑتی ہے اور عورت کو معاشرہ میں مردوں کے سامنے جانا پڑتا ہے تو کیا کرے اور کس طرح کا برتاؤ کرے: ” یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِیمًا۔“ اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے۔ اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورہ احزاب، آیت ۵۹)

اس آیت کے سبب نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے مدینہ کی خواتین مسجد نبوی آتی تھیں۔ گھر واپس جاتے وقت بعض آوارہ اور اوباش جوان ان سے چھیڑ چھاڑ اور کمنٹ پاس کرتے تھے کیونکہ وہ کنیزوں کے ساتھ عام طور پر اسی طرح کا رویہ روا رکھتے تھے۔ اور جب ان سے کہا جاتا تھا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو تو وہ جواب دیتے تھے کہ ہم نے ان خواتین کو کنیز سمجھا تھا۔ اسی کے بعد آیہ حجاب نازل ہوئی۔ (بروجردی، ۱۳۶۶، ۳۷۴/۵)

اس شان نزول سے پتہ چلتا ہے کہ آزاد عورت اور کنیز میں تمیز اور فرق کرنے کے لئے حجاب کا حکم دیا گیا تھا۔ بعض مفسرین اس آیت اور عرب کے اشعار کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جلباب آزاد عورتوں سے مخصوص تھا تاکہ ان کے اور کنیزوں کے درمیان فرق کیا جاسکے اور لوگ آزاد عورتوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ (ابن عاشور، ۱۴۲۰، ۳۲۹/۲۱)

جلابیب، جلباب کی جمع ہے اور اس کو ردا یا برقعہ کہا جاتا ہے جو پورے بدن کو سر سے پیر تک ڈھانپ لیتا ہے اور دوسرے کپڑوں کے اوپر سے پہنا جاتا ہے۔ (ابن منظور، ۱۴۱۴، ۲۷۳/۱) اس آیت کا ظریف نکتہ یہ ہے کہ یہاں پر لفظ "یدنین" استعمال ہوا ہے یعنی وہ اس چادر کو جسے اپنے اوپر ڈال رکھا ہے اس سے گھونگھٹ نکال لیا کریں یعنی اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں اور بعض تفاسیر میں منقول ہے کہ پورے چہرے کو سوائے ایک آنکھ کے ڈھانپ لیں۔ (زحیلی، ۱۴۱۱، ۱۰۶/۲۲؛ ابن ابی حاتم، ۱۴۱۹، ۳۱۵۵/۱۰)

اس آیت میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ پردہ کے کم سے کم یا واجب مقدار یعنی دوپٹے کا حکم بیان کرنے سے پہلے ، اللہ تعالی نے پردہ کی مکمل مقدار یعنی برقعہ کے بارے میں بتایا ہے جو کہ فقہاء کی نظر میں مستحب ہے۔ اللہ تعالی اس آیت میں ایک بار پھر جلباب کا مقصد یہ بیان کرتا ہے کہ عورتیں عفاف اور پاکدامنی اختیار کریں جس سے عفت و پاکدامنی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حجاب ، عفاف کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

یہاں پر قرآنی روش تبلیغ بھی قابل توجہ ہے۔ جلباب یا برقعہ کے حکم کو وجوب کی صورت میں پیش نہیں کیا جارہا ہے بلکہ یہ کہا جارہا ہے کہ یہ طریقہ بہتر ہے اور اسی لئے اس کے بدلے میں جنت یا دوزخ کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ "ذَالِكَ اَدْنیٰ اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ"۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اسی طرح یہ بتایا گیا ہے کہ جلباب اور برقعہ سے ان کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔

آیہ جلباب سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ سے پہلے نازل ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ جلباب کا مقصد حجاب کے حدود کو معین کرنا نہیں تھا بلکہ صرف یہ بتانا مقصد تھا کہ حجاب آزاد اور پاکدامن خواتین کی پہچان کے لئے ہے تاکہ خواتین شوق سے پردہ کی طرف مائل ہوں۔ (عابدینی، ۹۷ ۱۳، ۴۹ تا ۹۲)

۴۔ دوپٹہ، حجاب کی کم سے کم مقدار

قرآن کریم نے انسانوں کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اور عفت و پاکدامنی کے اعلی مراتب پر یقین نہ رکھنے والے لوگوں کے لئے حجاب کی کم سے کم مقدار بھی بیان کردی ہے: ” وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۔۔“ اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے کے جواز خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر رکھیں۔۔ (سورہ نور، آیت ۳۱)

اس آیت میں ایک آئیڈیل تہذیبی نظام کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ سب سے پہلے پاکدامنی اور شرمگاہ کی حفاظت ”يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ “ کی بات ہوئی ہے اور پھر بتایا گیا ہے کہ کس طرح اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ”وَلَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا“ اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر از خود کھلا رہتا ہو۔ اور پھر بتایا جاتا ہے کہ کس طرح سوائے چہرہ اور ہاتھ کے پورے جسم کو ڈھانپا جائے ”وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ“ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ یہاں پر لفظ ضرب استعمال ہوا ہے یعنی اپنے سینوں کو مکمل طور پر ڈھانپیں۔

۵۔ حجاب میں استثنیٰ

حجاب کے اصول و ضوابط کو معین کرنے کے بعد، معاشرہ کی فضا عفت و پاکدامنی کی سمت گامزن ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد حجاب کے مسئلہ میں کچھ استثناء بیان کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر سر کے بال کھولنے کا موضوع، کیونکہ، حجاب، عفت و پاکدامنی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور اگر شرعی حجاب کے بغیر عفت و پاکدامنی پر کوئی داغ نہیں آتا تو حجاب کا وجوب بھی ساقط ہوجاتا ہے: ” وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا

يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کر دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور وہ بھی عفت کا تحفظ کرتی رہیں کہ یہی ان کے حق میں بھی بہتر ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے۔ (سورہ نور، آیت ٦٠)

بوڑھی عورتوں سے حجاب کا ساقط ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کے احکام و قوانین، حقیقی مصالح و مفاسد کی بنیاد پر ہیں لہٰذا اگر وہ مفاسد ختم ہو جاتے ہیں جو اس حکم کے وجوب یا حرمت کا سبب تھے تو وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے چاہے وہ ضروریات دین میں سے ہو جیسا کہ مسئلہ حجاب ہے۔ مسئلہ حجاب ضروریات دین میں سے ہے لیکن بوڑھی عورتوں پر سے ساقط ہے کیونکہ ان کی طرف کوئی جنسی لذت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے۔ (طباطبائی، ۱۴۱۷، ۱۵/۱۶۴؛ طبرسی، ۱۴۱۲، ۱۱۹/۳) لیکن اس کے باوجود حجاب کے انفرادی فوائد اب بھی موجود ہیں لہٰذا ارشاد ہوتا ہے: " وَاَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ " اور اگر وہ احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اسلام کی نظر میں عورت جتنا زیادہ حجاب اور عفاف کی رعایت کریں گی اتنا ہی تقوی اور پرہیزگاری سے قریب تر ہو گی۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۵۴۲/۱۴)

ج: نظریہ حریم جنسی (نامحرم عورت اور مرد کے درمیان حدود کے تعین کا نظریہ)

آیت حجاب کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ زندگی کے مختلف میدانوں میں عورت اور مرد کے درمیان ایک حد مقرر رہے اور جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو وہ ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مرد اور عورت کی حقیقی اور تکوینی ضرورتوں کے پیش نظر ہے لیکن اس حدبندی میں زور زبردستی نہیں ہے بلکہ صرف اصول و ضوابط بتائے جا رہے ہیں اور اقدار طے کئے جا رہے ہیں تاکہ معاشرہ خود بخود اس طرف کھنچتا چلا جائے۔ ان سب کے بیچ حجاب ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ساتھ ضرورت پڑنے پر عورت معاشرہ میں حاضر ہو سکتی ہے۔

د: خواتین کے حجاب کے لئے مرد ذمہ دار

اسلام نے مسئلہ حجاب کے لئے مردوں کو ذمہ دار بنایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: " وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۔۔۔" (سورہ احزاب، آیت ۵۳)

حقیقت یہ ہے کہ یہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ خود کو مردوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے لیکن یہاں پر اللہ تعالی مردوں کو حکم دیتا ہے کہ پردہ کے پیچھے سے ان سے بات کریں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ حجاب کی پابندی میں مردوں کا اہم کردار ہے۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کردار کے ذریعہ اپنے گھر کی خواتین کو حجاب کی طرف راغب کریں۔اسی وجہ سے اللہ تعالی نے مردوں میں غیرت کا جذبہ پیدا کیا ہے تاکہ غیر شعوری طور اپنی خواتین نیز دوسری خواتین کے پردہ کا خیال رکھیں۔اللہ تعالی جلباب سے متعلق آیت میں ارشاد فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ۔۔۔"

یہاں پر عورتوں کو بلاواسطہ مخاطب نہیں کیا گیا ہے جب کہ یہ حکم عورتوں سے متعلق ہے، بلکہ پیغمبر اکرم (ص) سے خطاب کیا جارہا ہے۔ یہاں پر پیغمبر اسلام (ص) کو دو عنوان سے خطاب کیا جارہا ہے: اپنے خاندان کے ذمہ دار کی حیثیت سے: " لِأَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ"۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کا سرپرست، اپنے ازواج اور بیٹیوں کی ہدایت و ارشاد کا ذمہ دار ہے۔ اور دوسرا حاکم اسلامی کے عنوان سے "نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ" یہ کہا جاسکتا تھا کہ نساء المومنات یعنی مومن عورتوں سے کہو پردہ کریں لیکن کہا گیا ہے مومن مردوں کی خواتین۔ یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ حجاب کے نفاذ کی ذمہ داری گھر کے مرد حضرات کی ہے۔

و: حجاب، ایک تہذیبی مسئلہ

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حاکم وقت کی طرف سے حجاب کو زور زبردستی سے لوگوں پر تھوپا جاسکتا ہے؟ یا خواتین ، سماجی قدر و منزلت حاصل کرنے کے لئے طیب خاطر کے ہمراہ حجاب کی پابندی کریں گی؟۔کیا پیغمبر اسلام (ص) کے دور میں حجاب لازمی تھا؟ جی ہاں اس دور میں بھی حجاب ضروری والزامی تھا لیکن زور زبردستی نہیں تھی بلکہ ذہنی طور پر ان کو تیار کیا گیا تھا کہ حجاب کے فوائد کو سمجھیں اور ان پر عمل

کریں۔ ورنہ حجاب کی رعایت نہ کرنے کی صورت میں وہ سماجی طور پر الگ تھلک ہو جاتی تھیں۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ۔۔۔'' (سورہ احزاب، آیت ۵۹)

یہاں پر پردہ کو خواتین کے لئے فائدہ مند بتایا گیا ہے اور زبردستی نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی جنت و جہنم کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ عقلی دلیل بیان کی گئی ہے ''ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ''۔ (قرائتی ، ۱۳۸۸، ۳۹۹/۹)اسی طرح یہ بتایا گیا ہے کہ پردہ کی وجہ سے خواتین کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی اور وہ پاکدامنی کے لئے مشہور ہو جائیں گی جس سے ان کے شوق میں مزید اضافہ ہوگا۔

نتیجہ

دینی تعلیمات کے مطابق عفت و پاکدامنی اور خود پر قابو رکھنا مقصود اصلی ہے اور حجاب اس مقصد کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ آیات حجاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے معاشرہ کے لئے ایک خاص اصول بنایا تاکہ لوگ حجاب کے مسئلہ کو آسانی سے قبول کر سکیں اور پھر ہم جنسی، حدبندی کے نظریہ تک پہنچتے ہیں یعنی اسلام کا اصل مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت میں ایک حد فاصل قائم رہے اور حجاب اسی کی ایک کڑی ہے۔ حجاب کو ایک تہذیبی مسئلہ سمجھنا چاہئے جس سے خواتین کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قرآن کریم
۲۔ آلوسی، سید محمود، ۱۴۱۵ھ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، دار الکتب العلمیہ
۳۔ ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن بن محمد، ۱۴۱۹ھ، تفسیر القرآن العظیم، ریاض، مکتبہ نزار
۴۔ ابن بابویہ (صدوق)، محمد بن علی، ۱۴۰۴ھ، کتاب من لایحضرہ الفقیہ، قم، دفتر انتشارات اسلامی
۵۔ ابن عاشور، محمد طاہر ۱۴۲۰ھ، تفسیر التحریر والتنویر، بیروت، التاریخ العربی
۶۔ ابن فارس، احمد ۱۴۰۴ھ، معجم مقاییس اللغۃ، قم، مکتب الاعلام الاسلامی
۷۔ ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، ۱۴۱۲ھ، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار احیاء التراث العربی

۸۔ابن منظور، محمد بن مکرم، ۱۴۱۴ھ، لسان العرب، دمشق، دار القلم

۹۔ابو حیان، محمد بن یوسف، ۱۴۲۰ھ، البحر المحیط فی التفسیر، بیروت، دار الفکر

۱۰۔اردبیلی، احمد بن محمد، ۱۴۰۳ھ، مجمع الفائدۃ والبرہان فی شرح ارشاد الاذھان، قم، دفتر انتشارات اسلامی

۱۱۔امام خمینی، سید روح اللہ ۱۳۶۳، تحریر الوسیلۃ، قم، اسماعیلیان

۱۲۔ ----۱۳۹۱، رسالہ توضیح المسائل، تہران، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی

۱۳۔بروجردی، سید ابراہیم ۱۳۶۶، تفسیر جامع، تہران، کتابخانہ صدر

۱۴۔جرجانی، ابو المحاسن، ۱۳۴۱، جلاء الاذہان وجلاء الاحزان، تہران، محدث ارموی

۱۵۔حر عاملی، محمد بن حسن، ۱۴۰۹، تفصیل وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعہ، قم، مؤسسہ آل البیتؑ

۱۶۔ حسینی شیرازی، سید محمد، بی تا، تقریب القرآن الی الاذہان، قم، ایمان

۱۷۔زحیلی، وہبہ، ۱۴۱۱ھ، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، دمشق، دار الفکر

۱۸۔ زمخشری، محمود بن عمر، ۱۴۰۷ھ، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، بیروت، دار الکتاب العربی

۱۹۔سابق سید، ۱۴۰۷ھ، فقہ السنہ، بیروت، بی نا

۲۰۔سبزواری، محمد، ۱۴۰۶ھ، الجدید فی تفسیر القرآن المجید، بیروت، دار التعارف

۲۱۔سید قطب، ۱۴۰۸ھ، فی ظلال القرآن، بیروت، دار الشروق

۲۲۔سیوطی، جلال الدین ۱۴۱۴ھ، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، بیروت، دار المعرفہ

۲۳۔شاہ عبد العظیمی، حسین، ۱۳۶۳، تفسیر اثنا عشری، تہران، میقات

۲۴۔صادقی تہرانی، محمد ۱۴۰۸ھ، الفرقان فی تفسیر القرآن بالقرآن والسنۃ، قم، فرہنگ اسلامی

۲۵۔طباطبائی، سید محمد حسین، ۱۴۱۷ھ، المیزان فی تفسیر القرآن، قم، دفتر انتشارات اسلامی

۲۶۔طباطبائی یزدی، سید محمد کاظم، بی تا، العروۃ الوثقی، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی

حجاب اور اس کی مشروعیت قرآن کی نظر میں

مولف: مولانا سید اطہر عباس رضوی الہ آبادی

لفظِ حجاب کا استعمال قرآنِ کریم میں سات مختلف مقامات پر ہوا ہے اور ان تمام موارد میں لفظِ حجاب ہر رخ سے کسی دوسری چیز کو دیکھنے سے مانع ہونے کے معنی میں ہے؛ البتہ ان موانع میں سے کچھ حسّی اور مادّی ہیں ور کچھ غیر حسّی اور معنوی ہیں۔ ہم ذیل میں ان تمام آیتوں کا ایک مختصر جائزہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں جو حجاب پر مشتمل ہیں:

۱۔ سورۂ ص، آیت ۳۲ : فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔[۱] ابن اثیر کے نزدیک حجاب سے مراد، افق ہے۔[۲] بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد خورشید کا پنہاں ہونا ہے، اور یہی اقوی ہے کیونکہ اس کی تائید امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے: قَالَ الْإِمَامُ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ سُلَيْمَانَ بن دَاوود عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ عَلَيْه ذَاتَ يَوم بِالْعَشِيِّ الْخَيْلُ فَاشْتَغَلَ بِالنَّظَرِ إِلَيْهَا حَتَّىٰ تَوارَتِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ۔[۳]

۲۔ سورۂ مریم، آیت ۱۷ " فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا"[۴] اس آیت میں مفسّرین کے نزدیک حجاب سے مراد دیوار[۵] ہے۔

۱۔ اس وقت جناب سلیمان نے فرمایا: میں ذکر خدا کی سربلندی کے لئے خیر و نیکی یعنی جہاد کے گھوڑوں کو دوست رکھتا ہوں یہاں تک کہ خورشید نگاہوں سے پنہاں ہوگیا۔

۲۔ ابن اثیر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر؛ مادّہ حجب

۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ، ج۱، ص ۲۰۲، بحار الانوار، ج۷۹، ص ۳۴۱۔

۴۔ اپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو ان کی جانب بھیجا جو ان کے سامنے ایک عادی مرد کی صورت میں نمایاں ہوا۔

۵۔ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، ج۷، ص ۱۰۲

۳۔ سورۂ احزاب، آیت ۵۳ " وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ "[۱] اس آیت میں (جو ازواج پیغمبر ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختص ہے) حجاب سے مراد پردہ جیسی کوئی چیز ہے جو ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے سے مانع ہو۔

۴۔ سورۂ اعراف، آیت ۴۶ "وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ"[۲]۔اس آیت میں بھی لفظ حجاب کو کوئی محسوس چیز سمجھا جاسکتا ہے جو دیدار سے مانع ہو۔

ان موارد کے بعد جن آیتوں میں بھی لفظ حجاب استعمال ہوا ہے وہاں پر حجاب سے مراد، معنوی اور غیر حسّی مانع اور پردہ ہے۔

۵۔ سورۂ شوری، آیت ۵۱" وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ"[۳] چونکہ خداوند متعال کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں ہے اس لئے مجازا اس کو پسِ پردہ گفتگو سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۶۔ سورۂ فصّلت، آیت ۵ "وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ "[۴] مفسرین کے بقول یہاں پر حجاب سے مراد، کفار کا پیغمبرؐ سے اختلاف اور دین میں آپ کی مخالفت کرنا ہے۔

۷۔ سورۂ اسراء، آیت ۴۵" وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا "[۵] یہاں پر حجاب سے مراد، کفار کا قرآن کے معانی و مطالب کو درک نہ کرنا ہے۔

ان تینوں مذکورہ بالا آیات میں قرآن کا مطلوب و مقصود جیسا کہ صاف نظر آرہا ہے یہ ہے کہ ان موارد میں لفظِ حجاب، پردہ یا کسی ایسی چیز کے معنی میں ہے جو دیدار سے مانع ہو۔

۱۔ اور جب ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ طلب کرو اور یہ بات تمہارے اور ان کے قلوب کے لئے زیادہ پاکیزہ تر ہے۔
۲۔ اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے۔
۳۔ اور کسی بشر کے لئے یہ بات موزوں نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر بذریعۂ وحی یا پھر پس پردہ۔
۴۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے لہٰذا تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔
۵۔ اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان پردہ ڈال دیتے ہیں۔

حجاب کے لغوی معنی

اہل لغت کی رو سے یہ لفظ بصورت متعدی اور پردہ میں قرار دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ابن درید کہتا ہے: ”حَجَبْتُ الشَّئَ..اِذَا سَتَرتُہ،وَالحِجَابُ:السِّترُ...اِحتَجَبَتِ الشَّمْسُ بِالحِجَابِ اِذَا تَسَتَّرَتْ فِیْہِ“۔[1]

حجاب اس پوشاک اور کپڑے کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر محیط ہوتا ہے اور اس کو ڈھانپ لیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حجاب کو پردہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔جب خورشید بادل میں چھپ جاتا ہے تو ایسے موقع پر عرب کہتے ہیں: ”اِحْتَجَبَتِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ“۔ فیومی اس لفظ کی یوں وضاحت کرتا ہے: حجب فعل متعدی ہے اور اس کا استعمال مانع ہونے کے معنی میں ہوتا ہے۔پردہ کو حجاب اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ دیکھنے سے مانع ہوتا ہے، اور دربان کو حاجب اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے افراد کو گھر میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اس لفظ کا استعمال در اصل جسمانی موانع میں ہوتا ہے لیکن بعض موارد میں اس کا استعمال معنوی موانع میں بھی ہوتا ہے۔[2]

کلام اہل لغت کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عربی زبان میں حجاب اس پوشاک، اور چادر وغیرہ کو کہتے ہیں جو پوشیدہ کی ہوئی چیز کو دیکھنے سے مانع ہو۔شہید مطہری قدس سرہ اس لفظ کے بارے میں اپنی لغوی تحقیقات کا نتیجہ اس طرح پیش کرتے ہیں:

لفظِ حجاب پہننے کے معنی میں بھی ہے اور پردہ و حاجب کے معنی میں بھی ہے اور یہ لفظ زیادہ تر پردہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔یہ لفظ اس پہلو سے پوشش کے مفہوم کی عکاسی کرتا ہے کہ پردہ، پردہ پوشی کا وسیلہ اور ذریعہ ہوتا ہے۔شائد یہ بات کہنا غلط نہ ہو کہ اصل لغت کی رو سے ہر پوشش حجاب نہیں ہے بلکہ وہ پوشش حجاب ہے جو پشت پردہ واقع ہونے کی راہ سے سمجھ میں آئے۔[3]

۱۔ محمد ابن درید، جمہرۃ اللغۃ، ذیل مادّۂ حجب

۲۔ احمد فیومی، مصباح المنیر، واژہ حجب: «حجبہ حجبا مِن باب قتل مِنہُ وَمِنْ ھقیل للستر حجاب لانہ یمنع المشاھدۃ وقیل للبواب حاجب لانہ یمنع من الدخول و الاصل فی الحجاب جسم حائل بین جسدین و قد استعمل فی المعانی.«. ...

۳۔ مرتضی مطہری، مجموعہ آثا، ج۱۹، ص ۴۳۰۔ ۴۲۹.

قرآن اور حدیث میں بھی اس لفظ کا استعمال کسی خاص معنی میں نہیں بلکہ اسی لغوی معنی میں ہوا ہے [۱]۔ چنانچہ قرآن کریم میں جناب سلیمان کی داستان میں غروب خورشید کی یوں توصیف کی گئی ہے: "حتی توارت بالحجاب" جیسا کہ مادی موانع میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ سورۂ شوری کی آیت ۵۱ اور سورہ احزاب کی آیت ۵۳ میں بھی لفظ حجاب کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر کو اپنے تحریر کردہ اصول حکمرانی میں فرماتے ہیں: "فَلَا تُطَوِّلَنَّ اِحۡتِجَابَكَ عَنۡ رَعِيَّتِكَ" یعنی دیکھو زیادہ دنوں تک خود کو اپنی رعایا سے پوشیدہ نہ رکھنا، بلکہ ان کے درمیان رہنا، مبادا حاجب و دربان تمہیں لوگوں سے جدا کردیں۔ [۲]

حجاب کے اصطلاحی معنی

عرفان اور طب جیسے علوم اور شائد دوسرے علوم میں بھی حجاب کی اپنی مخصوص اصطلاح ہے [۳]۔ لیکن موضوع بحث عنوان میں جو ایک فقہی مسئلہ ہے اس کے کوئی خاص معنی نہیں ہیں۔ یہ لفظ، فقہ میں اپنے اسی لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور کوئی جدید معنی اس کے لئے اختیار نہیں کئے گئے ہیں اور وہ معنی دو چیز کے درمیان حائل، پردہ سے عبارت ہے۔

عورت کی پوشاک اور چادر وغیرہ کے لئے لفظِ حجاب کا استعمال نسبتاً نئی اصطلاح ہے۔ پرانے دور میں اور خاص طور پر فقہائے عظام کی اصطلاح میں حجاب کی جگہ لفظِ ستر کا استعمال [جو کہ پوشش کے معنی میں ہے] شائع تھا۔ فقہائے عظام نے کتاب الصلواۃ [۴] اور کتاب النکاح [۵] میں اس تعلق سے گفتگو کرتے وقت لفظِ "حجاب" کی جگہ لفظ "ستر" استعمال کیا ہے۔

کاش یہ لفظ بدلتا نہیں اور ہمیشہ اسی لفظ ستر [پوشش] کا استعمال ہوتا، کیونکہ جیسا کہ عرض کیا لفظِ حجاب کا شائع مفہوم، پردہ ہے اور اگر ایک مخصوص قسم کی پوشاک اور پوشش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو پشت

۱۔ ابوالقاسم راغب اصفہانی، مفردات راغب، ذیل مادہ "حجب"
۲۔ مرتضی مطہری، سابق حوالہ، ج ۱۹، ص ۴۳۰۔
۳۔ ر.ک: علی اکبر دہخدا، لغتنامہ دہخدا، ذیل مادۂ حجاب
۴۔ ر.ک: حسن نجفی، جواہر الکلام، ج ۸، ص ۱۶۲-۱۷۵۔
۵۔ سابق حوالہ، ج ۲۹، ص ۷۵-۸۰۔

پردہ واقع ہونے کے لحاظ سے ہے، اور یہی امر باعث ہوا کہ بہت سے لوگ گمان کریں کہ اسلام چاہتا ہے کہ عورت ہمیشہ پشت پردہ اور گھر کی چہار دیواری میں رہے اور گھر کے باہر قدم نہ نکالے۔ اسلام میں عورت کا پردہ یہ ہے کہ عورت، مردوں کے ساتھ معاشرت میں اپنے بدن کو چھپائے اور تجمل وآرائش اور خود نمائی سے پرہیز کرے۔ چنانچہ اس موضوع سے مربوط آیات میں اسی معنی کا لحاظ کیا گیا ہے اور فقہائے عظام کے فتووں سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ حجاب سے مربوط آیتوں میں لفظِ حجاب کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ جو آیات اس بارے میں ہیں[آیات مبارکہ سورہائے نور واحزاب]، وہ آیات لفظِ حجاب کا ذکر کئے بغیر، پوشاک و پوشش [پردہ]اور زن و مرد کے معاشرتی اختلاط و ارتباط کے حدود و قیود کو بیان کرتی ہیں۔ ازواج پیغمبرؐ سے مخصوص ہے فقط ایک آیت ایسی ہے جس میں لفظ حجاب استعمال ہوا ہے :[۱] '' وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ''۔ آیت لفظِ حجاب پر مشتمل ضرور ہے لیکن آیت ازواج پیغمبرؐ کے حجاب کی گفتگو سے اجنبی اور بیگانہ ہے بلکہ یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب ان سے کوئی چیز مانگو تو تمہارے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل ہونی چاہیئے۔ ان کے روبرو جاکر اور بالمشافہہ ان سے کوئی چیز طلب نہ کرو۔

اس لفظ کے جدید اصطلاحی معنیٰ، اس پوشش و پوشاک اور لباس کے ہیں جسے عورت کو نامحرموں کے سامنے زیب تن کرنا چاہیئے اور تجمل وآرائش اور خود نمائی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس مقالہ میں بھی اسی اصطلاحی معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے، نہ کہ عورتوں کی پردہ نشینی کو کہ وہ محض خاتون خانہ بن کر گھروں کی چہار دیواری کے اندر رہیں۔ اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ حجاب اس مقدار میں ادیان ابراہیمیؑ کے مشترک احکام میں سے ایک ہے[۲] اور اسلام کے ضروری احکام کا ایک لازمی جز ہے اور اس بات پر تقریباً تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے۔

مذکورہ بالا ساتوں آیات میں جہاں حسّی اور غیر حسّی مانع کے طور پر لفظ حجاب کا استعمال ہوا ہے، وہ اس حکم شرعی سے علیحدہ اور جدا ہے جو ہمارا مطلوب اور مقصود ہے۔ وہ حکم شرعی جو ہمارا مطلوب و مقصود ہے وہ دوسری آیتوں کے ضمن میں اور حجاب کی تعبیر کے ماسوا نہایت بلیغ تعبیر کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کیونکہ

۱۔ مرتضیٰ مطہری، سابق حوالہ، ج ۱۹، ص ۴۳۰-۴۳۱۔
۲۔ محمد علی ایازی، فقہ پژوہی قرآنی، ص ۱۹۲-۱۹۴۔

جیسا کہ عرض کیا حجاب، مانع دیدار ہے اور اس کی روشن دلیل سورۂ احزاب کی آیت ۵۳ ہے جو مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ" جب ازواج پیغمبر ﷺ سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ طلب کرو" یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ ازواج پیغمبر کو نہ دیکھیں اور وہ ہر طرح سے ان کی دید سے پوشیدہ ہوں یہاں تک کی ان کی آنکھیں بھی معرض دید سے باہر ہوں، خلاصہ گھر کے باہر سے طلب کریں، جبکہ دیگر عورتوں کے لئے حجاب سے مراد اور مقصود قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ ان کے جسم کا ہر عضو بھی پوشیدہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کے حکمِ حجاب کو ہم دوسری آیتوں میں اس طرح ملاحظہ کرتے ہیں: " يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ "[احزاب/۵۹] اے پیغمبر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے جسموں سے نزدیک رکھیں۔اس کے علاوہ یہ آیت" وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ "[نور/۳۱] اور آشکارا نہ کریں اپنی زینتوں کو سوائے اس کے جواز خود ظاہر ہے، اور چاہئے کہ اپنی اوڑھنی کو اپنے گریبان پر ڈالیں۔

حجاب سے مربوط آیتوں کا تفصیلی جائزہ لینے سے پہلے حکمِ حجاب سے مربوط آیات میں استعمال شدہ کلیدی الفاظ کا ایک تحقیقی جائزہ:

ا۔ جلباب

کتب لغت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہل لغت نے اس لفظ کو صحیح طور پر نہیں پہچنوایا ہے۔ جلباب، جلابیب اور تجلبب[جلباب پہننا] کا استعمال متعدد بار امیر المومنین علی علیہ السلام کے خطبات، مکتوبات اور کلمات قصار میں ہوا ہے۔[خطبات ۱۸۳، ۱۵۳، ۸۷، ۶۶، ۴؛ مکتوبات ۶۵، ۱۹، ۱۰اور کلمۂ قصار ۱۲] اس کے علاوہ یہ لفظ متعدد بار روایات میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔روایات میں جہاں یہ لفظ دکھائی دیتا ہے ان میں سے ایک مورد حدیث عائشہ ہے: (وَكَانَ رَانِي[صفوان] قَبْلَ الحِجَابِ،فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِي،فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي) دوسرا مورد سنن دارمی باب مناسک میں نظر آتا ہے :[سَدَلَتْ اِحْدَانَاجِلبَابُهامِنْ رَاسِهَاعَلٰى وَجْهِهَا] اس کے علاوہ ایک اور مورد خطبۂ فدکیہ ہے(لَاثَتْ خُمَارُهَا عَلٰى رأْسِهَا وَاشْتَمَلَتْ بِجِلْبَابِهَا) اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جلباب کیا ہے؟ اور کس طرح کی پوشاک کو جلباب کہا جاتا ہے؟ جوہری لکھتا ہے: جلباب ملحفہ سے عبارت ہے، یعنی لحاف کمبل اور چادر وغیرہ۔ابن منظور لکھتا

ہے: جلباب قمیص ہے، ایسی پوشاک جو خمار اور اوڑھنی سے بڑی اور وسیع اور اور ردا سے کوتاہ ہوتی ہے، جس کے ذریعے عورت اپنے سر و سینہ کو چھپاتی ہے۔ بعض نے اس کو ملحفہ سے کوتاہ ایک کشادہ پوشاک سے تعبیر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتا ہے: جلباب لنگی اور چادر کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں جلباب ملحفہ ہے اور وہ مقنعہ کی طرح ہے جس کی مدد سے عورت اپنے سر و سینہ اور پشت کو چھپاتی ہے۔ فیومی مکتوب ابن فارس کے حوالے سے لکھتا ہے: جلباب ایسی پوشاک جس کی ذریعے عورت خود کو چھپاتی ہے[۱]، لیکن مکتوب ابن فارس کچھ اس طرح ہے: ابو عمرو کہتا ہے: جلبہ مانند کوہ ایک بادل ہے اور جلب بھی اسی طرح ہے اور اس کی مثال عربی کا یہ شعر ہے: وَلَسَتبجلب جلب ریح وقرۃ لا بصفا صلدعن الخیر معزل[۲] اور جلباب اسی سے مشتق ہے اور وہ پیراہن سے عبارت ہے اور اس کی جمع جلابیب آتی ہے۔

کلمات امیر المومنین علیہ السلام میں اس لفظ کے استعمال سے چند دوسرے نکات تک رسائی ہوتی ہے۔ پہلے ہمیں آپ کے کلام میں اس لفظ کے محل استعمال کو دیکھنا چاہیئے۔ مفرد، جمع اور فعل کی صورت میں اس لفظ کے مشتقات کلام امام علیہ السلام نو جگہ ذکر ہوئے ہیں جن کی پہلے بھی نشان دہی کی جا چکی ہے۔ ہم یہاں پر شدّت اختصار کی بنا پر کلام امام کے شواہدی نمونوں کو قلم انداز کرتے ہوئے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہیں:

کلام امام میں اس لفظ کے موارد استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ جلباب اور جلباب پہننا، یہ استعمال تمامی موارد میں بطور مجاز ہے لیکن اس کے استعمال کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے اس سے چند نکات اخذ کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ جلباب وہ پوشاک ہے جس کو تمام پوشاکوں کے اوپر پہن سکتے ہیں۔ ۲ جلباب وہ پوشاک ہے جو پورے بدن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ۳ جلباب، مقنعہ اور خمار کی طرح خاص طور پر عورتوں سے مخصوص پوشاک نہیں ہے۔ بلکہ یہ پوشاک تقریباً کام کے لباس اور پوشاک کی طرح ہے جو گردن سے لے کر پیر تک پورے بدن کو حاوی و شامل ہوتی ہے اور مرد اور عورتیں کام کے وقت اس کو زیب تن کرتے ہیں۔ کیونکہ فقرات ۱، ۲، ۴، ۶، ۸ میں مخاطب یا ان کی خبر دینے والے سب مرد ہیں۔ واضح ہے کہ اگر جلباب عورتوں سے

۱۔ فیومی، المصباح المنیر، مادہ جلبب
۲۔ بیت تابط شراً (لسان العرب، مادہ جلب)

مخصوص کوئی لباس ہوتا تو اس کا استعمال مردوں کے تعلق سے کبھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرد سے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اپنے سر پر تقوی کی چادر ڈالو۔

اب ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ اس تعلق سے مفسرین کیا کہتے ہیں: شیخ طوسی ابن عباس اور مجاہد سے نقل کرتے ہیں: جلباب، عورت کی اوڑھنی ہے اور جلباب وہ مقنعہ ہے جس کے ذریعے گھر سے باہر نکلتے وقت عورت اپنے سر اور پیشانی کو چھپاتی ہے، اور حسن کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جلابیب وہ کپڑا ہے جس کے ذریعے عورت اپنے چہرے کو ڈھانپتی ہے[1] طبرسی نے مجمع البیان میں پہلے جیسا احتمال پیش کیا ہے، لیکن اس آیت کا سورہ نور کی ۲۱ویں آیت سے موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خمار جلباب کے علاوہ کوئی اور پوشاک اور لباس ہے۔ان دو مفسرین کے مقابلے قرطبّی نے لکھا ہے کہ: جلابیب جمعِ جلباب، خمار یعنی اوڑھنی سے بڑی ایک پوشاک ہے، ابن عباس اور ابن مسعود کے بقول وہ ردا ہے اور مقنعہ سے بھی تعبیر کیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ جلباب وہ پوشاک ہے جو پورا بدن کو ڈھانپ سکے۔[2] محمد غوث مؤلف نثر المرجان نے بھی مبرّد سے اس جیسی تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ ایسی پوشاک ہے جو تمام بدن کو ڈھانپ لے بالکل لحاف اور چادر وغیرہ کی طرح۔[3] علامہ طباطبائی لکھتے ہیں: جلابیب جلباب کی جمع ہے اور وہ ایسی پوشاک ہے جس کو عورت اپنے بدن پر ڈالتی ہے اور اس کے اندر اس کا سارا بدن چھپ جاتا ہے، یا خمار ہے جس سے عورت اپنے سر و صورت کو چھپاتی ہے۔[4]

مندرجہ بالا باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جلباب کو خمار، مقنعہ یا نصف بدن کو چھپانے والی پوشاک سے تعبیر کرنا ایک طرح کی سہل انگاری ہے اور اس کی درست تعریف وہی پوشاک یا لباس کے اوپر کی ایک اور پوشاک ہے جو پورے بدن کا احاطہ کرتی ہو۔

۱۔ طوسی، التبیان، ۳۲۷/۸،
۲۔ قرطبّی، الجامع لاحکام القرآن، ذیل تفسیر آیت ۵۹ سورہ احزاب
۳۔ نثر المرجان، چاپ سنگی، ۴۳۵/۵۔
۴۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان ۳۳۹/۱۶۔

۲۔"یدنین" سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جلباب ایک ایسی پوشاک تھی جو آگے سے کھلی ہوتی تھی، اسی لئے آیت میں جلباب کے دونوں گوشوں کو باہم نزدیک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لفظ سے یہ بھی استفادہ ہوتا ہے کہ یہ کام عورتوں کو کسی ناپسندیدگی اور انزجار کے بغیر شوق و رغبت کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔

۳۔خمار

خمار، جلباب کے برخلاف سر کو ڈھانپنے والا کپڑے کا ٹکڑا ہے۔ اسلامی اور دور جاہلی کے شاعروں نے اسی معنی میں اس کا استعمال کیا ہے۔ مصلحت اختصار کے پیش نظر اس کے شواہد استعمال کو قلم انداز کیا جارہا ہے۔ تخمیر یعنی سر یا صورت کا خمار سے پوشیدہ کرنا۔ حدیث کا یہ فقرہ: "فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي" اس بات کا منھ بولتا ثبوت ہے۔[۱]

۴۔جیب

جیب، اس کی جمع جیوب آتی ہے اور یہ گریبان کے معنی میں ہے۔ بطور مفرد اس لفظ کا استعمال پہلی بار سورۂ نمل کی آیت ۱۲ میں اور دوسری بار سورۂ قصص کی آیت ۲۲ میں اور بطور جمع سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں ہوا۔

ان تمام توضیحات اور سورۂ نور واحزاب، اور دوسری آیات کے موارد استعمال میں غور و فکر نیز نہج البلاغہ، خطبۂ فدکیہ اور اسلامی و جاہلی دور کے شاعروں کے شعر کا مطالعہ کرنے سے چند باتیں روشن ہوتی ہیں:

۱۔ خمار اور جلباب دونوں ایک نہیں ہیں۔ خمار سر کو ڈھانپنے کیلئے اور جلباب ظاہراً گردن سے لے کر پیر تک پورے بدن کو ڈھانپنے والی پوشاک ہے اگرچہ سر کے اوپر سے بھی اس کو پہن سکتے ہیں۔ ۲۔ جلباب ایسی پوشاک تھی جو آگے سے کھلی ہوتی تھی۔ حکم حجاب آنے کے بعد مسلمان عورتوں کو اس کے دونوں گوشوں کو باہم چسپاں اور نزدیک کرنے کا حکم دیا گیا۔ خمار کافی لمبی چوڑی پوشاک تھی کیونکہ مسلمانوں عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کو اپنے گریبانوں تک لائیں اور سینہ و گردن کا پردہ کریں۔

۱۔ بخاری، المغازی، ۱۴۹/۵

حکم حجاب کا اجمالی جائزہ از روئے قرآن

مسئلہ حجاب کا ذکر خصوصیت کے ساتھ قرآن کے دو سوروں میں ہوا ہے۔ پہلے یہ مسئلہ اجمالی طور پر سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں اور پھر سورۂ نور کی ۳۰ویں اور ۳۱ویں آیت میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے : يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيماً اے پیغمبر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادروں کو اپنے سروں کے اوپر سے اپنے جسموں پر لٹکالیا کریں کیونکہ یہ طریقہ ان کی شناخت سے قریب تر ہے [کہ لوگ انھیں عفیفہ و پاکدامن سمجھیں گے]اور اس طرح وہ اذیت وآزار سے محفوظ رہیں گی۔

لغویین اور مفسّرین کا اتفاق ہے کہ ” ادنائے جلباب “کے معنی میں چہرہ کا چھپانا لازمی طور پر داخل ہے۔چنانچہ علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف، ج۲،ص ۲۲۱ میں لکھا ہے :مَعنَی يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ يرخِينُها عَلَيْهِنَّ وَيَغطِين بِهَا وَجُوهَهُنَّ۔بحوالہ کتاب اثبات پردہ مؤلف آیت اللہ علی نقی قدس سرہ

اسی طرح خطیب شیرینی نے سراج منیر ص ۲۵۵ میں لکھا ہے :

”يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ “ کا مطلب ہے کہ اپنے تمام چہروں اور جسموں کو چھپالیں اور کوئی جزو ان میں کا کھلا ہوا نہ چھوڑیں۔ بحوالۂ کتاب اثبات پردہ، ص ۳۶۔اس کے بعد ذرا تفصیل کے ساتھ سورۂ نور کی آیت ۳۰ اور ۳۱ میں ارشاد ہوتا ہے : ” قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ،وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“ اے پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں

کی حفاظت کریں کیونکہ اسی میں زیادہ پاکیزگی ہے اور اللہ ان کے اعمال و افعال سے بخوبی آگاہ ہے۔اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھا کریں اور اپنی زینتوں کو اپنے شوہروں ، باپ داداؤں ، شوہروں کے باپ داداؤں ، اپنے بیٹوں، اپنے شوہروں کے بیٹوں ، اپنے بھائیوں ، اپنے بھائیوں کے بیٹوں ، اپنی بہنوں کے بیٹوں ، اپنی جیسی دوسری عورتوں ، اپنے غلاموں اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کے لئے کوئی خواہش اور رغبت نہ پائی جاتی ہو اور وہ بچے جو عورتوں کی چھپانے کی چیزوں سے ناواقف ہیں اور ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں [یعنی جنسی شعور نہیں رکھتے ہیں] ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور ہر گز زمین پر اپنے پیروں کو مارتے ہوئے نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا دوسروں کو علم ہو جائے۔اے مؤمنو! سب کے سب، مرد ہو کہ عورت، خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو شائد کہ فلاح پا جاؤ۔اس کے بعد آگے ارشاد ہوتا ہے اور جو عورتیں ازکار افتادہ ہیں اور نکاح سے مایوس ہو چکی ہیں اگر وہ اپنا حجابی لباس اتار کر رکھ دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ وہ اپنی زینت کو آشکار نہ کریں اور عفاف و پاکی کا راستہ اختیار کرنا ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔سورۂ نور کی آیت ۳۰ " قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ .. " کی شان نزول کے تعلق سے جناب کلینی اپنی سند کے ساتھ سعد اسکافی سے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک انصاری جوان، شہرِ مدینہ میں ایک عورت سے روبرو ہوا۔اس وقت عورتوں کے سر کے ڈھکنے کا طریقہ کچھ اس طرح کا ہوتا تھا کہ ان کے کان نمایاں رہتے تھے۔جب عورت اس جوان کے پاس سے گزری تو جوان نے اپنے سر کو موڑا اور اسی پوزیشن میں چلتے ہوئے اس کے حسن کا دیدار کرتا رہا اور اسی عالم میں گلی میں داخل ہوا، نتیجہ یہ نکلا کہ سامنے نہ دیکھنے کی وجہ سے اس کا چہرہ ایک ہڈی یا کسی تیز دھار چیز سے ٹکرایا جو دیوار سے باہر نکلی ہوئی تھی اور زخمی ہو گیا۔جب وہ عورت اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تب کہیں جا کر اس کو ہوش آیا اور جب ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا بدن اور لباس خون خون ہو گیا ہے۔اس وقت اس نے کہا خدا کی قسم میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا اور آپ کو حقیقت حال سے باخبر کروں گا۔جب وہ رسول خداؐ کی خدمت میں پہونچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی احوال پرسی کی اور اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔اس کے بعد جبرئیل امین یہ آیت لے

کر نازل ہوئے "قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ[1] "

سیوطی نے بھی اس شان نزول کو ابن مردویہ سے نقل کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔[2] اس شان نزول سے استنباط کیا جاسکتا ہے کہ حجاب کی تشریع اور نظر کی حد بیان کرنے کے تعلق سے سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات یہی سورۂ نور کی آیات ہیں۔ اس آیت سے علمائے کرام اور آیات عظام نے حذف متعلق کی بنا پر افادۂ عموم کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سر سے لے کر پیر تک پورے جسم کا پردہ واجب ہے۔

تاریخی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیتوں کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں نے حجاب کے تعلق سے مختلف رویہ اختیار کیا اور ان آیتوں کے سننے کے ساتھ عورتیں حجاب کی کیفیت میں تبدیلی کی ضرورت سے روشناس ہوئیں، چنانچہ اسی وجہ سے ان آیات کے نزول کے بعد عورتیں اجتماعی پروگراموں میں مختلف حجابی پوشاکوں کے ساتھ حاضر ہونے لگیں۔ بطور مثال ملاحظہ ہو طبری [۲۲۴۔۳۱۰ھ] کی یہ حدیث جس کو اس نے اپنی تفسیر میں جگہ دی ہے: عَن عَائِشَةَ زَوجِ النَّبِی ﷺ انها قَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ النِّسَاءَ المُهَاجِرَاتِ لما أَنْزَلَ اللهُ "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ... شَقَقْنَ اكثف مُرُوطهُنَّ فَاَخْتمِرْنَ بِه[3] یعنی حکم حجاب کے نازل ہونے کے بعد مہاجر خواتین نے اپنی ضخیم ترین پشمی چادر یا پوشاک وغیرہ کو کاٹ کر اس سے اپنے سر و گردن کا پردہ کیا۔

سیوطی [۹۱۱۔۸۴۹ھ] بھی اپنی سند کے ساتھ ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ آیت "يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ" کے نزول کے بعد انصار کی عورتیں کالی پوشاک پہن کر اپنے گھروں سے باہر نکلتی تھیں، انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے ان کے سر پر کوّا بیٹھا ہوا ہے۔[4] سیوطی کے بقول یہ بات سورۂ نور کی

۱۔ محمد کلینی، کافی، ج۵، ص۵۲۱:

۲۔ منقول از محمد حسین طباطبائی، المیزان، ج۱۵، ص۱۱۶ور ک: فتح القدیر، ج۴، ص۲۳

۳۔ ابن جریر طبری، ابن جریر، جامع البیان، ج۹، ص۳۰۶: «المرطب الکسر واحد المروط وهی أکسیه من صوف اوخز کان یؤتزر بها».
ور.ک: اسماعیل جوہری، صحاح جوہری

۴۔ ما نزلت هذه الآیة «یدنین علیهن من جلابیبهن "خرج نِسَاءُ الأنصار كأنَّ على رُؤُسِهِنَّ الغرباء من أكسية سود يلبسنها" (جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، ج۵، ص۲۲۱)

آیت "وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ" کے ذیل میں بھی روائی مجموعوں میں نقل ہوئی ہے۔[۱] ایک دوسری جگہ موجود ہے کہ حضرت عائشہ کے سامنے زنان قریش کی برتری کی بات چھڑ گئی، اس وقت انھوں نے کہا بیشک زنان قریش فضیلتوں کی مالک ہیں لیکن خدا کی قسم میں نے کتاب خدا کی پابندی اور قرآن پر ایمان کے تعلق سے انصار کی خواتین سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ جب آیت "وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ" نازل ہوئی اور مردوں نے یہ آیت گھروں میں اپنی عورتوں کو سنائی اس کے بعد ان عورتوں میں سے ہر ایک نے اپنے لباس سے اپنے سر و گردن اور چہرے کے کناروں کا پردہ کیا۔ جب وہ صبح کی نماز میں رسولخدا ﷺ کی اقتدا میں نماز کے لئے کھڑی ہوتی تھیں تو اپنے سر و گردن کو چھپا کر کھڑی ہوتی تھیں، انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے ان کے سروں پر کوا بیٹھا ہوا ہے۔[۲]

گزشتہ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان آیتوں کے نزول کے بعد، اجتماع میں اور نامحرموں کے درمیان عورتوں کے حضور کی کیفیت میں تجدید نظر کی ضرورت کے قائل تھے۔

فقہائے عظام اور مفسرین کرام نے بھی ان آیتوں سے نامحرم مردوں کے سامنے عورتوں کے لئے ایک خاص قسم کی پوشاک کی ضرورت پر زور دیا ہے۔[۳] اور اس کو واجب جانا ہے۔

سورہ نور کی ۳۰ویں اور ۳۱ویں اور سورۂ احزاب کی ۵۳ویں آیت کی دلالت کے حدود کے تعلق سے بھی علمائے کرام اور مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

ان دو آیات کریمہ میں استعمال شدہ الفاظ کے معانی اور زبان عرب اور دور مرسل اعظمؐ کے مسلمانوں کی عرف میں ان الفاظ کے طریقہ استعال کا جائزہ لینے کے بعد بخوبی پتہ چلتا ہے کہ از روئے قرآن حجاب کے وجوب میں کسی کو بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے، بلکہ اس بات پر تمام علمائے کرام اور دانشوران اسلام بلکہ

۱۔ جلال الدین سیوطی، درالمنثور، ج ۵، ص ۴۲، "أخرج البخاری وأبو داود والنسائی وابن جریر ابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردویه والبیهقی في سننه عن عائشة قَالَتْ: رَحِمَ اللهُ نساءَ المهاجِراتِ الاُوَلِ لِمَا أُنزَلَ اللهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ أَخَذَ النِساءُ اَزْرَهُنَّ فشققنها مِنْ قَبلَ الْحَواشِي فَاخْتَمَرنِ بِها۔"

۲۔ جلال الدین سیوطی، درالمنثور، ج ۵، ص ۴۲۔ موجودہ تحقیق کی روشنی میں یہ مطالب تشیع کی کتب روائی میں نہیں ملے

۳۔ ر. ک: ابوبکر جصاص، احکام القران، ج ۳، ص ۳۱۵ - ۳۱۹ و ۳۶۹ - ۳۷۲؛ سعید راوندی، فقہ القران، ج ۲، ص ۱۲۷ - ۱۳۰؛ فاضل مقداد، کنزالعرفان، ج ۲، ص ۲۲۰-۲۲۴ واحمد اردبیلی، زبدہ البیان، ج ۲، ص ۶۸۴ - ۶۹۹.

مؤمنین و مسلمین کا اتفاق ہے۔البتہ اس کے حدود میں اختلاف ضرور ہے، لیکن اس سے اصل حجاب پر کوئی ضرب نہیں پڑتی ہے ۔بعض علمائے اسلام آیات حجاب اور حجاب سے مربوط روایات کی رو سے وجہ و کفین۔چہرہ اور ہاتھوں ۔کو مستثنی کئے بغیر سر سے پیر تک پورے جسم کا پردہ واجب جانتے ہیں۔اس تعلق سے ہمارے ہندوستان کے دو آیات عظام جناب سید باقر صاحب طاب ثراہ اور جناب سید العلما علی نقی عرف نقن صاحب طاب ثراہ قابل ذکر ہیں ۔اس بات کے اثبات کے لئے اول الذکر نے اسدالرغاب نامی اور آخر الذکر نے اثبات پردہ نامی مستقل کتاب لکھی ہے۔دونوں نے اس کتاب میں بالعموم اور دلیلوں کو استثناء کئے بغیر پورے جسم کے پردہ کو واجب جانا ہے اور اس طرح سے یہ کتابیں دونوں کی اجتہادی کتابیں شمار ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ علمائے کرام اور فقیہان ذوی الاحترام کا دوسرا گروہ ہے جو وجہ و کفین [چہرہ اور ہاتھوں] کے استثناء کے ساتھ پردہ کے وجوب کا قائل ہے۔جو علمائے کرام عمومیت کے ساتھ وجوب حجاب کے قائل ہیں وہ آیۂ '' غضّ بصر '' کو اپنا مستند قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں حذف متعلق افادۂ عموم کرتا ہے ۔یہ بات اگرچہ اپنی جگہ صحیح ہے اور کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے حتی وہ گروہ بھی جو وجہ و کفین کے استثناء کے ساتھ وجوب حجاب کا قائل ہے لیکن وہ گروہ آیۂ '' قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اَلخ '' کے عموم کیلئے آیۂ '' وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا '' میں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا، کو مخصّص و مقید مانتا ہے۔ ان کے نزدیک '' اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا '' کی تخصیص مانع افادۂ عموم ہے۔خلاصہ ہر طرح سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حجاب کا وجوب قرآن و حدیث اور سیرۂ زنان مسلمین کی رو سے ایک ناقابل انکار حقیقت ہے،البتہ حدود حجاب میں کہ کتنا پردہ واجب اور کتنا واجب نہیں ہے اس میں علمائے اسلام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حجاب کے سماجی قبول عام کے اسباب، قرآن کے معاشرتی نظام کی رو سے
(طریقہ، مواد، عوامل)

گروہ مولفین: فاضل حسامی، محمد یاسین بصیرت

مترجم: مولانا منہال حسین

تلخیص مقدمہ

سماجیات کی رو سے انسان ہمیشہ اپنے اعمال و کردار میں آئیڈیل کا پیرو ہوتا ہے، انسانی رفتار و کردار کے آئیڈیل ہمیشہ سماج پر حاکم نظام کے مطابق افراد جامعہ کے سپرد ہوتے ہیں اور افراد جامعہ انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنا کر ان کے اعمال و افعال کی تقلید کرتے ہیں اور اسکی پابندی کی کوشش کرتے ہیں، انہیں اعمال و افعال میں سے ایک حجاب ہے، اسلامی سماج میں حجاب حقیقت میں ایک قسم کا لباس ہے، اس لباس کو سماج میں عام کرنے اور افراد جامعہ کو اس کا پابند بنانے کے لئے منصوبہ اور حکمت عملی کی ضرورت ہے، جب ہم بہترین حکمت عملی کے ذریعہ حجاب کے لئے سماج کے افراد کو قانع کردیں گے تب اس کے آثار و فوائد ہمارے لئے آشکار ہوں گے اور ہم اسے سماج کا حصہ بنا کر اسے عام کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

حجاب بھی دیگر امور کی طرح سماج میں داخل ہونے اور مقبولیت پانے تک مختلف نشیب وفراز اور مراحل سے گذرتا ہے، اسلامی آئیڈیالوجی کے مطابق قرآن کریم حجاب کو عام کرنے کا منفرد ذریعہ ہے، جب سماج میں رہنے کے لئے عورتوں کی جانب سے حجاب کی رعایت قانونی ہو جائے گی اور اس حجاب کے ذریعہ محرم و نامحرم کے درمیان فاصلہ کی پوری وضاحت ہو جائے گی، اس وقت قرآن کے اجتماعی نظام کے مطابق حجاب کو سماج میں عام کرنے کا فائدہ واضح ہوگا، پس جب قرآنی دستور العمل کے مطابق حجاب سماج کا حصہ بن جائے گا اس وقت اسے ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے اور انہیں قانع کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی، اس ہدف کی تحصیل کے لئے ہم نے اس امر میں دخیل روش، محتوا اور عوامل کے سلسلہ میں تحقیق کی ہے،

بطور روش ہم نے اہل بیت علیہم السلام کی مثال پیش کی ہے اور محتوا کے عنوان سے قرآن مجید کو اور عوامل و اسباب کے عنوان سے خانوادہ اور قرآن مجید سے حجاب پر مشتمل آیتوں کو پیش کیا ہے۔

۱۔ مفہومی دائرہ عمل

۱۔۱۔ لغت میں حجاب کے معنی ہیں: کسی چیز تک پہنچنے سے روکنا[۱] اور چھپانے کے ہیں [۲] فقہی اعتبار سے اس کا معنی ستر اور ساتر یعنی عورت کا اپنے آپ کو نامحرموں کی دید سے چھپانا ہے لیکن اس مقام پر حجاب کا معنی اسلامی لباس ہے جس کے ذریعہ عورت اپنے بدن کو نامحرموں کی دید سے دور رکھتی ہے اور اسے خودنمائی کی اجازت نہیں ہوتی، جب یہ دونوں چیزیں اکٹھا ہوتی ہیں تو حجاب کامل ہوتا ہے۔

۱۔ ۲۔ نظام اور نظام اجتماعی

نظام کلمہ نظم سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے: ایک ایسا مجموعہ جس کے تمام افراد کے درمیان زبردست رابطہ پایا جاتا ہو، [۳] یہی وہ نظام ہے جو افعال و کردار کو پوری طرح کنٹرول کرتا ہے اور پھر جب ثقافت ایسے نظام کے کنٹرول میں آتی ہے تو وہ پروان چڑھتی ہے۔ [۴]

قرآن کریم کی نظر میں وہی نظام قابل قبول ہے جو قرآنی ثقافت سے متاثر ہو، اس لئے کہ قرآنی نظام میں حرکت اور سعی و کوشش ہمیشہ سعادت و خوشبختی کی راہ میں ہوتی ہے، افراد جامعہ کا رابطہ خدا سے اٹوٹ ہوتا ہے، اس پر ایمان رکھتے ہیں، آیۃ اللہ شہید صدر علیہ الرحمہ قرآنی سماج میں انسان کے چار رابطے بیان

۱۔ راغب اصفہانی، ۱۴۱۲ق، ص ۲۱۹

۲۔ ابن منظور، ۱۴۱۴ق، ج ۱، ص ۲۹۸

۳۔ آگبرن ومایر، ۱۳۵۷، ص ۲۶۳

۴۔ روشہ، ۱۳۷۶، ص ۲۳۰، ریتزر، ۱۳۷۴، ص ۱۳۸

کرتے ہیں؛ انسان کا خود اپنی ذات سے رابطہ، طبیعت سے رابطہ، دیگر انسانوں کے کے ساتھ رابطہ اور خدا کے ساتھ رابطہ اور خدا سے رابطہ از باب استخلاف ہے جس کا اثر بقیہ تینوں روابط میں پایا جاتا ہے۔[1]

ا۔۳۔ سماجی کاری

سماجی کاری حقیقت میں ایک ایسا نظام ہے جس میں ثقافتی طور طریقے بچوں میں منتقل کئے جاتے ہیں تاکہ وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے بعد رشید اور ہوشیار ہو جائیں، یہی وہ سسٹم ہے جس کے ذریعہ اقدار کو دوسری نسلوں تک منتقل کیا جاتا ہے اور ثقافتوں کی حفاظت ہوتی ہے۔[2]

۲۔ حجاب کو سماج میں عام کرنے کے طریقے

اگر حجاب کو سماج میں عام کرنا ہو تو اس کے دو طریقہ ہیں؛ آشکار اور پنہاں

آشکار طریقہ یہ ہے کہ حجاب کو کھلم کھلا دلیل و برہان کے ذریعہ پیش کیا جائے، تقلید، تلقین اور تعلیم، آشکار روش کے بہترین نمونے ہیں جن کے ذریعہ حجاب کو عام کیا جاسکتا ہے، لیکن حجاب کو عام کرنے کا پنہاں طریقہ غیر مستقیم ہے، اس روش کے مطابق سماج کے افراد کے لئے ایسے شرائط اور حالات فراہم کئے جاتے ہیں کہ وہ خود حجاب کو سمجھنے اور قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔[3]

۳۔ مرجع گروہ سے تاثیر پذیری کے طریقے

جامعہ شناسی یا سوشیالوجی میں مفہوم گروہ مرجع کی تعریف تین طرح سے بیان کی جاتی ہے؛

ا۔ ایسا گروہ جو مقائسہ کے لئے معیار سمجھا جاتا ہے

۲۔ ایسا گروہ جس میں عام لوگ شامل ہونا چاہتے ہوں

ا۔ صدر، ۱۳۸۱، ص ۱۳۳۔۱۳۵

۲۔ گیدنز، ۱۳۸۵، ص ۸۶

۳۔ ریتزر، ۱۳۷۴، ص ۱۴۷

۳۔ وہ گروہ جس کے اعمال دیگر لوگوں کے آئیڈیل ہوں۔[۱]

تیسری تعریف ہمارے لئے مورد بحث ہے اس لئے کہ یہ گروہ سماج کے لئے آئیڈیل ہے اور اسکی بہتر تشکیل میں کافی مددگار ہوتا ہے لہٰذا سماج کو حجاب کی جانب راغب کرنے کے لئے قرآن کریم کے مورد نظر گروہ مرجع کو عام لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ بآسانی قبول کرسکیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے گروہ فرد اور سماج کی بہتری میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، قرآن مجید کے مورد نظر گروہ مرجع یعنی اہل بیت علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں جن کے اعمال و کردار آئیڈیل ہیں اور حجاب کو ان کی مدد سے سماج میں عام کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ قرآن مجید کی نظر میں سماج کو حجاب کی جانب راغب کرنے کا محتوا

سماجیات کا اصلی جوہر ثقافت اور فرہنگ ہے کہ جس کا ایک حصہ اسلافی عقائد اور وہ اقدار ہیں جو ان سے وابستہ ہوتے ہیں۔[۲] اس حساب سے فرہنگ حقیقت میں عقائد، اقدار اور معیارات کا مرکب ہوتا ہے لہٰذا وہ ایک خاص برنامہ کے تحت سماج کے نظام، افعال اور آثار کو کنٹرول کرتا ہے، قرآنی ثقافت کے مطابق جب سماج حجاب کو اہمیت دیتا ہے تو خود بخود افراد جامعہ اسے قبول کرنے پر آمادہ ہونے لگتے ہیں اور اس طرح حجاب سماج کے بنیادی عناصر میں شامل ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ سلامتی کی جانب بڑھنے لگتا ہے اور یہ سلسلہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہوتا ہے۔

حجاب کے سلسلہ میں قرآن مجید کی تعلیمات فطرت الٰہی سے ہم آہنگ ہونے کی بناپر سماج کے جس فرد کے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ حجاب کو اپنی باطنی ضرورت کے مطابق پاتا ہے اور اسے قبول کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے اگرچہ عقل سلیم اور فطرت پاکیزہ اسے قبول کرنے کی راہ میں سب سے پہلی شرط ہے۔

۱۔ صدیق سروستانی وہاشمی، ۱۳۸۱، ص ۱۵۹
۲۔ گولد، ۱۳۸۴، ص ۶۲۹

۵۔ معاشرہ سازی میں حجاب پر فرہنگی عقیدہ

عقائد کسی بھی فرہنگ اور ثقافت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں، فرہنگ سے وابستہ عقائد وہ عناصر ہوتے ہیں کہ جن سے صحیح راستہ انتخاب کرنے میں مدد لیا جاتا ہے۔[1]

اجتماعی نظام میں فرہنگ سے وابستہ عقائد کا بڑا مقام ہوتا ہے یا ایران کے ماہر الٰہیات جناب باہنر کے بیان کے مطابق؛ اجتماعی نظام عقائد پر قائم اور استوار ہوتا ہے۔[2]

قرآن مجید کے اجتماعی نظام میں حجاب انہیں عقائد کا ایک حصہ ہے، جس کا انحصار سماج کے لوگوں کے ایمان اور پاکیزگی پر ہوتا ہے۔[3] مذکورہ آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سماج حجاب کو قبول کرلیتا ہے تو اجتماعی نظام صاف ستھرا اور جاہلی رسم و رواج سے پاکیزہ ہو جاتا ہے اور یہ امر اسی وقت محقق ہوتا ہے جب سماج دل کی گہرائیوں سے اسے قبول کرلے، سماج کی پاکیزگی اور اس کی جانب سے حجاب کو تسلیم کرنے کے درمیان رابطہ اس طرح ہے کہ الٰہی سماج میں لوگ خدا کو مد نظر قرار دیتے ہیں اور حجاب پر اس لئے پورا ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ان کا محافظ ہے اسی لئے وہ اہل بیت علیہم السلام کو اپنا آئیڈیل بناتے ہیں اور اسطرح ایک سماج پوری طرح حجاب کے سامنے تسلیم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ کا مخاطب اہل بیت علیہم السلام ہیں لیکن یہ سفارش عام مسلمان عورتوں کو بھی شامل ہے اس لئے کہ اگر حفظ حرمت کے لئے اہل بیت علیہم السلام کو حجاب کی سفارش کی گئی ہے تو ان کے مقابلے میں عام لوگ بدرجہ اولیٰ اس کے مخاطب ہیں اور ان پر حجاب واجب ہے۔

۶۔ حجاب سماج کے لئے فرہنگی اقدار کی حیثیت سے

اقدار فرہنگ کا ایک اہم عنصر ہے، لہٰذا اقدار کا فرہنگ کے عقائد کے ساتھ مرتبط ہونا اور انکے لئے مناسب ہونا بہت ضروری ہے[4] حجاب فرہنگی اقدار کا حصہ اور اسلامی ثقافت کا جزء لاینفک ہے، اقدار کی رو سے سماج کا

---

۱ یونسکو، ۱۳۷۹، ص ۲۸۸
۲ باہنر، ۱۳۶۱، ص ۶
۳ سورہ احزاب، ۳۳، نور ۳۱
۴۔ مندراس، ۱۳۸۴، ص ۱۶۳

حجاب کو تسلیم کرنا حقیقت میں وحی اور خدا کی جانب سے پیغمبر اکرم ﷺ کو دی ہوئی تعلیمات کی بنا پر ہے، پس اگر وہ تعلیمات اور اقدار سماج میں نافذ ہو جائیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ سماج سعادتمند ہو جائے گا، لہٰذا اسے اہمیت دینا اور اس کو اپنانا بہت ضروری ہے، جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید میں حجاب کے سلسلہ میں فرماتا ہے: اے رسول! اپنی ازواج، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ چادر سے اپنے آپ کو چھپائیں، تاکہ وہ اس کی مدد سے عفت و پاکدامنی سے نزدیک رہ سکیں، اور انہیں کوئی اذیت نہ دے سکے بے شک خدا بہت بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

علامہ طباطبائی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حجاب کا فلسفہ یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ صاحب حجاب عفیف ہے تاکہ اسے کوئی پریشان نہ کرنے پائے، مخصوصا اہل فسق ان سے نزدیک نہ ہونے پائیں، اس کے علاوہ دنیا والوں کو بھی یہ پیغام پہنچ جائے کہ عورتیں پوری طرح آزاد ہیں۔[2]

مذکورہ آیت کی تفسیر کے پیش نظر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حجاب سماج میں نفسیاتی سکون ڈالتا ہے اور اجتماعی طور پر فساد کے عام ہونے کو روکتا ہے، عورتیں حجاب میں سماج میں حاضر ہو سکتی ہیں، کام کاج میں مشغول ہو سکتی ہیں لہٰذا حجاب حقیقت میں سماج کی عفت میں عورتوں کا زبردست محافظ ہے[3]

اس تفسیر سے ایک بات یہ بھی روشن ہوتی ہے کہ سماج میں حجاب اس طرح عام ہو جائے کہ دنیا محجبہ عورتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور حجاب کے ساتھ عورتوں کا وقار دوبالا ہو جائے اور جو بیمار دل ہیں وہ مایوس ہو جائیں، اسلام نے حجاب کو عورتوں کی عزت اور ان کے وقار کی حفاظت کے لئے متعین کیا ہے اور سماج میں فعالیت کے لئے انہیں حداکثر اجازت دے رکھی ہے، حقیقت میں حجاب عورت اور مرد کے درمیان فاصلہ کا نام ہے تاکہ اس کے ذریعہ سماجی نظم و ضبط کو قائم کیا جاسکے، حجاب کی صورت میں عورت کی قدر و منزلت کبھی بھی مرد سے نیچے نہیں رہ سکتی بلکہ مدام قوی ہوتی جاتی ہے۔[4]

۱۔ سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۹

۲۔ طباطبائی، ۱۳۹۳ق، ج۱۶، ص ۳۴۰

۳۔ خطیب، ۱۹۶۹، ج۲۲، ص ۷۵۲۔۷۵۱

۴۔ مطہری، ۱۳۶۸، ص ۸۴۔۹۵

۷۔ حجاب سماجی کاری میں فرہنگی معیارات کی مانند ہے

معیارات ہمیشہ فرہنگ کا جزء ہوتے ہیں بلکہ ایسے اصول و قواعد ہیں جن کی پابندی کرنا سماج کے ہر فرد پر ضرور ہوتا ہے، معیارات کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں کچھ منکرات ہیں اور کچھ معروفات ہیں۔[1] سماجی کاری میں معیارات کا مقام کچھ اس طرح ہے کہ افراد جامعہ معیارات کو سمجھنے کے بعد اپنی زندگی کے طور طریقہ کو تنظیم کرتے ہیں، خاص حالات میں عکس العمل کے طور طریقے سمجھتے ہیں۔

قرآن مجید نے حجاب کو فرہنگی معیار کے عنوان سے پیش کیا ہے، فرماتا ہے: صاحبان ایمان سے کہہ دیں کہ وہ نامحرموں کے مقابلے میں اپنی نظریں نیچی کرلیں اور اپنے دامن کو بے عفت ہونے سے بچالیں۔۔۔ اسی طرح باایمان عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو ہوس باز لوگوں سے دور رکھیں، اپنی عفت کی حفاظت کریں اور ضرورت سے زیادہ اپنی آرائش کو آشکار نہ کریں، دوپٹے کو سینہ پر ڈال کر رکھیں اور اپنی خوبصورتی کو آشکار نہ ہونے دیں۔[2]

فرہنگ کی رو سے طرز برخورد معیارات کا ایک حصہ ہے، مذکورہ آیت میں حجاب کے طرز برخورد کو بیان کیا گیا ہے، یعنی حجاب کو سماج میں عام کرنے کے لئے اسی طرز برخورد کی ضرورت ہے، سید قطب کے نظریہ کے مطابق مذکورہ آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے سماج سازی کے لئے بہت ہی مناسب قوانین وضع کئے ہیں، سید قطب نے اپنے تجربے کی بنیاد پر اس بات کا دعویٰ بھی کیا ہے کہ مغربی سماج پردہ کو آزاد رکھنے کے بعد بھی انسانی خواہشات کو مہار کرنے اور ایک سالم سماج کی تشکیل میں ناکام رہا ہے، عورتوں اور مردوں کے درمیان فطری رابطہ پایا جاتا ہے، اور دونوں کے اندر ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنے کی حس موجود ہوتی ہے، عورت آرائش کو پسند کرتی ہے لیکن اسلام نے اسے آرائش سے منع نہیں کیا ہے بلکہ اس کے صحیح استعمال کے مواقع بتائے ہیں۔[3]

۱۔ گیدنز، ۱۳۸۵، ص۵۶

۲۔ سورہ نور، آیت نمبر ۳۰۔۳۱

۳۔ سید قطب، ۱۴۱۹ق، ج۴، ص۲۵۱۔ ۲۵۴

حجاب کو فرہنگی معیار تصور کرتے ہوئے قبول کرنا حقیقت میں سماج میں رہنے کے طور طریقے کی پابندی کا نام ہے کہ عورت حجاب کے ساتھ سماج میں آزاد گھوم سکتی ہے، سورہ نور کی اکتیسویں آیت میں خداوند عالم فرماتا ہے: اسلامی شریعت مشکل ساز نہیں ہے اسی لئے اس نے بدن کو پوری طرح حجاب کا حکم نہیں دیا ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں اور نفسیاتی اعتبار سے رنج آور بھی ہے، اسی لئے تعبیر (الا ما ظهر منها) استعمال کیا کہ جہاں اظہار میں کوئی حرج نہیں ہے اور تقاضا بھی یہی ہے، ایسے مقامات اور اعضاء مستثنیٰ ہیں، تاکہ عورت اپنی اجتماعی زندگی کی مدیریت کرسکے۔[1]

۸۔ سماجیت کے عوامل واسباب

سماجی کاری کے عوامل و اسباب آئیڈیل کو افراد جامعہ تک منتقل کرنے میں کارساز ہوتے ہیں اور انہیں آئیڈیل کے مطابق ان کی تربیت ہوتی ہے، اگرچہ عوامل واسباب تاثیر گذاری میں متفاوت ہوتے ہیں بعض بہت جلد لوگوں کو جذب کرلیتے ہیں اور بعض کو مجذوب کرنے میں وقت درکار ہوتا ہے، عوامل واسباب کی تاثیر گذاری کا اندازہ افراد جامعہ کے قبول کرنے اور اسی کے مطابق رفتار کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسے سماج میں کیسے جینا ہے اور کن حدود کی رعایت کرنا ہے، یہ وہ سلسلہ ہے جو انسان کے ابتدائے تولد سے موت تک رہتا ہے، ہم یہاں پر انہیں اسباب و علل میں بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں؛

۸۔۱۔ خاندان

سماجیت کے عوامل و اسباب میں سے ایک عامل اور سبب خانوادہ ہے، انسان وہیں پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی حمایت کے زیر سایہ رہتا ہے، بچپنے میں اس کے تعلقات انہیں کے افراد سے زیادہ ہوتے ہیں جو اپنے آپ میں بہت گہرے بھی ہوتے ہیں، وہ اسی سسٹم میں سب سے پہلے تعلیم حاصل کرتا ہے، اسی لئے ایک سماج کی اصلی بنیاد خانوادہ سمجھا جاتا ہے، کے بزرگ حضرات یعنی ماں باپ اپنی اولاد کو معاشرہ ساز بناتے ہیں،۔

۱۔ خطیب، ۱۹۶۹، ج۱۸، ص ۱۲۶۴

اسی طرح قرآن مجید کی نظر میں خاندانی کی بڑی اہمیت ہے، سماج میں فرہنگ کی قبولیت کا سارا دار ومدار اسی پر ہوتا ہے، تربیت جس قدر مضبوط ہوگی، سماج اتنا ہی مضبوط ہوگا اور ان دونوں کے درمیان رابطہ بھی اتنا ہی مضبوط ہوگا۔ اگر قرآن کی نظر میں دیکھا جائے تو محبت ورحمت کا رابطہ سب سے مضبوط رابطہ ہوتا ہے۔[۱] اسی لئے قرآن مجید کے اجتماعی نظام میں اگر حجاب کو سماج میں کرنا ہے تو پھر اہل خانہ اور خاندان والوں میں محبت والفت کے ذریعہ امکان پذیر ہے، علامہ طباطبائی علیہ الرحمہ سورہ روم کی اکیسویں آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ایک خانوادہ میں محبت و مودت کا بہترین نمونہ اولاد کی اچھی تربیت ہے، [۲] کا حامل ہے، جس خانوادہ میں محبت اور مہربانی حاکم ہوتی ہے اور اس کے افراد میں اٹوٹ رشتہ پایا جاتا ہے، اسی طرح خاندانوں کی مدد سے حجاب کو بھی سماج میں بآسانی عام کیا جاسکتا ہے، افراد جامعہ اسے ایک اقدار اور ثقافت کا حصہ سمجھتے ہوئے قبول کر سکتے ہیں اور اس طرح انہیں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

۸۔۲۔ حلقہ احباب

سماجیات کو قبول کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب حلقہ احباب ہے، حلقہ احباب سماج کے وہ عناصر ہیں جو فرد کے افکار کی تربیت میں بہت اہم کردار نبھاتے ہیں اور نوجوانی کے عالم میں سب سے زیادہ موثر بھی ہوتے ہیں، وہ جس چیز کو چاہیں سماجیات کا حصہ بنا سکتے ہیں اسی لئے حلقہ احباب ایک نوجوان کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔[۳]

قرآن کریم نے بھی حلقہ احباب کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ کس طرح انسان کی سعادت اور شقاوت کا باعث بنتے ہیں، ہم یہاں پر صرف ایک مورد کی طرف اشارہ کرتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: قیامت کے دن خسارہ میں رہنے والے اپنی انگلیاں چبائیں گے اور کہیں گے کہ اے کاش ہمارے اور فلاں دوست میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا، اس نے مجھے گمراہ کیا اور وہی آج میری بدبختی کا باعث ہے۔[۴]

۱۔ سورہ روم، آیت نمبر ۲۱
۲۔ طباطبائی، ۱۳۷۴، ج ۱۶، ص ۲۵۰
۳۔ کوین، ۱۳۸۳، ص ۸۰
۴۔ سورہ فرقان، آیت نمبر ۲۷۔۲۸

ایسی آیتوں سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ کس طرح حلقہ احباب سماجیات کو تسلیم کرنے میں کردار نبھاتے ہیں، لہٰذا جب حلقہ احباب میں حجاب جیسا مسئلہ اقدار کی شکل اختیار کرلے تو پھر اسے اپنانا اور اسے سماج کا حصہ مان کر تسلیم کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے، ایسے سماج میں جب کوئی بد حجاب ہو بھی جائے تو حلقہ احباب کی جانب سے بے توجہی کا شکار ہوگا اور اس طرح اسے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، اسی لئے حلقہ احباب سماجیات کی مقبولیت میں بہت اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔

۸۔۳۔ذرائع ابلاغ

ذرائع ابلاغ سماجیات کی مقبولیت میں بہت اہم کردار نبھاتی ہیں، وہ جس چیز کو چاہیں سماج کا حصہ اور اقدار کی فہرست میں شامل کردیں بلکہ ہمارے زیادہ تر افعال و کردار ذرائع ابلاغ سے بلکہ گیدنز کی تعبیر کے مطابق لوگوں کے افکار و اعمال ذرائع ابلاغ سے متاثر ہوتے ہیں،[۱] حقیقت میں ذرائع ابلاغ سماج میں تعلیم و تربیت، خبر رسانی اور نظم و نسق کی برقراری میں بہت مددگار ہوتے ہیں اسی لئے جب حجاب ذرائع ابلاغ کی نظر میں قابل قدر ہوجائے اور وہ افراد سماج میں اسے عام کرنا چاہے تو پھر اس پر عمل درآمد بہت آسان ہوجاتا ہے اور لوگ اسے بہت آسانی سے قبول کرلیتے ہیں، مخصوصاً آج کے دور میں میڈیا جس طرح لوگوں کے افکار و اعمال پر اثر ڈال رہی ہے اور ان کے دلوں پر قبضہ کئے ہوئے ہے، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے،

چونکہ حجاب ابھی تک عالمی ذرائع ابلاغ کا منظور نظر نہیں بن پایا ہے لہٰذا بدحجابی کو عام کرنے میں سرگرم ہے، قرآن کریم میں میڈیا کا تذکرہ نہیں ہوا ہے لیکن امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ذکر ہوا ہے، جس میں حجاب کو معروف اور بدحجابی کو منکر کا نام دیا جاتا ہے، اس معروف و منکر کو میڈیا کے ذریعہ لوگوں تک پہنچایا جاسکتا ہے اور انہیں اسے قبول کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ گیدنز، ۱۳۸۵، ص۱۰۶

۸۔۴۔ تعلیم وتربیت

سماجیات کی مقبولیت میں اہم کردار نبھانے والوں میں ایک عنصر تعلیم وتربیت ہے، اگر حجاب کی صحیح تعریف پیش کی جائے، اس کے مصادیق کی بہترین تبیین ہو اور اسے بطور صحیح سماج کا عنصر قرار دیا جائے تو اسے بہت آسانی سے تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جاسکتا ہے، اس طرح بچوں کو حجاب سے آشنا اور سماج میں اس کے صحیح استعمال کے طور طریقے اور اس کی اہمیت کو ان کے لئے واضح کیا جاسکتا ہے، رابرت سون کے مطابق مہد تعلیم ایک ایسا عنصر ہے جو کسی بھی چیز کو بہت آسانی سے نوجوانوں کے نزدیک مقبول بناسکتا ہے [۱] تعلیمی نصاب اقدار اور آئیڈیل کو ایک خاص نظم وضبط کے ساتھ یکساں طور پر پورے سماج کی تربیت اور انہیں کسی بھی چیز کو قبول کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اسی لئے تعلیمی نصاب سماجیات کی مقبولیت میں بنیادی کردار نبھاتا ہے۔ [۲] اگر حجاب کو تعلیمی نصاب کے ذریعہ سماج کا حصہ بنایا جائے تو اس سے بہتر کچھ بھی نہیں ہے، اس لئے کہ حجاب ایک مذہبی امر ہے جس کو بچوں میں عام کرنے اور اسے سمجھنے اور قبول میں تعلیمی نصاب بہترین مددگار ہے، جیسا کہ قرآن مجید کے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں سب سے پہلے حجاب کو ازواج نبیؐ کے لئے بیان فرماتا ہے، اس کے بعد اسے مسلمان عورتوں کے لئے آئیڈیل قرار دیتا ہے، قرآنی نظریہ کے مطابق حجاب پابندی کا نام نہیں بلکہ حفاظت اور وقار کا نام ہے، اگر اس نگاہ سے حجاب کی تفسیر کی جائے تو اسے عام کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی، مخصوصاً جب حجاب کو اہلبیت علیہم السلام کی تعلیمات کے آئینہ میں پیش کیا جائے تو اسے سماج کا حصہ بننے اور لوگوں کی جانب سے اسے تسلیم کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

نتیجہ

موجودہ حالات وشرائط اس بات کے متقاضی ہیں کہ حجاب کے سلسلہ میں علمی گفتگو پیش کی جائے، قرآن مجید کے اجتماعی نظام میں حجاب کی مقبولیت کے لئے علمی روش، عالمانہ تحلیل اور قرآنی اور اہل بیت علیہم السلام کے معیارات کی روشنی میں اسے پیش کرنے کی ضرورت ہے، قرآنی ثقافت عقیدہ، یقین اور اقدار کی محوریت

۱۔ رابرت سون، ۱۳۷۷، ص ۱۲۸

۲۔ فومنی، ۱۳۸۲، ص ۶۷

کے ہمراہ حجاب کی مقبولیت کالب لباب ہے، حجاب کا اہم اور باارزش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حجاب چونکہ الٰہی پیغام اور حکم ہے جس کی وجہ سے اسلامی سماج میں خاص اہمیت کا حامل ہےاور لوگوں پر لازم ہے کہ اسے خاص اہمیت دیں اور حجاب کا فرہنگی عنصر اور اقدار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حجاب سماجی فعالیت اور سرگرمیوں میں نظم و ضبط ایجاد کرتا ہے اور سماج کے لوگوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ صاحب حجاب کو باعفت سمجھیں اور اس کا احترام کریں، اس پر انگلی نہ اٹھائیں اور انہیں ایذارسانی نہ کریں، سماج میں حجاب کی مقبولیت کے اسباب میں سے ایک سبب خاندان میں محبت والفت کا ہونا ہے جو حجاب کو قابل قدر اور اسے محبوب بنادیتا ہے، محرم اور نامحرم کی حدبندی اولاد کو پابند بناتی ہے، اسی طرح جب حلقہ احباب اسی حساب سے اختیار کئے جائیں تو وہ حجاب کو ایک راسخ عقیدہ اور اسے الٰہی پیغام درک کرنے میں کافی مددگار ہوتے ہیں، تمام مبلغان اسلام پر واجب ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کا سہارا لے کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے آئینہ میں حجاب کو عام کریں، اس کی اہمیت کو اجاگر کریں اور اس کے فلسفہ کو لوگوں کے لئے حل کریں، اسی طرح تعلیمی ادارات پر لازم ہے کہ وہ حجاب کو تعلیمی نصاب میں شامل کرکے بچوں کے دلوں میں حجاب کی اہمیت، عقیدہ، اس کے مصادیق اور دیگر حدود کو بیان کرنے اور سمجھانے کی انتھک کوشش کریں، مذکورہ تمام عوامل واسباب حجاب کو سماج میں مقبول بنانے میں کافی مددگار ہیں، انہیں کے ساتھ قرآنی آیتیں بھی موجود ہیں جو اس کے فلسفہ کو بخوبی بیان کرتی ہیں، جس کا سہارا لے کر مومنوں کے دلوں کو مضبوط کیا جاسکتا ہےاور حجاب کو عام کرنے کی راہ میں ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

منابع ومآخذ

قرآن کریم

نہج البلاغہ

۱۔ ابن قتیبہ الدینوری، عبداللہ بن مسلم، ۱۳۸۴ش، تاویل مشکل القرآن (ترجمہ، محمد حسین بحری بینا باج)، مشہد، انتشارات آستان قدس رضوی

۲۔ ابن منظور، ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم (۱۴۱۴ق) لسان العرب، بیروت، دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع

۳۔ احسایی، ابن ابی جمہور، ۱۴۰۳ق، عوالی اللئالی، چاپ اول، قم، مطبعۃ سید الشہداء

۴۔ اسمیت، فیلیپ دانیل، ۱۳۸۳، درامدی بر نظریہ فرہنگی (ترجمہ، حسن پویان) تہران، دفترپژوہش ہای فرہنگی، مرکز بین المللی گفتگوی تمدن ہا

۵۔ آگبرن، ویلیام، نیم کوف، مایر، ۱۳۵۷، زمینہ جامعہ شناسی (ترجمہ، امیر حسین آریانپور)، تہران، انتشارات امیر کبیر

۶۔ باہنر، محمد جواد، ۱۳۶۱، جہان بینی اسلامی، تہران، نشر فرہنگ اسلامی

۷۔ بر گر، پیتر؛ توماس، لوکمان، ۱۳۸۷، ساخت اجتماعی واقعیت (ترجمہ، عزت اللہ فولادوند)، تہران، انتشارات علمی، فرہنگی

۸۔ خطیب، عبدالکریم، ۱۹۶۹م، التفسیر القرآنی للقرآن، [بی جا] ، بیروت، دار الفکر العربی

۹۔ رابرت سون، یان، ۱۳۷۷، درآمدی بر جامعہ (ترجمہ، حسین بہروان) ، تہران، انتشارات آستان قدس رضوی

۱۰۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ۱۴۱۲ق، مفردات الفاظ القرآن (تحقیق، صفوان عدنان داودی) دمشق، بیروت، دار القلم، دار الشامیہ

۱۱۔ روشہ، گی، ۱۳۷۶، جامعہ شناسی پار سونز (ترجمہ، عبدالحسین نیک گہر) تہران، تبیان

۱۲۔ ریتزر، جورج ۱۳۷۴، نظریہ جامعہ شناسی در دوران معاصر (ترجمہ : محسن ثلاثی) ، تہران، علمی

۱۳۔ سید قطب، ۱۴۱۹ق، فی ظلال القرآن، بیروت، قاہرہ، دار الشروق

۱۴۔ صدر، محمد باقر، ۱۳۸۱، تفسیر موضوعی سنت ہای تاریخ در قرآن (ترجمہ : جمال موسوی اصفہانی) تہران، انتشارات تفاہم

۱۵۔ صدوق، محمد (۱۳۷۸ق) عیون اخبار الرضا، تہران، انتشارات جوان

۱۶۔ صدیق سروستانی، رحمت اللہ، ہاشمی، سید ضیا، ۱۳۸۱ گروہ ہای مرجع در جامعہ شناسی و روان شناس اجتماعی باتاکید بر نظریہ ہای مرتن و فستینگر، مجلّہ نامہ علوم اجتماعی

۱۷۔ طباطبایی، محمد حسین ۱۳۸۴، تفسیر المیزان ترجمہ، محمد باقر موسوی، قم دفتر انتشارات اسلامی جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ

۱۸۔ طباطبایی، محمد حسین ۱۳۹۳ق، تفسیر المیزان، قم، اسماعیلیان

۱۹۔ فومنی، گلشن ۱۳۸۲، جامعہ شناسی آموزش وپرورش، تہران، نشر دوران

۲۰۔ کوین، بروس ۱۳۷۳درآمدی بر جامعہ شناسی (ترجمہ، محسن ثلاثی) تہران، نشر توتیا

۲۱۔ گولد، جولیوس (۱۳۸۴ش) فرہنگ علوم اجتماعی (ترجمہ، گروہی) تہران، انتشارات مازیار

۲۲۔ گیدنز، آنتونی ۱۳۸۵، جامعہ شناسی (ترجمہ، منوچہر صبوری) ، تہران، نشرنی

۲۳۔ مطہری مرتضیٰ ۱۳۶۸، مسئلہ حجاب، تہران، صدرا

۲۴۔ مطہری، مرتضی، ۱۳۸۱، مجموعہ آثار، تہران، صدرا

۲۵۔ مغنیہ، محمد جواد ۱۳۸۳، التفسیر الکاشف، قم، دار الکتاب الاسلامی

۲۶۔ مکارم شیرازی، ناصر، ۱۳۷۴، تفسیر نمونہ، تہران، دار الکتب الاسلامیہ

۲۷۔ مندراس، ہانری، ۱۳۸۴، مبانی جامعہ شناسی (ترجمہ، باقر پرہام) تہران، انتشارات امیر کبیر

۲۸۔ یونسکو (۱۳۷۹) راہبر دہای عملی توسعہ فرہنگی، (مجموعہ پنج دفتر دربارہ توسعہ فرہنگی) (ترجمہ، محمد فاضلی) تہران، وزرات فرہنگ وارشاد اسلامی، معاونت پژوہش وآموزشی، مرکز پژوہش ہای بنیادی، موسسہ فرہنگی انتشاراتی تبیان

حجاب کی ضرورت اور اس کے حدود

فقہ اہل سنت میں

مولف: محمد ہادی فاضل

مترجم: مولانا سید جمال عباس سرسوی

حالانکہ پردہ کی رعایت، اسلام کے مسلم الثبوت، متفق علیہ احکام میں ہے مگر پردہ، حجاب اور اس کے حدود و قیود یا احکام کے لئے فقہ کی کتب میں کوئی مستقل باب نہیں ہے۔ بلکہ اس سے متعلق احکام کا بیان، نماز کے مقدمات اور شرائط کے ذیل میں "لباس مصلی" کے عنوان سے اور "کتاب النکاح" میں شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی اور لڑکے کے لئے ایک دوسرے کو دیکھنے کے جائز ہونے کی مناسبت سے ہوا ہے؛ صرف ایک فقیہ سرخسی ہیں جنھوں نے حنفی فقہ کے مطابق، حجاب کے احکام اور مرد و زن کے لئے ایک دوسرے کو دیکھنے کے مسئلہ کو مستقل طور پر فقہ میں جگہ دی ہے[1]۔

حالت نماز میں پردہ اور بدن کو چھپانے کی بحث میں، بہت سے فقہاء نے یہ صراحت ضرور کی ہے کہ یہ حجاب، فقط نماز سے مخصوص نہیں ہے بلکہ نماز کے علاوہ بھی اس کی رعایت واجب ہے۔ نمونہ کے طور پر ابن حزم لکھتے ہیں: " وَالْعَوَرۃُ الْمُفْتَرِضُ سِتْرَھَا عَنِ النَّاظِرِ وَفِی الصَّلَاۃِ"[2]۔

ذیل میں پردہ، حجاب اور اس کے حدود و قیود کے سلسلہ سے اہلسنت فقہاء کے نظریات پیش کئے جارہے ہیں:

۱۔ سرخسی، اصول السرخسي، ج۱۰، ص۱۴۵۔

۲۔ ابن حزم، المحلّي، ج۳، ص۲۱۰۔

امام شافعی کی رائے

امام شافعی فرماتے ہیں: "وَكُلُّ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ اِلَّا كَفَّيْهَا وَ وَجْهِهَا وَ ظَهْرِ قَدَمَيْهَا" [۱]عورتوں کو چہرہ، دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے اوپری حصہ کے علاوہ پورا بدن چھپانا چاہیئے۔

مسلک شافعی سے وابستہ بعض دوسرے علماء نے صرف چہرہ اور ہاتھوں کو مستثنیٰ کیا ہے اور پیروں کی جانب کوئی اشارہ نہیں کیا ہے[۲]۔ جبکہ شافعی مذہب سے تعلق رکھنے والے فقیہ رافعی نے غزالی کی کتاب "الوجیز" پر اپنی شرح میں تصریح کی ہے کہ: "وَلَا يُسْتَثْنٰى ظُهُورُ قَدَمَيْهَا" [۳]یعنی پیروں کے اوپری حصوں کا چھپانا بھی واجب ہے۔ اور بعض کا تو خیال یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک، عورتوں کو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا چھپانا بھی واجب ہے[۴]۔

امام مالک کی رائے

امام مالک فرماتے ہیں: "اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ وَ شَعْرُهَا بَادٍ اَوْ صَدْرُهَا اَوْ ظُهُورُ قَدَمَيْهَا فَلْتُعِدِ الصَّلَاةَ"[۵] (اگر نماز پڑھنے کی حالت میں عورت کے بال یا سینہ نمایاں ہو یا اس کے پیروں کے اوپری حصے کھلے ہوں، تو نماز کو دوبارہ پڑھے)۔ مالکی حضرات نے چہرہ اور ہاتھوں کو چھپانے سے مستثنیٰ کیا ہے[۶]۔

امام ابو حنیفہ کی رائے

بعض حنفی فقہاء کے نزدیک چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے[۱]۔ جبکہ بعض دیگر نے پیروں کو بھی چھپانے سے مستثنیٰ کیا ہے[۲]۔ ابن رشد اندلسی جو کہ خود مستقل فقیہ ہیں، نے بھی امام ابو حنیفہ کی طرف نسبت دی ہے کہ ان کے نزدیک عورت کے لئے پیروں کا چھپانا واجب و لازم نہیں ہے[۳]۔

۱۔ شافعی، کتاب الام، ج۱، ص۱۰۹۔

۲۔ مزنی، مختصر المزنی، ص۱۶؛ شربینی، مغنی المحتاج، ج۱، ص۱۸۵؛ نووی، المجموع، ج۳، ص۱۶۵۔

۳۔ رافعی، فتح العزیز، ج۴، ص۸۸۔

۴۔ جزیری، الفقه علی المذاهب الاربعه، ج۱، ص۲۹۰۔

۵۔ مالک ابن انس، المدونۃ الکبری، ج۱، ص۹۴۔

۶۔ دیکھئے: رعینی، مواهب الجلیل، ج۲، ص۱۸۱؛ ابوبرکات، الشرح الکبیر، ج۱، ص۲۱۴؛ دسوقی، حاشیة الدسوقی، ج۱، ص۲۱۴۔

امام احمد بن حنبل کی رائے

حنبلی حضرات میں بھی دو گروہ ہیں، کچھ نے چہرے اور ہاتھوں کو مستثنیٰ کیا ہے[۴]۔ لیکن اکثر نے چہرے کے علاوہ عورت کے پورے بدن کا چھپانا واجب جانا ہے؛ بعض نے ہاتھوں کے ظاہر ہونے کی اجازت نہیں دی یا کم سے کم اس میں تردید کی ہے[۵]۔

علامہ شوکانی پردہ کے سلسلہ سے فقہاء اسلام کے نظریاتی اختلاف کو اس طرح بیان کرتے ہیں: "ایک آزاد عورت کو عام حالات میں اپنا کتنا بدن چھپانا چاہیئے؟ اس سلسلہ میں فقہائے اسلام کے یہاں اختلاف نظر پایا جاتا ہے، صدر اسلام کے بعض مستقل فقہاء کے نظریہ کے مطابق، چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے۔ امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور ایک قول کے مطابق امام مالک بھی اسی نظریہ کے قائل ہیں، بعض دوسروں نے پیروں کے اوپری حصے کو بھی مستثنیٰ کیا ہے ابو سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ نے ان سے دوسری روایت میں اسی رائے پر استقرار کیا ہے۔ ایک اور گروہ نے چہرہ کو مستثنیٰ کرکے عورت کے پورے بدن کو شرمگاہ جانا ہے، جیسے امام احمد بن حنبل اور داؤد؛ چوتھا گروہ عورت کے پورے بدن کو بغیر کسی استثناء کے شرمگاہ جانتا ہے کہ جو امام شافعی کے بعض پیروؤں کا نظریہ ہے اور امام احمد سے بھی نقل ہوا ہے۔ ان سب فرقوں کے باہمی نظریاتی اختلاف کی وجہ، آیہ کریمہ: "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا" کی تفسیر میں موجود اختلاف نظر ہے۔[۶]"

تحقیقی جائزہ

مندرجہ بالا صراحت کی رو سے اہل تسنن کے چاروں فقہی مذاہب، نماز کی حالت میں، اسی طرح نامحرم مردوں سے چہرے، ہاتھوں اور پیروں کے علاوہ، عورت کے پورے بدن کو چھپانا واجب جانتے ہیں۔

۱۔ دیکھئے: ابن نجیم مصری، البحر الرائق، ج۱، ص۲۶۹؛ کاشانی، بدائع الصنائع، ج۵، ص۱۲۱؛ ماردینی، الجوهر النقي، ج۲، ص۲۲۵۔
۲۔ دیکھئے: حصکفی، الدر المختار، ج۱، ص۴۳۷۔
۳۔ ابن رشد اندلسی، بدایۃ المجتهد ونهایۃ المقتصد، ج۱، ص۹۵۔
۴۔ ابن قدامہ، عمدۃ الفقه، ج۱، ص۱۵۔
۵۔ ابن قدامہ، المغني، ج۱، ص۶۳۷؛ بیہوتی، کشاف القناع، ج۱، ص۳۱۶؛ عبد الوہاب، شروط الصلاة وارکانها وواجباتها، ج۱، ص۵۔
۶۔ شوکانی، نیل الاوطار، ج۲، ص۵۵۔

آیئے اس سلسلہ میں فقہائے اسلام کی طرف سے جو دلیلیں پیش کی گئی ہیں؛ان کا جائزہ لیتے ہیں:

قرآنی آیات:

"یَا اَیُّهَاالنَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰی أَنْ یُّعْرَفْنَ فَلاَ یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللهُ غَفُوراً رَحِیْمًا [1]" (اے پیغمبرؐ آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے)۔

جلباب کے معنی " اوڑھنی [2]"، " روسری (مقنعہ) سے بڑا جامہ [3]"، " گھٹنوں تک ڈھانپ لینے والا لباس [4]" وہ کپڑا جو پورے بدن کو چھپالے [5]" ہیں ، اہل لغت کے اسی اختلاف نظر کے سبب ابن رشد اندلسی لکھتے ہیں: " جلباب: وہ لباس ہے جو سر سے پیر تک چھپالیتا ہے، ابن جبیر اس کا معنی مقنعہ کرتے ہیں اور دوسرے نقاب ، اور کچھ لوگ جلباب اس اوڑھنی کو کہتے ہیں جسے عورتیں اپنے لباس کے اوپر ڈال لیتی ہیں۔ بعض کا ماننا ہے کہ جلباب ہر وہ لباس ہے جس سے پردہ کیا جائے [6]" ابن عربی نے اس سلسلہ میں موجود تمام اقوال سے نتیجہ نکالا ہے کہ جلباب ایسا پردہ ہے جس سے بدن ڈھک جائے اور کم سے کم سر، سینہ، گردن اور آدھے بدن کو چھپالے [7]"۔

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۵۹۔
۲۔ راغب اصفہانی، مفردات راغب، و۹۳۔
۳۔ ابن منظور، لسان العرب، ج۱، ص ۲۷۳؛ فراہیدی، کتاب العین، ج۶، ص ۱۳۲۔
۴۔ ابن اثیر، النهایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج۱، ص ۲۸۳۔
۵۔ عبدالقادر، مختار الصحاح، ص ۶۴۔
۶۔ ابن رشد اندلسی، بدایۃ المجتهد و نہایۃ المقتصد، ج۸، ص ۵۰۴۔
۷۔ ابن عربی، احکام القرآن، ج ۳۔

"جلباب" پہننے کی کیفیت کے بارے میں قرطبیؒ[۱] ،ابن عباس اور عبیدہ سلمانی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ عورت جلباب کو اپنے اوپر اس طرح ڈالے کہ اس کی ایک آنکھ سے زیادہ کچھ نظر نہ آئے۔ قتادہ اور ابن عباس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس طرح پہنے کہ کندھے اور چہرے کا اکثر حصہ چھپ جائے، چاہے اس کی آنکھیں نظر آئیں اور حسن آدھے چہرے کو چھپانے کے قائل ہیں۔

لہٰذا "جلباب" اور "یدنین" کے مفہوم سے ثابت ہوتا ہے کہ سر، سینہ اور گردن سمیت پورے بدن کو ڈھانکنا ہی حجاب اور پردہ ہے۔ چہرہ چھپانے کے سلسلہ میں، اہلسنت فقہاء و مفسرین نے صراحت بھی کی ہے کہ اس آیہ کریمہ سے چہرہ چھپانا واجب معلوم ہو تا ہے[۲]۔ علامہ مودودی کے بقول آٹھویں صدی تک اس سلسلہ میں کسی کو کوئی شک و شبہ بھی نہیں تھا[۳]۔

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ...[۴] (اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے، اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں، اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ پر۔۔۔)۔

ابن جوزی نے "کھلی ہوئی زینت" کے سلسلہ سے سات قول ذکر کئے ہیں[۵]۔ ابن عربی نے انہیں ان تین اقوال میں خلاصہ کر دیا ہے: ۱۔ کپڑے، ۲۔ کاجل اور انگوٹھی، ۳۔ چہرہ اور ہاتھ۔ اکثر اہل سنت فقہاء نے تیسرے قول کو ہی اختیار کیا ہے، جبکہ بعض نے اس میں پیروں کو بھی شامل کیا ہے۔ فقہاء کے اختلاف نظر

۱۔ " واختلف الناس فی صورۃ ارخائہ فقال ابن عباس و عبیدۃ السلمانی ذلک ان تلویہ المرأۃ حتی لا یظھر منھا الا عین واحدۃ تبصر بھا وقال ابن عباس ایضًا وقتادۃ ذلک ان تلویہ فوق الجبین وتشدہ ثم تعطفہ علی الانف وان ظھرت عیناھا لکنہ یستر الظھر و معظم الوجہ وقال الحسن تغطی نصف وجھھا" (قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۴، ص ۲۴۳)۔

۲۔ دیکھئے: حقی، ج ۷، ص ۲۴۰؛ آلوسی، ج ۱۱، ص ۲۶۴۔

۳۔ مودودی، ص ۲۰۳

۴۔ سورہ نور، آیت ۳۱۔

۵۔ ابن جوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، ج ۳، ص ۲۹۰۔

کی وجہ اس سلسلہ میں وارد روایات ہیں[۱]۔اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں بھی سر، سینہ اور گردن کا پردہ ضروری ہے۔

روایت "المراۃ عورۃ"

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی انتہائی مشہور و معروف حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "**المراۃ عورۃ**"[۲]۔ اہل سنت کے تمام فقہاء نے اس روایت کو قبول کیا ہے؛ اگر یہ روایت متن اور سند کے اعتبار سے صحیح ہو تو اس سے عورتوں کے بدن کو چھپانے کی تائید ہوتی ہے۔ایک دوسری روایت میں آیا ہے: "**اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ مَسْتُورۃٌ**"[۳]، یہ روایت بھی اسی معنی کی تائید کرتی ہے اور شاید اسی وجہ سے فقہاء نے آزاد خاتون اور کنیز کے پردہ اور حجاب میں فرق رکھا ہے؛ جبکہ جسمانی لحاظ سے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یہ کلمہ مسلمانوں کے یہاں جسم کے اس حصہ کے معنی میں ہے کہ جس کا چھپانا لازم و ضروری ہو؛ جیسا کہ علامہ مودودی کی بھی یہی رائے ہے ۔ موصوف لکھتے ہیں: "اَلْعَوْرَۃُ فِی مُصْطَلِحِ الْاِسْلَامِی مَایَجِبُ سِتْرُہٗ مِنَ الْجِسْمِ عَلٰی کُلِّ رَجُلٍ وَامْرَأَۃٍ"[۴]۔

"بہز بن حکیم" کی روایت

ایک وہ روایت جس سے کچھ فقہاء[۵] نے پورے بدن کو چھپانے پر استدلال کیا ہے، "بہز بن حکیم" کی روایت ہے انھوں نے اپنے جد سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے شرمگاہ کے سلسلہ سے پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا: " اپنی شرمگاہ کو اپنی بیوی اور کنیز کے علاوہ سب سے چھپا کر رکھو، چاہے اکیلے ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ خداوند متعال دیکھنے والا اور اس سے شرمانا مناسب ہے۔"[۶]

۱۔ سابق حوالہ۔
۲۔ ترمذی، سنن الترمذي، ج۲، ص۳۱۹۔
۳۔ مرغینانی، الهدایه، ج۱، ص۴۳۔
۴۔ عبد الاعلي مودودی، الحجاب، ص۳۰۲۔
۵۔ احمدبن تیمیه حرانی، شرح عمدة الفقة، ج۲، ص۲۵۵؛ منصور بہوتی، کشاف القناع، ج۱، ص۳۱۳۔
۶۔ بیہقی، السنن الکبري، ج۲، ص۲۵۵۔

یہ روایت اگرچہ مردوں کے سلسلہ سے ہے، لیکن چونکہ سوال خود شرمگاہ کے بارے میں ہوا ہے اور پچھلی روایت کے مطابق، عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے، تو عورت کو پورے بدن کے چھپانے کا وجوب اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

تنقیدی جائزہ

مذکورہ دونوں روایتوں سے تو یہی ظاہر ہے کہ عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے اسی لئے پورے بدن کو ڈھانپنے کی ضرورت ہے۔اب سوال یہ ہے کہ پھر اکثر فقہاء نے چہرہ، ہاتھوں اور پیروں کے اوپری حصہ کو چھپانے سے استثناء کیوں کیا ہے؟اور ان کے پردہ کو کیوں واجب نہیں جانا ہے؟

اس سلسلہ میں کچھ فقہاء نے تو زینت والی آیہ کریمہ سے استناد کیا ہے[1]۔ کیونکہ اس آیت مبارکہ میں اصل پردہ کے وجوب و لزوم کی طرف اشارہ ہوا ہے اور حجاب کے حدود و قیود اور اس کی مقدار بیان ہوئی ہے۔البتہ فقہاء کے درمیان اختلاف کی وجہ، آیت کی تفسیر میں آشکار زینت کے مصادیق کی تعیین میں پایا جانے والا اختلاف نظر ہے، جیسا کہ علامہ ابن رشد اندلسی کی تصریح ہے: ’’ وَسَبَبُ الِخلَافِ فِی ذَلِکَ اِحْتِمَالُ ذَلِکَ فِی قَوْلِہٖ تَعَالیٰ وَ لَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ ‘‘ [2]

بعض دوسرے فقہاء نے چہرہ کو مستثنیٰ کرنے کے لئے آیہ زینت کے علاوہ، پیغمبر اکرمؐ کی اس روایت سے استناد کیا ہے: "نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَبْسِ الْقَفَازَیْنِ وَالنَّقَابِ..."[3] سرکار رسالت مآب نے عورتوں کو احرام کی حالت میں نقاب لگانے سے منع کیا ہے؛یہ روایت اگرچہ حالت احرام کے پردہ کی جانب اشارہ کر رہی ہے، لیکن چونکہ اگرچہرہ کا چھپانا واجب ہوتا، توآنحضرت کسی بھی حالت میں اس کو کھولنے کی اجازت نہیں دیتے؛لہٰذا چہرہ کو ڈھانپنے کے واجب نہ ہونے کا اس روایت سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ دیکھئے: اندلسی، ج۱، ص۹۵؛ مصری، ج۱، ص۴۶۹؛ سید سابق، فقه السنه، ج۱، ص۱۲۷۔
۲۔ اندلسی، ج۱، ص۹۵۔
۳۔ دیکھئے: مصری، ج۱، ص۴۶۹؛ ابن قدامہ، ج۱، ص۱۱۲۔

عورتوں کے لئے چہرہ کا پردہ واجب نہ ہونے کو بہت سے فقہاء نے قاعدہ "عسر و حرج" اور "مشقت کے لزوم" سے ثابت کیا ہے۔اس لئے کہ عورت کو سماجی کاموں اور رائج اجتماعی امور میں بہر حال چہرہ کھولنا پڑتا ہے[۱]۔

اسی استدلال کے تحت بہت سے فقہاء ہاتھوں کو چھپانا بھی لازم و واجب نہیں جانتے،اگرچہ مشہور و معروف حنبلی فقیہ ابن قدامہ کا ماننا ہے کہ ہاتھوں کا چھپانا ضروری ہے[۲]۔

نتیجہ

نمبر ایک: اہل سنت کے تمام فقہاء عورت کے جسم کو چھپانے اور اس کے پردہ کو واجب جانتے ہیں اور اس پر اجماع کے دعویدار ہیں[۳]۔ حنبلی فقہاء، تنہائی یعنی نامحرم کے نہ ہونے کی صورت میں بھی پردے کے قائل ہیں[۴]، کیونکہ عورتوں کے پردہ کی بعض دلیلیں عام ہیں اور وہ تمام حالتوں کو شامل ہیں جیسے بہز بن حکیم کی روایت ،یا ابن عمر کی روایت ،جس میں آیا ہے: "اِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِى فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُم"[۵]، ننگے ہونے سے پرہیز کرو، کیونکہ خداوند ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔

نمبر دو: اہل سنت کے چاروں فقہی مذہب کے علماء، عورت کے لئے چہرے کا پردہ ضروری نہیں سمجھتے اور اسے چھپانا لازم و واجب نہیں جانتے۔ کٹر، تند خو اور انتہائی شدت پسند محمد بن عبد الوہاب (فرقہ وہابیت کا بانی) تک نے صراحت کی ہے کہ: "وَالْحُرَّةُ كُلُّهَا عَوَرَةٌ اِلَّا وَجْهَهَا"[۶] عورت کے لئے چہرے کا چھپانا واجب و لازم نہیں ہے۔

۱۔ دیکھئے: شربنی، الاقناع في حل الفاظ ابي شجاع، ج۱، ص۱۱۳؛ حرانی، ص۲۵۵؛ سایس، تفسیر آیات الاحکام، ص۵۸۴۔

۲۔ ابن قدامہ، ج۱، ص۱۵۔

۳۔ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱، ص۷۳۹؛ حرانی، ص۲۵۹۔

۴۔ حرانی، ج۲، ص۲۵۹؛ ابن قدامہ، ج۱، ص۱۵۔

۵۔ ترمذی، ج۴، ص۱۹۹۔

۶۔ عبد الوہاب، ص۵۔

نمبر تین: مشہور و معروف حنبلی فقیہ ابن قدامہ کے علاوہ[۱]، قاعدہ "عسر و حرج" اور "مشقت کے لزوم" کے تحت تمام فقہاء، ہاتھوں کو چھپانا بھی لازم و واجب نہیں جانتے۔

نمبر چار: پیروں کا پردہ، گرچہ حنفیوں کے درمیان رائج نظریہ ہے[۲]، لیکن بعض فقہاء کا ماننا ہے کہ پیروں کے پردے میں ہاتھوں کے پردے کی بہ نسبت زیادہ سختی اور زحمت ہے، خاص طور سے گاؤں کی عورتوں اور نادار خواتین کے لئے جو گھر کا خرچ چلانے اور امرار معاش کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہیں[۳]۔ جبکہ کچھ لوگوں نے تصریح کی ہے کہ پیروں کے پردہ سے ان کی مراد صرف نماز کی حالت میں پیروں کا پردہ ہے[۴]۔

لباس کی کیفیت

اہل سنت کے تقریباً تمام فقہاء نے صراحت کی ہے کہ لباس ہلکا اور بدن نما نہیں ہونا چاہیئے[۵]۔

دلیلیں

پہلی روایت: "عَنْ عَايِشَه اِنَّ امراةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا وَعَلَيْهَا خُمَارٌ رَقِيْقٌ يَشفُ جَبِيْنَهَا فَاَخَذَتْهُ عَائِشَه فَشَقَتْه ثُمَّ قَالَتْ اَلَا تَعْلَمِيْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي سُوْرَةِ النُّور فَدَعَتْ لَهَا بِخمارٍ فَكَسَتْهَا اِيَّاه"[۶]، (ایک ایسی خاتون عائشہ کے پاس آئی جس کی روسری بہت باریک تھی اور اس سے اس کی پیشانی جھلک رہی تھی، عائشہ نے اس سے اس روسری کو لے کر ٹکڑے کردیا اور اس سے کہا کیا تم نے سورہ نور کو نہیں پڑھا، اور ایک دوسری روسری (مقنعہ) اس کو دے کر اڑھا دی)۔

۱۔ ابن قدامہ، ج۱، ص۱۵۔
۲۔ دیکھئے: شوکانی، ج۲، ص۵۵؛ ابن حزم، ج۳، ص۲۱۰؛ رعینی، مواهب الجليل ج۲، ص۱۸۱؛ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱، ص۷۳۹۔
۳۔ سایس، ص۵۸۶۔
۴۔ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱، ص۷۳۹۔
۵۔ دیکھئے: نووی، المجموع، ج۳، ص۱۶۵؛ ابن قدامہ، ج۱، ص۱۵؛ شافعی، ج۱، ص۱۰۹؛ بہوتی، ج۱، ص۳۱۶؛ اندلسی، ج۱، ص۹۵؛ شربینی، ج۱، ص۱۸۵۔
۶۔ سیوطی، تفسیر الجلالين، ج۵، ص۴۲۔

دوسری روایت: عن ابی ھریرہ: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صنفان من اھل النار لم ارھما.... ونساء کاسیات عاریات"[۱]، (دو طرح کے لوگ جہنمی ہیں... وہ عورتیں جن کے جسم پر بظاہر تو لباس ہے مگر پردہ نہیں ہے)، احتمالاً یہ نازک اور بدن نما لباس کی طرف اشارہ ہے، بعض نے یہی تصریح بھی کی ہے[۲]۔

تیسری روایت: دحیہ الکلبی انہ قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقباطی فاعطانی منھا قبطیہ فقال اصدعھا صدعین فاقطع احدھما اوعط الاخر امرتک تختمر بطہ فلما ادبر قال و امر امراتک ان تجعل تحتہ ثوبا لا یصفھا"[۳]، (دحیہ کلبی کہتے ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصری نازک لباس ہدیہ کے طور پیش کئے گئے، آپؐ نے اس میں سے ایک مجھے دیا اور فرمایا: اپنی زوجہ کو دو لیکن اس کو تاکید کرنا کہ اس کے نیچے ایک کپڑا پہنے تاکہ اس کا بدن دکھائی نہ دے)۔

چوتھی روایت: "عن عایشہ انھا سئلت عن الخمار فقالت انما الخمار ما واری البشرہ والشعر"[۴]، (عایشہ سے مناسب روسری کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب میں کہا کہ جو کھال اور بالوں کو چھپادے)۔

پانچویں روایت: عائشہ سے منقول روایت ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب اسماء سے ان کے جسم پر موجود باریک لباس کی وجہ سے منھ پھیر لیا[۵]۔

۱۔ مسلم نیشابوری، صحیح مسلم، ج۶، ص۱۶۸۔
۲۔ ابن عاشور، التحریر و التنویر، ج۱۸، ص۱۶۶۔
۳۔ سجستانی، سنن ابی داود، ج۲، ص۲۷۳۔
۴۔ بیہقی، ج۲، ص۲۳۵۔
۵۔ ابن قدامہ، شرح الکبیر، ج۷، ص۳۵۵۔

نتیجہ

بہر صورت اگر ان روایتوں کی سند بھی صحیح نہ ہو تب بھی بدن کا چھپانا اور لباس کا ایسا ہونا جو بدن کو چھپا سکے ایک بدیہی اور واضح سی بات ہے۔ قرطبّی کے بقول، بدن کو چھپائے بغیر پردہ کا کوئی معنی و مطلب ہی نہیں[۱]۔

نشیب وفراز کا پردہ

بعض فقہاء اور اہل نظر علماء کا ماننا ہے کہ بدن کے نشیب و فراز کو چھپانا لازم نہیں ہے۔ چنانچہ اگر عورت کا حجم معلوم ہو رہا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے[۲]۔ اس کے برخلاف ابن عاشور، مالک سے ایک نقل کرتے ہیں کہ "اِنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ نَهىٰ النِّسَاءَ عَنْ لُبْسِ القَباطِي"[۳]، ابن عاشور اس روایت کی شرح میں ابن رشد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: قبطی لباس جس کو پہننے سے خلیفہ دوم نے منع کیا تھا، ٹائٹ، تنگ اور باریک ہونے کی وجہ سے بدن سے چپک جاتا تھا اور بدن کے تمام نشیب و فراز کو ظاہر کرتا تھا۔ روایت کی سند سے قطع نظر قبطی لباس کی یہ تفسیر و تشریح، ابن رشد کی اپنی سمجھ محسوس ہوتی ہے، للذا اس کی کوئی حجیت نہیں۔ پھر بھی بعض فقہاء نے اسی تفسیر کو قابل توجہ قرار دیا ہے اور قبطی لباس کو بدن نما لباس کے معنی میں جانا ہے۔ بہت سے فقہاء اور مفسرین ہر اس طور طریقہ اور اعمال و رفتار کو، جو اخلاقی فتنہ اور بہکنے کا سبب ہو، حرام جانتے ہیں، یہاں تک کہ اگر عورت کی خوبصورتی یا ماحول کی بدولت، چہرہ کھلا ہونے سے، اخلاقی فتنہ اور بہکنے کا اندیشہ ہو، تو ان کے نزدیک چہرہ کا چھپانا بھی واجب ہے[۴]۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں: "هذا عِندَ اَمنِ الفِتنَهِ...اتفاقُ المُسلِمِينَ عَلىٰ مَنعِ النِّسَاءِ اَنْ يُخرِجنَ سَافِرَاتِ الوُجوهِ لَا سِيَّمَا عِندَ كَثْرَةِ الفُسَّاقِ"[۵]، حرام میں نہ پڑنے کا اطمینان ہونے کی صورت میں چہرہ کا چھپانا لازم نہیں ہے۔ لیکن

۱۔ دیکھئے: قرطبّی، ج۱۴، ص۲۴۴۔
۲۔ دیکھئے: سید سابق، ج۱، ص۱۲۷؛ شافعی صغیر، نہایۃ المحتاج، ج۲، ص۶؛ شربینی، ج۱، ص۱۸۵؛ زحیلی، الفقہ اسلامی وادلتہ، ج۱، ص۷۳۹۔
۳۔ ابن عاشور، ج۱۸، ص۱۶۷۔
۴۔ دیکھئے: دسوقی، ج۱، ص۲۱۴؛ سرخسی، ج۱۰، ص۱۴۵؛ رعینی، ج۲، ص۱۸۱؛ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱، ص۷۳۹؛ حصکفی، ج۱، ص۴۳۷؛ اندلسی، ج۸، ص۳۴؛ زحیلی، تفسیر المنیر، ج۱۸، ص۲۱۸۔
۵۔ شوکانی، ج۶، ص۲۴۴۔

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نہیں جانا چاہیئے؛ خاص طور پر اس وقت جب نااہل جوانوں اور فاسقوں کی کثرت ہو۔ لہٰذا چونکہ عورت کے چہرے سے کہیں زیادہ اس کے جسم کے نشیب وفراز سے اخلاقی فساد اور نفس کے تحریک کا امکان ہے، عورت کے جسم اور اس کے حجم کو چھپانا واجب و ضروری جانا گیا ہے۔ اور شاید آیہ کریمہ: "وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ" میں زینت کا مصداق بھی عورت کے بدن کے نشیب وفراز ہی ہوں۔ لہٰذا ان کا چھپانا لازم اور ان کا پردہ واجب ہے۔

آیہ مبارکہ: "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ"[1] کی تفسیر میں بعض فقہاء معتقد ہیں کہ جاہلیت کے دور میں عورتیں اپنی خوبصورتی اور آرائش و زیبائی کی نمائش کرتی ہوئی گلیوں، کوچوں اور راستوں پر چلتی تھیں، تو یہ آیت نازل ہوئی اور ان کو اس طرح کی نازیبا حرکت سے منع کیا۔ لہٰذا کچھ فقہاء نے اس آیت سے بھی پردے کے وجوب کا استنباط کیا ہے[2]۔ ایک روایت میں مجاہد سے نقل ہوا ہے کہ یہ آیہ کریمہ ان عورتوں کے بارے میں ہے کہ جو مردوں کے درمیان آتی جاتی ہیں[3]۔ اگرچہ اس آیت میں مخاطب پیغمبرؐ کی بیویاں ہیں، لیکن پچھلی آیت: "فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ"[4] میں بیان شدہ تعلیل سے، حکم کی عمومیت قابل فہم ہے، جیسا کہ اکثر مفسرین نے بھی یہی سمجھا ہے۔ اور چونکہ اس آیہ کریمہ میں: "وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ"[5] خداوند عالم نے عورتوں کے "پازیب اور پائل" کو توجہ کے مبذول ہونے کی وجہ سے منع کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ پھیلنے کے اندیشہ کی صورت میں بدن کے نشیب وفراز کا ظاہر ہونا ممنوع ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر عورت کے لئے ایسا لباس پہننا حرام قرار دیا گیا ہے جو اس کی جانب انگلی اٹھنے کا سبب ہو اور وہ پیغمبرؐ کی لعنت کی مستحق قرار پائے۔

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۳۳۔

۲۔ دیکھئے: ملاحویش، بیان المعاني ج۵، ص۶۷۴؛ ابن العربي، احکام القرآن، ج۳، ص ۱۵۷۳؛ جصاص، احکام القرآن ج۵، ص۲۲۹؛ بیضاوی، انوار التنزیل و اسرار التأویل ج۴، ص۲۳۱؛ ابن عاشور، ج۲۱، ص ۲۴۴۔

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج۶، ص ۳۶۳۔

۴۔ سورہ احزاب، آیت ۳۲۔

۵۔ سورہ نور، آیت ۳۱۔

ابن عباس نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے: "خدا مرد نما عورتوں پر لعنت کرتا ہے۔" اسی مطلب کو ابوہریرہ نے بھی نقل کیا ہے۔ عائشہ بھی کہتی تھیں کہ پیغمبرؐ نے مرد نما عورتوں پر لعنت و نفرین کی ہے۔

پردہ اور حکومت کی ذمہ داری

حجاب اور پردہ کے موضوع پر یہ سوال بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ پردہ کے رواج اور بے حجابی کی روک تھام کو لیکر حکومت کی ذمہ داری کیا ہے؟ آیا بے حجابی کے تئیں حکومت ردِّ عمل دکھا سکتی ہے اور قوت و طاقت کے زور پر پردہ کی رعایت و حجاب کا ماحول پیدا کر سکتی ہے؟ اہلسنت کی فقہ اس سلسلہ سے کیا فقہی راہِ حل رکھتی ہے؟ اس سوال کا جواب اس بات پر موقوف ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ شارع مقدس نے پردہ کا حکم کیوں دیا ہے؟

اگر خواتین کی حرمت اور ان کا احترام، اس حکم کا باعث ہے تو یہ مسئلہ عورتوں کا ایک داخلی اور خصوصی مسئلہ ہے۔ حکومت کو اس میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔ بعض اہل نظر فقہاء اسی کو اس طرح کے احکام کا ملاک اور معیار قرار دیتے ہیں اور حجاب کو ایک امر خصوصی کے عنوان سے مانتے ہیں۔ آیہ جلباب کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ اکثر فقہاء اس آیہ کریمہ کے مد نظر، پردہ کو کنیزوں کے لئے واجب نہیں جانتے، کیونکہ وہ اجتماعی حرمت کی حامل نہیں ہوتیں؛ بلکہ اسی لئے ایک روایت کی رو سے خلیفہ دوم کے زمانہ میں کنیزوں کو مقنعہ اور روسری استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی[۲]۔

لیکن اگر شارع مقدس نے پردہ کا حکم، فتنہ انگیزی اور شہوانی تحریک سے بچنے کے لئے دیا ہو، جیسا کہ بعض فقہاء اسی کو پردہ کے وجوب کا ملاک اور سبب قرار دیتے ہیں، اور مندرجہ ذیل دلائل سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے:

۱۔ سجستانی، ج۲، ص۲۶۹۔
۲۔ سیوطی، ج۵، ص۲۲۱۔

۔"فَيَطْمَعُ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ"[۱]، فتنہ کو روکنے اور سامان حفاظت فراہم کرنے کے لئے پردہ واجب کیا گیا ہے۔

۔"وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحاً فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ وَاَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌلَهُنَّ"[۲]، (اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنھیں اب نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کردیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور وہ بھی عفت کا تحفظ کرتی رہیں)۔ پردہ کے سلسلہ سے بوڑھی خواتین کی سہل انگاری چونکہ فتنہ کا سبب نہیں ہوتی، اس لئے انھیں قدرے چھوٹ دے دی گئی ہے، اگرچہ آیت کے آخر میں انھیں عفت کی رعایت کی تلقین وتاکید ہے۔

۔وہ حدیثیں جو معاشرے میں عورتوں کے کم سے کم حاضر ہونے، حتیٰ نماز جماعت وجمعہ جیسے روح پرور مذہبی اجتماعات ومراسم میں ان کے شامل نہ ہونے کے سلسلے سے وارد ہوئی ہیں، بعض فقہاء نے اس طرح کی احادیث سے استنباط کیا ہے کہ شارع مقدس کا یہ حکم، فتنہ وفساد کو روکنے کے تناظر میں ہے[۳]۔

اس مبنیٰ کی روشنی میں پردہ کی رعایت اور بے حجابی، افراد کے خصوصی عمل کے زمرے سے خارج اور ایک سماجی مسئلہ کہلائے گی۔اور یقینا حکومت کو اس میں اپنی ذمہ داری ادا کرنا چاہیئے۔

حکومت کے اختیارات کی دلیلیں

پردہ اور حجاب کے سلسلہ سے حکومت کی ذمہ داری کے بعض دلائل، اہل سنت کی فقہ سے پیش کئے جارہے ہیں:

پہلی دلیل: گناہگار کی تعزیر پر اجماع

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۳۲۔

۲۔ سورہ نور، آیت ۶۰۔

۳۔ دیکھئے: ترمذی، ج۲، ص۲۵۹؛ بخاری، صحیح بخاري، باب: خروج النساء الی المساجد، ماجار فی کرا هیۂ زیارۂ قبور اللنساء، خروج النساء فی العیدین؛ السجستانی، ج۱، ص۱۹۷؛ مالک ابن انس، ج۱، ص۱۹۷۔

بے حجابی حرام اور بے پردگی گناہ ہے، اہل سنت فقہاء کا اعتقاد ہے کہ حاکم ہر طرح کے گناہ کو روکنے کا اختیار رکھتا ہے چاہے وہ حق اللہ ہو اور چاہے لوگوں کا حق، بلکہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ ابن نجیم لکھتے ہیں: " اَمَّا سَبَبُ وُجُوبِ التَّعْزِیْرِ فَارْتِکَابُ جِنَایَةٍ لَیْسَ لَهَا حَدٌّ مُقَدَّرٌ فِی الشَّرعِ سَواء کَانَتْ الجِنایَةُ عَلی حَق اللهِ تَعالیٰ اَوْحَق العبد فَیعزرُ کلُ عَاقِلٍ ارْتَکَبَ جِنایَةً لَیْسَ لَهَاحَدٌ مُقَررٌ سَواء کَانَ حُراً اَوْ عَبْداً اَوْ ذَکَراً اَوْ اُنْثٰی، مُسْلِماً اَوْ کَافِراً، بَالِغاً اَوْ صَبِیّاً بَعْدَ اَنْ یَکُوْنَ عَاقِلاً"[۱]۔ "ماوردی"، "فراء" اور "ابن اخوہ" نے ان موارد کا بھی ذکر کیا ہے جہاں شارع مقدس نے تعزیر کا حکم دیا ہے[۲]۔ اہل سنت کے تمام فقہاء اس مسئلہ پر اتفاق نظر رکھتے ہیں[۳]۔

احکام الٰہی کے استنباط و بیان کے لئے، منابع اہل سنت میں، علماء کا اجماع، ایک مآخذ کی حیثیت سے، پہلی دلیل ہے کہ حکومت "پردے "کے مسئلہ میں ذمہ دار ہے۔ اور حجاب کی رعایت کے لئے اسے ایسے اقدامات کرنے کا حق ہے جس سے سماج اور سوسائٹی کو اخلاقی برائیوں سے بچایا جاسکے۔

بعض فقہاء کے مطابق سزا اور تعزیرات کے مصادیق یہ ہیں: "وَالتَّعْزِیرَ یَکُونُ اِمَّا الضَّرْبُ اَوْ بِالْحَبْسِ اَوْ الجَلْدِ اَوْ النَّفْیُ اَو التَّوْبِیخِ اُو التَغْرِیمِ الْمَالِی اَوْ نَحوِ ذٰلکِ مِمَّا یراہ اَلْحَاکِمُ رَادِعاً لِلشَّخْصِ بِحَسَبِ اخْتِلَافِ حَالاتِ النَّاسِ حَتی القیل سِیَاسة"[۴]۔ سزا مار پیٹ، کوڑے مارنا، قید کرنا، جلا وطن کرنا، توبیخ کرنا، مالی جرمانہ وغیرہ کچھ بھی ہوسکتی ہے جو گناہ سے رکاوٹ کا سبب بن سکے۔

حنبلی مذہب کے نامور فقیہ علامہ کاشانی نے سماج کے مختلف گروہوں کے لئے، ان کے لحاظ سے مناسب سزا و تعزیرات کو تفصیل سے بیان کیا ہے[۵]۔[۶]

۱۔ مصری، ج۵، ص۶۷۔

۲۔ دیکھئے: فراء، الاحکام السلطانیه، ص۲۷۹-۲۸۱؛ ماوردی، الاحکام السلطانیه، ص۲۳۷-۲۳۸؛ قرشی، معالم القریه، ص۷۸-۹۱۔

۳۔ جزیری، ج۵، ص۵۹۲۔

۴۔ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱۴۱۸ھ: ج۴، ص۳۸۷۔

۵۔ کاشانی، ج۷، ص۶۴۔

۶۔ ومن مشایخنا من رتب التعزیر علی مراتب الناس فقال التعازیر علی اربعة مراتب، تعزیر الاشراف وهم الدهاقون والقواد وتعزیر اشراف الاشراف وهم العلویة والفقهاء وتعزیر الاوساط وهم السوقه وتعزیر الاخساء وهم السفلة فعزیر اشراف الاشراف بالاعلام المجرد و

دوسری دلیل: امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اہل سنت کی فقہ میں "حسبہ" نامی تنظیمیں پائی جاتی ہیں، ان کے اپنے قاعدے قانون ہیں۔ اس کی روشنی میں مسلمان حکام، ایک باصلاحیت، دینی احکام سے واقف شخص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے معین کرتے ہیں، تنظیمیں اور ضروری ساز و سامان، اس کے اختیار میں دیتے ہیں تاکہ وہ سوسائٹی کو برائیوں سے روک سکے۔ ابن خلدون کے بقول: "حسبہ" اس دینی و مذہبی ذمہ داری کا نام ہے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تئیں مسلمانوں کے حاکم پر عائد ہوتی ہے کہ وہ کسی شخص کو اس کام کے لئے منتخب کرے اور ایک عملہ اور ساز و سامان اس کے اختیار میں دے تاکہ وہ سماجی برائیوں پر نظر رکھے اور متخلفین کو تنبیہ کرے[1]۔ فقہ اہل سنت کی رو سے گناہگاروں کی تعزیر اور خطاکاروں کو سزا دینا بھی، محتسب کی ذمہ داریوں اور آئینی وظیفوں میں سے ایک ہے[2]۔ کتاب "معالم القربہ" کے مقدمہ میں ادارہ حسبہ کی تشکیل اور مرور ایام کے ساتھ اس میں تغیر و تحول کے بارے میں لکھا ہے کہ: پیغمبر اسلامؐ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کے ذریعہ اسلامی حکومت کی تشکیل کے آغاز سے ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر رائج تھا۔ مصر میں اسلامی حکومتوں کے قیام کے بعد اس میں مزید وسعت آ گئی۔ مذکورہ کتاب میں ان کے کاموں کے کچھ نمونوں کا بیان ہوا ہے۔ ذیل میں بعض کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے:

۔ خلیفہ دوم نے عورتوں کے ساتھ مردوں کو طواف کرنے سے منع کیا اور ایک مرد کو، جو عورتوں کے درمیان نماز پڑھ رہا تھا، کوڑے کے ذریعہ تنبیہ کی[3]۔

"**جور بن اولع**" نامی شخص، سنہ ۲۵۳ ہجری میں مصر کا پولیس داروغہ منصوب ہوا، وہ بہت سخت اور کٹر مزاج انسان تھا۔ اس نے عورتوں کے لئے عمومی حمام میں، اہل قبور کی زیارتوں اور مُردوں کے

هوان يبعث القاضی امينه اليه فيقول له بلغنی انک تفعل کذا وکذا و تعزير الاشراف بالاعلام والجر الی باب القاضی والخطاب بالمواجهه و تعزير الاوساط بالاعلام والجر والحبس و تعزير السفلة الاعلام والجر و الضرب والحبس لان المقصود من التعزير هو الزجر و احوال النّاس فی الانزجار علی هذه المراتب.

۱۔ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ص۲۳۹۔

۲۔ ر.ک: ماوردی، ص ۲۳؛ فراء، ص ۲۸۴؛ قرشی، ص ۵۶۔

۳۔ قرشی، ۱۴۰۸ھ: ص ۴۔

لئے بر پا ہونے والی گریہ وزاری کی مجلسوں میں جانے پر روک لگادی تھی اور مخالفت کرنے والوں کو سخت سزا دیتا تھا[۱]۔

مصر کے خلیفہ نے سنہ ۳۹۵ ہجری میں ، بے پردہ عورتوں کے آنے جانے اور راستوں سے ان کے گزرنے پر پابندی لگائی[۲]۔

لہٰذا اہل سنت فقہ کی روشنی میں پردے کا حکم، حجاب کی رعایت اور بے پردگی یا بد حجابی کی روک تھام حکومت کی اہم ذمہ داریوں میں ہے۔

تیسری دلیل: اجتماعی امنیت کی فراہمی

فقہ اہل تسنن کی رو سے انفرادی اور عمومی احکام کے ٹکراؤ کی صورت میں ، عمومی احکام مقدم ہیں، لوگوں کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے نجی مسائل کی بنیاد پر سماجی نظم میں خلل ایجاد کریں۔ اور چونکہ بے پردگی اور بد حجابی، سماج اور خانوادوں کی اخلاقی اور دینی سلامتی کے لئے ایک بڑا خطرہ اور اس کے برخلاف پردے کی رعایت اور جنسی تحریک کی روک تھام؛ لوگوں کے رشد واقبال کا ذریعہ ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے قوانین بنائے جو اجتماعی امنیت اور سماجی سلامتی کے ضامن ہوں۔

چوتھی دلیل: مسلمانوں کے شعائر کی حفاظت

شعائر اسلامی کی حفاظت، حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ہے ۔ فقہ اہل سنت میں حاکم کو حق دیا گیا ہے کہ اگر اہل اسلام کی سستی اور سہل انگاری ، مسلمانوں کے عمومی شعائر ، جیسے : نماز عید، نماز جماعت، اذان وغیرہ...کے مٹنے اور فراموشی کا سبب بن جائے تو وہ انہیں سزا دے سکتا ہے[۳]۔ پردہ

۱۔ سابق حوالہ، ص۳۹۔

۲۔ سابق حوالہ، ص۱۷۔

۳۔ دیکھئے: نووی، ج۵، ص۲؛ رافعی، فتح العزیر ، ج۵، ص۴؛ شربینی، ج۱، ص۳۱۰؛ ماوردی، ص۲۴۴؛ رعینی، ج۲، ص۲۹۶؛ سمرقندی،» تحفۃ الفقہاء، ج۱، ص۱۰۹۔

بھی، اسلامی شعائر اور مسلمانوں کی علامت شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیئے کہ اس کے رواج، بے پردگی سے مقابلہ کی تدابیر اور بد حجابی کی روک تھام کے راستے نکالے۔

لہٰذا فقہ اہل تسنن کی رو سے حکومت کی شرعی ذمہ داری ہے کہ حجاب کی رعایت اور بے پردگی کی روک تھام کی ہر ممکن کوشش کرے، اور مخالفت کرنے والوں کو تنبیہ کرے۔

حوالہ جات

❖ قرآن کریم

❖ ابن اثیر، مبارک (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر) قم، اسماعیلیان، ۱۳۶۴

❖ ابن جوزی، عبدالرحمٰن: (زادالمسیر فی علم التفسیر)، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۴۲۲ھ

❖ ابن حزم، علی بن احمد: (المحلّی)، دمشق، دار الفکر، بی تا

❖ ابن خلدون، عبدالرحمٰن: (مقدمہ ابن خلدون)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۴ھ

❖ ابن عاشور، محمد بن طاہر، (دار التحریر والتنویر) بی جا، بی نا، بی تا۔

❖ ابن عربی، محمد: (احکام القرآن) بی جا، جی نا، بی تا۔

❖ ابن قدامہ، عبدالرحمٰن، (الشرح الکبیر)، بیروت، دار الکتب العربی، بی تا۔

❖ ابن قدامہ، عبداللہ: (المغنی)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۵ھ

❖ ابن قدامہ، عبداللہ: (عمدۃ الفقہ)، طائف، مکتبۃ الطرفین، بی تا۔

❖ ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو: (تفسیر القرآن العظیم)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ

❖ ابن منظور، محمد: (لسان العرب)، قم، ادب الحوزہ، ۱۳۶۳۔

❖ ابوالبرکات، احمد بن محمد: (الشرح الکبیر)، بیروت، دار احیاء الکتب العربیہ، بی تا۔

❖ الاندلسی، ابن عطیہ: (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ

❖ الاندلسی، محمد بن احمد بن رشد: (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۵ھ

❖ بخاری، محمد: (صحیح بخاری)، بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۱ء

❖ بیضاوی، عبداللہ: (انوار التنزیل واسرار التاویل)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۸ھ

❖ بیہقی، احمد: (السنن الکبری)، دمشق، دار الفکر، بی تا۔

❖ بہوتی، منصور: (کشاف القناع)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ

❖ ترمذی، محمد: (سنن الترمذی)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۳ھ

❖ الجزیری، عبد الرحمٰن: (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)، بی جا، بی نا، بی تا۔

❖ الجصاص، احمد بن علی: (احکام القرآن)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۵ھ

❖ الحرانی، احمد بن تیمیہ: (شرح عمدۃ الفقہ)، ریاض، مکتبۃ العبیکان، ۱۴۱۳ھ

❖ الحصکفی، محمد امین: (الدر المختار)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۵ھ

❖ الدسوقی، محمد: (حاشیۃ الدسوقی)، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۴ھ

❖ راغب اصفہانی: (المفردات فی غریب القرآن)، دمشق، دار العلم، ۱۴۱۲ھ

❖ الرافعی، عبد الکریم: (فتح العزیز)، بیروت، دار الفکر، بی تا۔

❖ الرعینی، محمد الحطاب: (مواہب الجلیل)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ

❖ الزحیلی، وھبہ: (التفسیر المنیر)، دمشق، دار الفکر، ۱۴۱۸ھ

❖ الزحیلی، وھبہ: (الفقہ الاسلامی وادلتہ)، دمشق، دار الفکر، ۱۴۱۸ھ

❖ سایس، محمد علی، (تفسیر آیات الاحکام)، بی جا، بی نا، بی تا

❖ سیایس، محمد، سلیمان بن الاشعث: (سنن ابی داود)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۰ھ

❖ السرخسی، ابوبکر: (اصول السرخسی)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ

❖ السمر قندی، محمد: (تحفة الفقهاء)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ

❖ سید سابق: (فقہ السنہ)، بیروت، دار الکتاب العربی، بی تا

❖ السیوطی، جلال الدین: (الدر المنثور)، قم، کتابخانہ آیت اللہ مرعشی، ۱۴۰۴ھ

❖ السیوطی، جلال الدین، المحلی، جلال الدین: (تفسیر الجلالین)، بیروت، مؤسسہ النور، ۱۴۱۶ھ

❖ الشافعی الصغیر، محمد ابو العباس: (نہایۃ المحتاج)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۲ھ

❖ الشافعی، محمد بن ادریس: (کتاب الام)، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۳ھ

❖ الشربینی، محمد بن احمد: (الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع)، بیروت، دار المعرفہ، بی تا۔

❖ الشربینی، محمد بن احمد: (مغنی المحتاج)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۷ھ

❖ الشوکانی، محمد بن علی: (نیل الاوطار)، بیروت، دار الجیل، ۱۹۷۳ء

❖ عبد القادر، محمد: (مختار الصحاح)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ

❖ عبد الوہاب، محمد: (شروط الصلاہ وارکانھا وواجباتھا)، ریاض، مطالع الریاض، بی تا۔

❖ الفراء، محمد بن ابی یعلی: (الاحکام السلطانیہ)، قم، دفتر تبلیغات، بی تا۔

❖ الفراھیدی، خلیل: (العین)، قم، دار الہجرہ، ۱۴۰۹ھ

❖ القرشی (ابن اخوہ)، محمد: (معالم القربہ)، قم، دفتر تبلیغات اسلامی، ۱۴۰۸ھ

❖ القرطبی، محمد بن احمد: (الجامع لاحکام القرآن)، تہران، ناصر خسرو، ۱۳۶۴۔

❖ الکاشانی، ابو بکر: (بدائع الصنائع)، پاکستان، المکتبۃ الحبیبیہ، ۱۴۰۹ھ

❖ الماردینی، علاء الدین: (الجوہر النقی)، دمشق، دار الفکر، بی تا

❖ مالک بن انس: (الموطا)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ

❖ الماوردی، علی: (الاحکام السطانیہ)، قم، دفتر تبلیغات، بی تا

❖ المرغینانی، ، علی: (الہدایہ)، بی جا، المکتبہ الاسلامیہ، بی تا

❖ المزنی، اسماعیل: (مختصر المزنی)، بیروت، دار المعرفہ، بی تا

❖ المصری، ابن نجیم، (البحر الرائق)، بیروت، دار احیاء الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ

❖ ملاحویش آل غازی، عبد القادر: (بیان المعانی)، دمشق، مطبعۃ التوفی، ۱۳۸۲

❖ المودودی، عبد الاعلی: (الحجاب)، بی جا، دار الفکر، بی تا

❖ النووی، محمد بن عمر: (مراح لبید)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ

❖ النووی، یحیٰی بن شرف: (المجموع)، بیروت، دار الفکر، بی تا

❖ النشیابوری، مسلم: (صحیح مسلم)، بیروت، دار الفکر، بی تا

~~~
~~~

حجاب کیا ہے؟

کیوں ضروری ہے؟ مخالفت کیوں ہے؟

مولف: مولانا سید محمد حسنین باقری

مقدمہ

حجاب وپردہ یعنی اپنے خالق کے حکم کی پیروی کرنا ہےاور حجاب کا مطلب ہے کہ ہم اپنے دین پر عمل پیرا ہیں اس کے باغی نہیں ہیں، حجاب کا مطلب ہے ہم قرآنی حکم کے مخالف نہیں ہیں۔ حجاب عورت کی عزت وآبرو کا اظہار ہے۔حجاب، عورت کا سماج میں صحیح مقام و مرتبہ ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔ حجاب، عورت کو غلط نگاہوں سے محفوظ رکھنے کا وسیلہ ہے۔ حجاب کا مطلب ہے کہ عورت مفاد پرست افراد کے ہاتھوں کا کھلونا نہیں ہے۔ حجاب کا مطلب ہے محبت صرف جائز رشتوں کے درمیان رہے تاکہ گھر کا شیرازہ نہ بکھرنے پائے۔ حجاب عورت کی حیاء و عفت کی علامت ہے۔ حجاب، عورت کی نجابت و پاکیزگی کا اظہار ہے۔ حجاب، اعلان ہے کہ عورت مثل ہیرے کے قیمتی شئے ہے نہ کہ عام پتھروں کی طرح ہے۔ حجاب کا مطلب ہے اس قیمتی ہیرے کو چور آنکھوں سے بچایا جائے۔ پردہ کا مطلب اس بات کا اعلان کہ مقدس چیز جزدان میں ہوتی ہے (جیسے قرآن جزدان میں ہوتا ہے عام کتابیں نہیں)۔ پردہ کا مطلب عورت محترم ہے (جیسے کعبہ محترم اور گھروں میں امام باڑے اور شہ نشین میں پردہ پڑا ہوتا ہے)۔ حجاب یعنی عورت کے لیے امن ترین پناہگاہ۔ حجاب کا مطلب سماج کو برائیوں سے محفوظ رکھنا۔ حجاب کا مطلب زنا جیسے بدترین فعل سے معاشرہ کو محفوظ رکھنا۔ حجاب، کا مطلب عورتوں کی عزتوں کو نیلام ہونے سے روکنا۔ حجاب وپردہ کا مطلب رشتوں کا تقدس باقی رہنا۔ حجاب کا مطلب دنیا کو برائیوں کی طرف لے جانے والوں کو انکے مذموم مقاصد میں ناکام کرنا۔ حجاب یعنی اس بات کا اعلان کہ عورت مردوں کے مفاد اور انکے کاروبار میں آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے۔ حجاب یعنی عورت بھی سماج میں عزت و وقار کے ساتھ جینے کا حق رکھتی ہے۔ حجاب یعنی گھروں کے ماحول کو جنت نظیر بنائے رکھنا۔ حجاب کا مطلب ہے

مرد و عورت کا اپنی ذمہ داریوں اور فرائض پر پوری توجہ دینا۔ حجاب حفاظت ہے محدودیت نہیں۔ حجاب یعنی ہوسرانوں کے لیے اینٹی وائرس۔ حجاب یعنی گھر کا مرد حیا و غیرت رکھتا ہے۔ حجاب و پردہ یعنی مرد کو اپنے ناموس کی حفاظت کی فکر ہے۔۔۔

مرحوم مہذبؔ لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں:

پردے کے مخالف ہیں زمانے والے نسواں کو ہیں بازاروں میں لانے والے
کیوں روئیں گے بے پردگیِ زینبؑ پر اسلام میں پردے کو اُٹھانے والے

(۲)

اغیار میں اور تجھ میں پہچان نہیں ایمان کا دعویٰ ہے پر ایمان نہیں
اسلام کی روح ہے بقائے پردہ گر تو ہے مخالف تو مسلمان نہیں [۱]

حجاب کا ایک الٰہی قانون

دینِ اسلام، اللہ کا بنایا ہوا دین ہے، اس میں جتنے قوانین ہیں سب خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں۔ انسان اپنی تمام مصلحتوں کو مکمل طور پر سمجھ نہیں سکتا، انسان کا بنایا ہوا قانون اس کی معلومات و صلاحیتوں کی حد تک ہو سکتا ہے اس لیے اس میں کمی و نقصانات کا احتمال پایا جاتا ہے۔ صرف جو قانون ہر اعتبار سے مکمل ہو سکتا ہے یا انسانی تمام ضرورتوں کو بیان کر سکتا ہے وہ خلاق عالم ہی کا بنایا ہوا قانون ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ماننا پڑے گا کہ جب اللہ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دین اسلام کی شکل میں ایک دستورالعمل اور قانون بھی دنیا میں پیش کیا۔ [۲]

۱۔ درس حجاب، مہذب لکھنوی

۲۔ ''اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ'' دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۹؛ ''وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ'' (سورہ آل عمران، آیت ۸۵) اور جو اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین تلاش کرے گا تو وہ دین اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت کے دن خسارہ والوں میں ہوگا؛ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً'' (سورہ مائدہ، آیت ۳) آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنایا ہے۔

اللہ نے اپنے قوانین کو یا قرآن کے ذریعہ دنیا میں پیش کیا یا اپنی جانب سے بھیجے ہوئے انبیاء و رسولوں کے ذریعہ۔ قرآن میں جو قوانین بیان کیے اس کی وضاحت اور تشریح اپنے رسول کے ذمے کی ہے۔[۱] قرآن میں جتنے قوانین ہیں سب خداوند عالم کے ہیں اور اس کی مکمل توضیح و تشریح اور تفسیر پیغمبر اکرم ﷺ کے ذریعہ یا پھر انکے ذریعہ جنکو قرآن کا علم دیا گیا ہے یعنی حضرت علیؑ اور انکی اولاد میں ائمہ اطہارؑ کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

حجاب و پردہ کا قانون بھی خدا کا بنایا ہوا ہے جیسا کہ قرآن میں متعدد جگہ پر حکم حجاب موجود ہے۔ اس سے کتنا اور کیسا فائدہ اٹھایا جائے اور یہ کس طرح کا حکم ہے؟ یہ رسولؐ اور انکے برحق جانشین بتائیں گے۔

حیاء و عفت ایک انسانی فطرت

خداوند عالم نے انسان کو تمام مخلوقات پر برتری اور فضیلت عطا کی ہے۔[۲] لہٰذا بعض خصوصیات اس کے وجود میں ودیعت کی ہیں انھیں خصوصیات میں ایک حیاء و عفت بھی ہے۔ حیاء و عفت ایک انسانی فضیلت ہے بالخصوص عورت کا زیور ہے۔ حیاء و عفت انسان کی سرشت میں ہے جیسا کہ قرآن میں جناب آدمؑ و حواؑ کے واقعہ میں ذکر ہے: فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَ...[۳]

پھر (شیطان نے آدم و حوا) دونوں کو دھوکہ کے ذریعہ درخت کی طرف جھکا دیا اور جیسے ہی ان دونوں نے چکّھا شرمگاہیں کھلنے لگیں اور انھوں نے درختوں کے پتے جوڑ کر شرمگاہوں کو چھپانا شروع کر دیا۔۔۔

یعنی اپنی شرمگاہوں کو چھپا کر اس انسانی سرشت کا ثبوت پیش کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ حیاء و عفت کی حفاظت پردے و حجاب سے ہوتی ہے بے حجابی و بے پردگی حیاء و عفت کو ختم کر دیتی ہے۔

---

۱ ” وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (سورہ نحل، آیت ۴۴) اور آپ کی طرف بھی ذکر (قرآن کو نازل کیا ہے تاکہ ان کے لئے ان احکام کو واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔

۲۔” لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ “ (سورہ تین، آیت ۴) ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ ”فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ“ (سورہ مومنون، آیت ۱۴) تو کس قدر بابرکت ہے وہ خدا جو سب سے بہتر خلق کرنے والا ہے۔

۳۔ سورہ اعراف، آیت ۲۲

خداوند عالم کی جانب سے حجاب کے حکم کی حکمت - جو قرآن اور احادیث کی تصریح کے مطابق[۱] ذہنی سکون، معاشرے میں اخلاقی اقدار کی حفاظت اور عفت اور حیاء کی قدر قیمت اور اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔اس حکمت پر غور و فکر سے حجاب کے احکام کے مختلف مراحل پر تحلیل کی جا سکتی ہے۔ قرآن، احادیث اور فقہی متون کی روشنی میں عفت اور تقویٰ کے حصول اور انہیں تقویت دینا، نامحرم مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے حیاء اور عفت کی رعایت اور بعض دیگر امور (جیسے نامحرم مرد اور عورت کا ایسی جگہ تنہائی میں رہنے کو حرام قرار دیا جانا جہاں تیسرے شخص کے آنے کا امکان نہ ہو، مردوں کو شہوت کی نگاہ سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے شدید منع کرنا، عورتوں کو نامحرم سے پردہ کرنے اور معاشرے میں ہر قسم کی تحریک آمیز رفتار جیسے تحریک آمیز باتوں اور زینت سے اجتناب کرنا وغیرہ) پر زور دینا عفت اور حیاء کا حجاب سے گہرے رابطے کی نشاندہی کرتا ہے۔[۲]

حجاب دیگر ادیان میں

حجاب صرف اسلام سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اسلام سے پہلے کی اقوام میں بھی خواتین کے پردے کا رواج تھا۔[۳] عیسائی اور یہودی، خواتین کے سر کے بال چھپانے کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اس کو خواتین کی عفت کی نشانی سمجھتے تھے۔ عیسائی الہیات کا عالم، ترتولیانوس (متوفی ۲۲۵ء) حجاب کے بارے میں لکھی ہوئی اپنی کتاب میں عیسائی عورتوں کو کپڑے پہننے، سر کے بال کو زینت کرنے، چلنے کا طریقہ اور زیورات کے استعمال میں مشرک عورتوں کی طرح نہ ہونے کو لازمی قرار دیتا ہے۔ بیسویں صدی میں آرتھوڈوکس یہودیوں کا ایک گروہ، بھی خواتین کے سر کے بال ڈھانپنے کی تاکید کرتا ہے۔[۴]

ہندوستان میں بھی ہندو قدیمی روایت کے مطابق ان کے معزز خانوادوں میں خواتین کے درمیان لمبے گھونگھٹ کے ذریعہ پردہ رائج رہا ہے اور بعض جگہوں پر آج بھی ہے جسے بُرا نہیں سمجھا گیا۔آج بھی بہت سی

۱۔ مراجعہ کریں: سورہ احزاب، آیت ۳۳، ۵۳، ۵۹؛ سورہ نور، آیت ۶۰ ؛ وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج ۲۰، ص ۱۹۴، ح ۲۲۳۶

۲ ۔ رجوع کریں: سورہ احزاب آیت ۳۳؛ وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج ۲۰، ص ۱۸۶، ح ۱۱۹۵ و ۲۲۰۹ و ۲۱۲۲؛ بحار الانوار، محمد باقر مجلسی، ج ۶۸، ص ۲۷۲؛ عروۃ الوثقیٰ، طباطبائی یزدی، ج ۵، ص ۴۹۰؛ الفقہ الاسلامی وادلتہ، زحیلی، ج ۷، ص ۳۳۶۔۳۳۷ بہ نقل از ویکی شیعہ

۳۔ مراجعہ کریں: سفر پیدائش، ۶۶۵۲۴؛ کتاب اشعیاء نبی، ۱۲۴۳؛ نامہ اول پولس بہ قرطیان، ۱۵۴۱۱؛ ایرانیکا، ذیل، ۱۱۔۱ Cador؛ دائرۃ المعارف جہان اسلام، آکسفورڈ، ذیل واژہ، اس کے ستر کے اسباب کے لئے رک: مطہری، ص ۳۳۱ ۳

۴۔ مراجعہ کریں: د۔جودائیکا، ذیل Covering of the Head؛ دائرۃ المعارف دینی، ذیل Tertullian, xxclothing بہ نقل از ویکی شیعہ

جگہوں پر نئی نویلی دلہن، سسرال میں شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں کے سامنے چہرہ کو ڈھکتی ہے۔ سکھ خواتین میں بھی سر پر دوپٹہ ڈالنے کا رواج ہے۔ غرض دنیا کے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی عنوان سے عورتوں کے حجاب و پردہ کا تصور ملتا ہے۔ گویا جو مذہب عورت کی عزت و عظمت کا قائل ہے وہاں پردہ پایا جاتا ہے۔

حجاب قرآن کی نظر میں

خداوند عالم نے قرآن کریم میں جو قوانین اپنی مخلوق کے لیے بیان کیے ہیں ان میں سے ایک حجاب و پردہ ہے۔ متعدد جگہوں پر قرآن نے حجاب (پردہ) کا حکم دیا ہے: مثلاً:

(۱) : " قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ " (سورہ نور، آیت ۳۰۔۳۱)

ترجمہ: اور پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے اور بیشک اللہ ان کے کاروبار سے خوب باخبر ہے۔ اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر رکھیں اور اپنی زینت کو اپنے باپ، دادا، شوہر، شوہر کے باپ دادا، اپنی اولاد، اور اپنے شوہر کی اولاد اپنے بھائی اور بھائیوں کی اولاد اور بہنوں کی اولاد اور اپنی عورتوں اور اپنے غلام اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کی طرف سے کوئی خواہش نہیں رہ گئی ہے اور وہ بچّے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور خبردار اپنے پاؤں پٹک کر

نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہو جائے اور صاحبانِ ایمان تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہو کہ شاید اسی طرح تمہیں فلاح اور نجات حاصل ہو جائے۔

۲) " وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللاَّتِيْ لاَيَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ وَأَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ "۔ (سورہ نور، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کردیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور وہ بھی عفت کا تحفظ کرتی رہیں کہ یہی ان کے حق میں بھی بہتر ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے۔

۳۔" يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿۳۲﴾۔وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى۔" (سورہ احزاب، آیت ۳۲۔ ۳۳)

ترجمہ: اے زنانِ پیغمبر تم اگر تقویٰ اختیار کرو تو تمہارا مرتبہ کسی عام عورت جیسا نہیں ہے لہٰذا کسی آدمی سے لگی لپٹی بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے لالچ پیدا ہو جائے اور ہمیشہ نیک باتیں کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔

۴) " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا " (سورہ احزاب، آیت ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو خبردار پیغمبر کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہونا جب تک تمہیں کھانے کے لئے اجازت نہ دے دی جائے اور اس وقت بھی برتنوں پر نگاہ نہ رکھنا ہاں جب دعوت دے دی جائے تو داخل ہو جاؤ

اور جب کھالو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں نہ لگ جاؤ کہ یہ بات پیغمبر کو تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ تمہارا خیال کرتے ہیں حالانکہ اللہ حق کے بارے میں کسی بات کی شرم نہیں رکھتا اور جب ازواج پیغمبر سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو کہ یہ بات تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہیں حق نہیں ہے کہ خدا کے رسول کو اذیت دو یا ان کے بعد کبھی بھی ان کی ازواج سے نکاح کرو کہ یہ بات خدا کی نگاہ میں بہت بڑی بات ہے۔

۵) "يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا "۔ (سورۂ احزاب، آیت ۵۹)

ترجمہ: اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے ۔

مذکورہ آیات میں بہت ہی واضح انداز میں عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ بالفرض اس کے حدود و شرائط، وجوب و استحباب، لازمی حکم یا بہتر عمل وغیرہ جیسی چیزوں کو قرآن والے ہی طے کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ جس طرح کسی بھی ملک کے قانون کی کتاب کی وضاحت اور قوانین تفسیر و تشریح صرف اس شعبہ سے وابستہ افراد ہی کر سکتے ہیں۔ دوسرا نہ صحیح طور پر ان قوانین کو سمجھ سکتا ہے اور نہ انکی باریکیوں کو جان سکتا ہے۔ اسی طرح الٰہی قانون کی کتاب قرآن کریم سے ہر ایک طے نہیں کر سکتا اور نہ حق رکھتا ہے کہ طے کرے کہ قرآنی حکم کا واقعی مطلب و مفہوم کیا ہے۔ یہ بات صرف قرآن کا علم رکھنے والے ہی بتا سکتے ہیں کہ قرآن کی آیات سے مراد کیا ہے۔

شریعت اسلام میں تفسیر بالرائے کو اسی لیے حرام قرار دیا گیا ہے کہ قرآنی مفاہیم و مطالب کو مکمل و صحیح طور پر ہر ایک طے نہیں کر سکتا صرف وہی طے کر سکتے ہیں جن کو خداوند متعال نے اپنی جانب سے خصوصی علم عطا کیا ہے اور وہ صرف و صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اہل بیت طاہرین علیہم السلام ہیں۔ اور مسلّم ہے کہ رسولؐ وآل رسولؑ جو مفسر و مبین قرآن ہیں انھوں نے اپنی احادیث میں پردے کی تمام تفصیلات کو بیان

کیا ہے۔ اور قرآنی آیات میں حجاب کو واجب و لازم قرار دیا گیا ہے یا بہتر و اچھے کام کے طور پر پیش کیا ہے؟ اس کی وضاحت بھی اُن افراد نے کی ہے۔ اور آج کے دور میں اس کی وضاحت علماء و مراجع اور فقہا کریں گے، جنھوں نے صراحت کے ساتھ پردہ کو واجب و لازم قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں تفسیر نمونہ، آیۃاللہ مکارم شیرازی و دیگران؛ تفسیر المیزان، علامہ طباطبائیؒ اور دیگر تفاسیر کو دیکھا جاسکتا ہے۔

حجاب احادیث کی روشنی میں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خاتون کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یَا حَوْلَاءُ لَا تُبْدِی زِینَتَكِ لِغَیْرِ زَوْجِكِ، یَا حَوْلَاءُ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُظْهِرَ مِعْصَمَهَا وَ قَدَمَهَا لِرَجُلٍ غَیْرِ بَعْلِهَا وَ إِذَا فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَمْ تَزَلْ فِی لَعْنَةِ اللّٰهِ وَ سَخَطِهِ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهَا وَ لَعَنَتْهَا مَلَائِكَةُ اللّٰهِ وَ أَعَدَّ لَهَا عَذَاباً أَلِیماً"۔[1]

اے حولاء! اپنے بناؤ سنگار کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے سامنے ظاہر مت کرنا، اے حولاء! کسی بھی خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی خوبصورتی اور اپنے پیروں کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے ظاہر کرے اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی لعنت و غضب میں رہے گی اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتے لعنت کریں گے اور اللہ قیامت میں اسے دردناک عذاب میں مبتلاء کرے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب اعلیٰ علیین میں جو کچھ مشاہدہ کیا ان میں سے ایک چیز یہ بھی بیان فرمائی:

"رَأَیْتُ امْرَأَةً مُعَلَّقَةً بِشَعْرِهَا یُغْلَی دِمَاغُ رَأْسِهَا۔"[2]

میں نے شب معراج ایک ایسی عورت کو دیکھا جسے بالوں کے سہارے لٹکایا ہوا تھا اور جس کے سر میں موجود مغز آتش جہنم سے اُبل رہا تھا۔

پھر اس کے بعد حضرتؐ اس علت کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں جو اس عورت کے یہاں تک پہونچنے کا سبب بنا آپ نے فرمایا:

۱۔ (مستدرک الوسائل، باب ۶۰، اور باب ۶۷ مقدمات النکاح؛ عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۱۱)

۲۔ (بحار الانوار، ج ۸، ص ۳۱۰؛ عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۱۱)

''أَمَّا الْمُعَلَّقَةُ بِشَعْرِهَا فَإِنَّهَا كَانَتْ لَا تُغَطِّي شَعْرَهَا مِنَ الرِّجَالِ۔''[۱]

اور اس کو جہنم میں بالوں سے لٹکانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نامحرم مردوں سے اپنے بالوں کو نہیں چھپاتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے ایک ایسی عورت کا تذکرہ فرمایا جو اپنے ہی جسم کا گوشت نوچ کر پھینک رہی تھی:

''رَأَيْتُ امْرَأَةً تُقَطَّعُ لَحْمُ جَسَدِهَا مِنْ مُقَدَّمِهَا وَمُؤَخَّرِهَا بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ۔''[۲]

میں نے ایک ایسی خاتون کو دیکھا کہ جو اپنے جسم کے اگلے اور پچھلے حصہ کا گوشت آتشی قینچی سے کاٹ کر پھینک رہی تھی۔

اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''أَمَّا الَّتِي كَانَتْ تَقْرِضُ لَحْمَهَا بِالْمَقَارِيضِ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَى الرِّجَالِ۔''[۳] اور وہ عورت جو اپنے بدن کا گوشت نوچ کر پھینک رہی تھی وہ ایسی خاتون تھی جس نے دنیا میں اپنے کو نامحرم کے سامنے پیش کیا تھا۔[۴]

ایک اور روایت میں رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو عورت بھی خدا اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ اپنی زینت و بناؤ سنگار کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لیے ظاہر نہیں کرتی، اسی طرح سر کے بال اور پیروں کو نمایاں نہیں کرتی۔ جو عورت بھی یہ کام غیر شوہر کے لیے کرے اس نے اپنے دین کو خراب کیا اور خدا کو اپنے سے ناراض کیا ہے۔[۵]

امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

۱۔ مذکورہ حوالہ
۲۔ مذکورہ حوالہ
۳۔ مذکورہ حوالہ
۴۔ عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۱۱
۵۔ مستدرک حاکم، ج ۲، ص ۵۴۹

''يَظْهَرُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ۔ وَ هُوَ شَرُّ الْأَزْمِنَةِ۔ نِسْوَةٌ كَاشِفَاتٌ عَارِيَاتٌ مُتَبَرِّجَاتٌ مِنَ الدِّينِ ، دَاخِلَاتٌ فِي الْفِتَنِ ، مَائِلَاتٌ إِلَى الشَّهَوَاتِ مُسْرِعَاتٌ إِلَى اللَّذَّاتِ مُسْتَحِلَّاتٌ لِلْمُحَرَّمَاتِ فِي جَهَنَّمَ خَالِدَاتٌ۔[1]

آخر الزمان اور قیامت کے نزدیک۔ کہ جو سب سے برا زمانہ ہوگا (چونکہ دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی) کچھ ایسی بے پردہ اور عریاں عورتیں ظاہر ہونگی کہ جو دین سے خارج ہو چکی ہونگی (دین کے احکام کی مخالفت کرنے کے سبب) جو فتنوں (عیش و شہوت کی محفلوں) میں ڈھٹائی کے ساتھ وارد ہونگی اور شہوت میں ڈوبی ہوئی اور لذات دنیا کی طرف ان کے قدم تیزی سے اٹھنے والے ہونگے۔ جو حرام خدا کو حلال کردیں گی لہٰذا ایسی عورتیں جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی۔

امام علی علیہ السلام ہی کا ارشاد گرامی ہے: عورت کو چاہیے کہ اپنے بال، سینہ، گردن کے اطراف اور گلے کے نیچے کے حصے کو چھپائے۔[2]

رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان و جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا جواب:

عَنْ عَلِي (عليه السّلام) أَنَّهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم): أَيُّ شَئٍ خَيْرٌ لِلْمَرْأَةِ؟ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ مِنَّا. فَذَكَرْتُ ذلِكَ لِفَاطِمَةَ (عَلَيْهَا السّلام) فَقَالَتْ: مَا مِنْ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلْمَرْأَةِ مِنْ أَنْ لَا تَرىٰ رَجُلاً وَلَا يُرَاهَا. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسولِ اللهِ (ﷺ) فَقَالَ: صَدَقَتْ، إِنَّهَا بِضْعَةٌ مِنِّي۔[3]

رسول اعظم ﷺ کے سوال پر کہ عورت کے لیے سب سے اچھا کیا ہے؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا: عورت مرد کو نہ دیکھے اور مرد اس عورت کو نہ دیکھ سکے۔

۱۔ ماخوذ از مجموعہ آثار استاد شہید مطہری، ج ۱، ص ۲۹۳؛ شیخ صدوق، من لایحضر الفقیہ، ج ۳، ص ۳۹۰

۲۔ مجمع البیان، ج ۷

۳۔ شیخ صدوق، الامالی، ص ۱۰۴؛ ابن شہر آشوب مازندرانی، مناقب آل ابی ابیطالب ج ۳، ص ۳۴۱، مؤسسہ انتشارات علامہ، قم، '' قَالَ النّبی لها، أَیُّ ضیرٍ لِلمرأَةِ؟ قَالَتْ: أَنْ لَاتُرىٰ رَجُلاً وَلَا یَرَاهَا رَجُلٌ، فَضَمَّهَا اِلَیه وَقَال: ذریة بعضها من بعض'' صحیفۃ الزہراء (ع)، جمع الشیخ جواد القیومی، ص ۲۹۰۔

صادق آلِ محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حجاب کے سلسلے میں فرماتے ہیں : مسلمان عورت کے لیے ایسا دوپٹہ یا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے جو بدن کو نہ چھپائے ۔[۱]

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام ہی کا ارشاد ہے: نامحرم کے سامنے جو حصہ عورت ظاہر کرسکتی ہے وہ چہرہ اور دونوں گٹے تک ہاتھ ہیں۔[۲]
اس طرح کی کثرت سے روایات موجود ہیں جن میں واضح انداز میں مسلمان عورت کو پردہ کرنے حکم دیا گیا۔

اگر ہم مذکورہ روایات ہی کو سامنے رکھیں تو اسلام میں حجاب کے ضروری ولازم ہونے کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

حجاب، فقہاء و مراجع کی نظر میں

فقہاء و مراجع جو صحیح اسلامی تعلیمات ہم تک پہنچاتے ہیں اور قرآن و حدیث کا نتیجہ اور اسلام کا واقعی حکم ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔خواتین کے لیے نامحرموں سے حجاب وپردہ واجب ہونے میں تمام اسلامی مکاتب فکر کے فقہاء متفق ہیں؛[۳] ہاں اس کے حدود اور مقدار کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور اس اختلاف کا منشاء حجاب کے وجوب کے حکم سے استثناء شدہ اعضاء میں اختلاف ہے۔

اہل تشیع اور اہل سنّت کے بہت سارے فقہاء نے چہرہ اور ہاتھوں (کَفّین) کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا واجب قرار دیا ہے۔

انسانی طبیعت اور فطرت کے پیش نظر ہر وقت چہرہ اور ہاتھوں کو چھپانا عسر اور حرج اور روزمرہ زندگی کو مشکلات سے دوچار کرتا ہے۔[۴] لیکن حدیث اور فقہ کی کتابوں میں توضیح دی گئی ہے کہ ہاتھ اور چہرے کو چھپانا

۱۔وسائل الشیعہ، ج ۳۰، ص ۵۱۸۱

۲۔بحار الانوار، ج ۱۰۴، ص ۳۳؛ قرب الاسناد، ص ۴۰

۳۔مراجعہ کریں: عروۃ الوثقی، طباطبائی یزدی، ج ۵، ح ۴۴۹۵؛ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، عبدالرحمٰن جزیری، بیروت، ۱۴۱۰ھ (۱۹۹۰ء) ج ۱، ص ۱۱۹۲؛ الفقہ الاسلامی وادلتہ، مصطفیٰ زحیلی، دمشق، ۱۴۰۴ (۱۹۸۴ء)، ج ۷، ص ۳۳۶

۴۔امامیہ فقہاء کے نظریات جاننے کے لئے مراجعہ کریں: طوسی، ج ۴، ص ۱۶۰؛ بحرانی، ج ۲۳، ص ۶؛ نراقی، ج ۱۶، ص ۴۶؛ اہلسنت فقہاء کے نظریات جاننے کے لئے مراجعہ کریں: ابن حزم، ج ۱۰، ص ۳۲؛ شمس الائمہ سرخسی، ج ۱۰، ص ۱۵۴؛ ابن قدامہ، ج ۷، ص ۴۶۰؛ ابوالبرکات، ج ۱، ص ۲۱۴؛ جزیری، ج ۱، ص ۱۹۲۔

واجب نہ ہونے کا مطلب یہ بھی ہر گز نہیں کہ ان کو چھپانا جائز بھی نہ ہو بلکہ خواتین جس قدر زیادہ پردہ اور نامحرم مردوں کے ساتھ حدود کی رعایت کریں مطلوب اور بہتر ہے۔[۱] اس کے علاوہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ اجتماعی زندگی کو محفوظ رکھنے اور برائیوں سے روکنے کے لئے اخلاقی نصیحتوں کو فقہ کے واجب اور ضروری احکام سے اشتباہ نہ کیا جائے۔

اس کے مقابلے میں شیعہ اور اہل سنّت کے بعض فقہاء خواتین کے لئے پورے بدن یہاں تک کہ ہاتھ اور چہرے کو بھی چھپانا واجب سمجھتے ہیں۔ اس نظریے پر پردہ کے وجوب پر موجود عمومی دلائل یا نگاہ کرنا حرام ہونے کے ذریعے استدلال کیا جاتا ہے۔ اس توضیح کے ساتھ کہ سورہ نور کی آیت نمبر ۳۰ جس میں نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے کو مردوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے اس میں چہرہ اور ہاتھ بھی شامل ہیں۔[۲] اسی طرح جو روایات نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کرتی ہیں وہ بھی مطلق ہیں اور ان کے علاوہ کچھ دوسری روایتوں سے بھی التزامی طور پر عورت کے پورے بدن چھپانے پر استدلال کیا جاتا ہے۔[۳]

پردہ کے سلسلے میں بعض مراجع کے اقوال

حجاب کے سلسلے میں فقہ امامیہ کی مشہور کتاب عروۃالوثقیٰ کی عبارت پیش خدمت ہے:

إعلَم أَنَّ السِّترَ قِسمانِ: سِترٌ يلزمُ فِي نَفسه، وَسِترٌ مَخصوصٌ بِحالَةِ الصَّلاة.

فَالأَولُ: يَجِبُ سَتْرُ العَورَتَينِ. القُبلِ وَالدُّبرِ. عَنْ كُلِّ مُكَلَّفٍ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرَأَةِ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَلَوْ كَانَ مُمَاثِلاً مَحْرِماً أَوْ غَيْرَ مَحْرَمٍ، وَيَحْرُمُ عَلَى كُلٍّ مِنْهُمَا أَيضاً اَلنَّظَرُ إِلى عَوْرَةِ الْآخر، وَلَا يُسْتَثْنَى مِنَ الْحُكمَيْنِ إِلَّا اَلزَّوْجُ وَالزَّوْجَةُ وَالسَّيِّدُ وَالْامَّةُ إِذَا لَمْ تَكُنْ مُزَوَّجَةً وَلَا محللةً. بَلْ يَجِبُ السَّتْرُ عَنِ الطِّفْلِ الْمُمَيزِ خُصُوصاً اَلْمَراهِق، كَمَا أَنَّهُ يَحْرُمُ النَّظَرُ إِلى عَوْرَةِ الْمَراهِقِ، بَلْ الأَحوطُ تَرْكُ النَّظَرِ إِلى عَوْرَةِ الْمُميزِ. وَيَجِبُ سَتْرُ المَرأَةِ تَمَامَ بَدَنِها عَمَّنْ عَدَا الزَوْجِ وَالْمَحَارِمِ إِلَّا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ مَعَ عَدَمِ التَّلَذُّذِ

۱۔ مثال کے طور پر مراجعہ کریں: کلینی، ج۵، ص۵۳۵؛ ہیثمی، ج۴، ص۲۵۵؛ حر عاملی، ج۲۰، ص۶۵
۲۔ مراجعہ کریں: نجفی، ج۲۹، ص۷۷؛ محمد تقی خوئی، ج۳۲، ص۴۲
۳۔ مراجعہ کریں: کلینی، مذکورہ حوالہ؛ حر عاملی، ج۲۰، ص۱۹۵؛ نجفی، ج۲۹، ص۷۷؛ محمد تقی خوئی، ج۳۲، ص۴۹

وَالرِّيبَةِ، وَأَمَّا مَعَهُمَا فَيَجِبُ السَّتْرُ وَيَحْرُمُ النَّظَرُ حَتّٰى بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمَحَارِمِ وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، وَالْأَحْوطُ سترُهَا عَنِ الْمَحارِمِ مِنَ السُّرةِ إِلَى الرُّكْبَةِ مُطلَقاً كَمَا أَنَّ الْأَحْوَطَ سَتْرُ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، عَنْ غَيْرِ الْمَحارِمِ مُطلقاً۔[1]

ستر و حجاب کی دو قسمیں ہیں: ایک ذاتی طور پر لازم ہے اور دوسرے بالخصوص نماز کی حالت میں ہے۔

اول: ستر عورتین آگے پیچھے کا حصہ یعنی شرمگاہ کا چھپانا ہر مکلّف کے لیے چاہے مرد ہو یا عورت، ہر مرد و عورت سے چاہے ہم جنس ہی ہو، محرم ہو یا نامحرم، واجب ہے۔۔۔۔اور عورت پر پورے بدن کا چھپانا شوہر اور محارم کے علاوہ ہر ایک سے واجب ہے سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے، اور ان دونوں کو کھلا رکھنا بھی اس وقت جائز ہے کہ جب لذت حاصل کرنے اور گناہ میں پڑنے کا خوف نہ ہو۔ لیکن لذت حاصل کرنے کی نیت سے ہو تو چہرہ اور ہتھیلی کا دیکھنا بھی حرام ہے اور ان دونوں حصوں کا چھپانا حتیٰ محارم سے بھی واجب ہے۔۔۔احوط یہ ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں بھی بطور مطلق نامحرم سے چھپائی جائیں۔

اسی طرح مرجع وقت آیۃ اللہ العظمیٰ سیستانی مدظلہ حجاب کے سلسلے میں استفتائات کے جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

سوال: کیا عورتوں کے سر چھپانے کے بارے میں معتبر آیت یا حدیث کا ذکر ہوا ہے؟ اس لیے کہ سورہ نور میں جو آیت ہے اس سے یہ واضح نہیں ہوتا۔

جواب: حکم شرعی پر استدلال اور شرعی دلیلوں (قرآن کریم و روایات و اجماع کہ جس سے معصوم علیہ السلام کی رائے ثابت ہو اور عقل) سے حکم شرعی کو حاصل کرنا فقہاء اور مجتہد کا کام ہے، اور مکلّف جب تک مجتہد نہ ہو ضروری ہے کہ اعلم کی تقلید کرے کیوں کہ صرف مجتہد اعلم کے فتووں پر عمل کرنا ہی روز قیامت خدا کے

۱۔ عروۃ الوثقیٰ، سید کاظم طباطبائی، فصل ستر و ساتر

سامنے حجت ہے اور احکام شرعی کی دلیلوں کو سمجھنا عام لوگوں کے لئے دشوار بلکہ ناممکن ہے بلکہ بعض اوقات صاحبان علم کے لیے بھی دشوار ہوتا ہے کیونکہ فقہی استدلال اور اجتہاد چند مختلف علوم پر انحصار رکھتا ہے۔

اجتہاد اور حکم شرعی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کی آیات ،روایات اور دوسرے علوم پر مکمل عبور اور آشنائی ہو۔

سوال: اگر حجاب کا مقصد عورت کی عفت و عصمت، سماج میں برائی کی روک تھام اور عورت کی طرف گناہ آلود نظر کا نہ پڑنا ہے تو اگر کوئی عورت ایسا سادہ لباس پہنے جو توجہ مبذول نہ کرے، عفت کا خیال رکھے، مردوں کی شہوت کا سبب نہ ہے تو کیا پھر بھی اسکارف پہننا ضروری ہے؟ کیوں!

جواب: حجاب یعنی عورت کا ایسے لباس سے آراستہ ہونا جو زینت، عورت کی توہین اور لوگوں میں ہیجان کا سبب نہ ہو اور تمام بدن، زینت کے مقامات اور ان چیزوں کا چھپانا ہے جو برائی پھیلانے کا سبب ہو سکتے ہیں۔ اور احکام کے اسباب و علل شریعت سے معلوم ہوتے ہیں لیکن اس حکم کی علت ذکر نہیں ہوئی ہے۔

سوال: ایسی جگہوں پر جہاں پردہ نہ کرنا کسی کے گناہ میں پڑنے کا سبب نہ بنتا ہو کیا عورتوں کے لیے سر ڈھانکنا واجب ہے؟ (جبکہ پورا بدن ڈھکا ہوا ہو) جیسے یورپ جہاں لوگوں میں پردے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور کسی عورت کا سر کھلا رہنے سے لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ خود کو ظاہر نہ کریں اور مردوں کے لیے ہیجان کا سبب نہ بنیں۔ ہاں قرآن کے بقول آپ حجاب کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہو جائیں گی یعنی قرآن مسلمان عورت کے لیے اہمیت کا قائل ہے۔

جواب: حجاب خواتین کے لیے ضروری اور واجب ہے اگرچہ ان کا بے حجاب ہونا کسی کے گناہ میں پڑنے کا سبب نہ بھی ہو۔

سوال: کس حد تک چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے؟ اور ٹھڈی تک ایسا کالا مقنعہ پہننا جو چہرے کو بھوئں تک چھپالے اور کالا ڈھیلا مانتو اور پینٹ پہننا کیا پردے کے لیے کافی ہے؟ اور اگر مقنعہ یا مانتو رنگین ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: حجاب کے لیے بدن اور بالوں کا اس طرح چھپانا کہ زینت شمار نہ ہو کافی ہے اور بدن کے نشیب و فراز ظاہر نہ ہوں، چہرہ اور بھوئں کا چھپانا ضروری نہیں ہے ٹھڈی اور اس کے نیچے کا حصہ جو عام طور پر ڈھکا نہیں ہوتا ہے

اس کا ڈھانکنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح چہرے کا میکپ جیسے بھنویں بنوانا، اس کا چھپانا ضروری نہیں ہے بشرطیکہ وہ زینت میں شمار نہ ہو۔

سوال: ٹھیک سے پردہ نہ کرنے والی مسلمان عورت کی طرف دیکھنے یا اس سے بات کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شہوت کی نگاہ پڑنے یا حرام میں پڑنے کا خوف ہو تو جائز نہیں ہے۔

سوال: آیہ کریمہ " فلیضربن بخمورھن علی جیوبھن "، کے مطابق عورت کے لیے حجاب کتنے حصے کا ہے؟

جواب: اسلام میں ستر عورت یعنی شرمگاہ کا چھپانا واجب ہے اور عورت کا پورا بدن عورت کے حکم میں ہے لہٰذا پورے بدن کا چھپانا واجب ہے سوائے گٹے تک ہاتھوں اور دونوں ہتھیلیوں کے۔[1]

رہبر معظم انقلاب آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای مد ظلہ حجاب کے حوالے سے ایک تقریر میں فرماتے ہیں:

حجاب، انسان کی فطرت سے ہم آہنگ اقدار کا جزء ہے۔ دونوں صنف مخالف کا حد سے زیادہ آمیزش کی سمت بڑھنا، بے پردگی اور ایک دوسرے کے سامنے عریانیت، فطرت انسانی اور مزاج انسانی کے خلاف عمل ہے۔ اللہ تعالی نے مرد وزن کی زندگی کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کرنے کی غرض سے اور فوائد کی بنیاد پر ایک فطری نظام قائم کیا ہے تاکہ وہ دونوں مل کر دنیا کا نظم و نسق چلائیں۔ کچھ فرائض عورتوں اور کچھ مردوں کے دوش پر رکھ دئے ہیں اور ساتھ ہی مرد وزن کے لئے کچھ حقوق کو معین کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر عورت کے حجاب کے سلسلے میں مرد کے لباس سے زیادہ سخت گیری کی گئی ہے۔ یوں تو مرد پر بھی بعض اعضاء کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے لیکن عورت کا حجاب زیادہ ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ عورت کے مزاج، خصوصیات اور نزاکت کو قدرت کی خوبصورتی و ظرافت کا مظہر قرار دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرہ کشیدگی، آلودگی اور انحراف سے محفوظ رہے اور اس میں گمراہی نہ پھیلے تو اس صنف (نازک) کو حجاب میں رکھنا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے مرد

1۔ sistani.org

پوری طرح عورت کی مانند نہیں ہے اور اسے تھوڑی زیادہ آزادی حاصل ہے۔ اس کی وجہ دونوں کی فطری ساخت اور اللہ تعالی کی نظر میں نظام حیات چلانے کے تقاضے ہیں۔

میں نے بارہا کہا ہے کہ یہ ہماری مجبوری نہیں ہے کہ ہم اپنے موقف کا دفاع کریں۔ دفاع تو مغرب کی انحطاط پذیر ثقافت کو کرنا چاہئے۔ عورتوں کے سامنے جو بات ہم پیش کرتے ہیں اس کا کوئی بھی باشعور اور منصف مزاج انسان منکر نہیں ہو سکتا۔ ہم عورت کو عفت، پاکیزگی، حجاب، مرد و زن کی حد سے زیادہ آمیزش سے اجتناب، انسانی وقار کی حفاظت، غیر مردوں کے سامنے سجنے سنورنے سے اجتناب کی دعوت دیتے ہیں۔ کیا یہ بری چیز ہے؟ یہ تو مسلمان عورت کے وقار کی ضمانت ہے، یہ عورت کے عز و شرف کی بات ہے۔ جو لوگ عورت کو اس انداز کے میک اپ کی ترغیب دلاتے ہیں کہ گلی کوچے کے لوگ اسے ہوسناک نظروں سے دیکھیں، انہیں اپنے اس نظرئے کا دفاع کرنا چاہئے کہ انہوں نے عورت کو اتنا کیوں گرادیا ہے اور اس کی اس انداز سے تذلیل کیوں کر رہے ہیں؟! ان کو اس کا جواب دینا چاہئے۔ ہماری ثقافت تو ایسی ثقافت ہے جسے مغرب میں بھی باشعور افراد اور اچھے انسان پسند کرتے ہیں اور اسی انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہاں بھی با عفت و متانت خواتین اور وہ عورتیں جو اپنی شخصیت کو اہمیت دیتی ہیں کبھی بھی غیروں کی ہوسناک نگاہوں کی تسکین کا ذریعہ بننا پسند نہیں کرتیں۔ مغرب کی انحطاط پذیر ثقافت میں ایسی مثالیں بہت ہیں۔

یہ جو آپ دیکھتے ہیں کہ بعض مغربی ممالک میں، غیر اسلامی حکومتوں والے مسلم ممالک میں، حجاب دشمنوں کے حملوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے یہ عورتوں میں حجاب کی گہری رغبت کی علامت ہے۔ ہمارے ہمسایہ ممالک میں جہاں پردے پر توجہ نہیں دی جاتی تھی، اسلامی ممالک میں جہاں میں نے خود نزدیک سے مشاہدہ کیا کہ پردے اور حجاب کا نام لینا گوارا نہیں کیا جاتا تھا انقلاب کے بعد عورتیں بالخصوص روشن خیال خواتین اور خصوصا طالبات میں حجاب کی شدید رغبت نظر آنے لگی۔ انہوں نے حجاب کو اپنایا اور اس کی حفاظت کی۔[1]

حجاب کی مخالفت کے اسباب

دل خلق کو مسرور کیا جاتا ہے   تفریح سے غم دور کیا جاتا ہے

۱۔ www.hajij.com

اُو شوق سے پردے کے اُٹھانے   فطرت کو بھی مجبور کیا جاتا ہے
حضرت مہذبؔ لکھنوی

حجاب کی مخالفت کے اسباب میں سے بعض اسباب یہ ہیں: اولا ممکن ہے کہ بعض افراد حجاب کی حقیقت اور اسکے صحیح مفہوم سے آشنا نہ ہونے کی وجہ سے اسکے مخالف ہوں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ حجاب کے ہوتے ہوئے دنیا کو برائیوں کی آماجگاہ بنانا مشکل ہے لہذا حجاب اتروایا جائے تاکہ دنیا میں برائیاں عام ہو سکیں۔

جس جگہ پر زنا و ہم جنس بازی جیسے انتہائی پست اور خلاف فطرت انسانی عمل کو قانونی حیثیت دینے کی کوشش کی جارہی ہو وہاں یقیناً حجاب کی مخالفت ہوگی اس لیے کہ حجاب اس مذموم مقصد میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

حجاب (پردے) کے ہوتے ہوئے ہوسباز نگاہوں کو لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔

جب مسلمان لڑکی حجاب میں ہوگی تو اس کو ورغلانے، بہکانے اور اپنے فریب کا شکار بنانے کا موقع آسانی سے نہیں ملے گا۔

حجاب ہوگا تو سماج میں عورت کو اس کا صحیح مقام ملے گا جس کی وجہ سے مفاد پرست افراد اپنے غلط مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

حجاب (پردہ) ہوگا تو عورت کو کاونٹر پر بٹھا کر خریداروں کو جذب کرنے کے مواقع ختم ہو جائیں گے۔

حجاب ہوگا تو اشتہارات میں عریانیت کے ذریعہ اپنے کاروبار کو بڑھاوا دینے کا موقع نہیں ملے گا۔

حجاب ہوگا تو فیشن کے نام پر بے تحاشہ میک اپ کا سامان اور ہر روز نئی ڈزائن کے لباس کی فروخت پر اثر پڑے گا۔ جس سے بڑی کمپنیوں کی دولت میں اضافہ ختم ہو جائے گا۔ جبکہ دنیا سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کا شکار ہے۔

حجاب (پردہ) ہوگا تو حیاء و عفت بھی ہوگی اور جب حیاء و عفت ہوگی تو ماں کا وجود اور اس کی آغوش پاکیزہ ہوگی جس کے نتیجے میں محبت علیؑ پروان چڑھے گی اور سماج میں دینداری عام ہوگی، بے دینی کا قلع قمع ہوگا۔

حجاب کی مخالفت کا ایک سبب اسلام سے خوف اور اسکی ترقی سے لوگوں کے اسلام سے متاثر ہونے کا ڈر بھی ہے۔

جہاں حقوق نسواں کے نعرے بلند کیے جارہے ہوں، جہاں عورتوں کو ان کا حق دلانے کی بات کی جارہی ہو، جہاں خواتین سے ہمدردی کا اظہار کیا جارہا ہو، جہاں بیٹی پڑھاؤ بیٹی بچاؤ کی باتیں ہوں؛ وہیں پر عورتوں کو اپنی مرضی سے اپنے مذہب پر عمل سے روکا جارہا ہو، بیٹیوں کو کلاس روم میں حجاب کی وجہ سے جانے سے روکا جارہا ہو، بیٹیوں کو اسکول کے امتحانات سے محروم کرکے پڑھائی میں رکاوٹ ڈالی جارہی ہو!!!؟اس کے برعکس سکھ کمیونٹی کو تو اپنی مذہبی شناخت کے ساتھ ہر عہدے، ہر منصب اور ہر جگہ جانے کی قانونی اجازت حاصل ہو، حتی جہاں سکھوں کو (استثنائی قانون کے تحت) ایرپورٹ پر اپنے اسلحے کے ساتھ جانے کی اجازت ہو، جہاں اپنی مذہبی پہچان کے ساتھ ملک کے اہم عہدے پر بیٹھا جاسکتا ہو؛ وہاں پر یہ بہانہ کہ حجاب سے مذہبی پہچان ہوتی ہے، وہاں پر ایک عورت کو اس کے مسلمہ و قانونی حق حجاب سے کیوں محروم کیا جارہا ہے!!!؟

ہمارے ملک عزیز ہندوستان کے بنیادی آئین آرٹیکل ۲۵ سے ۲۸ تک میں ہر ہندوستانی کو مذہبی آزادی حاصل ہے جس میں لباس بھی شامل ہے اسی لیئے ہمارے سکھ بھائی ہر شعبہ میں سرپر پگڑی بھی باندھتے ہیں اور ساتھ میں کرپان بھی رکھتے ہیں۔ ان مسائل میں انہیں آئینی تحفظ حاصل ہے۔ اب وہ سکھ ہوں یا مسلمان ہوں یا اور کسی مذہب کا ماننے والا ہو اگر وہ اپنے مذہبی اصولوں پر عمل نہیں کرتا ہے تو اپنے مذہب کا مجرم تسلیم کیا جائے گا لیکن اس کے اس عمل کو سند بنا کر اس پر کسی طرح کی پابندی عائد کردینا یہ آئین کے مطابق نہیں ہے۔

ہماری ذمہ داری

ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم اولا خداوند عالم کے قانون کو اہمیت دیں اور اس پر عمل کریں۔ جب ہم پردہ کرکے یہ ظاہر کریں گے کہ اسلام کے احکام کی اہمیت ہماری نگاہوں میں ہے تو دوسروں کو نہ مخالفت کا موقع ملے گا نہ ہمت ہوگی کہ اسلام کے احکام پر انگلی اٹھائیں اور اسکی مخالفت کریں۔ اسکا ایک ثبوت ہمارے ہی ملک میں سکھ بھائیوں کی پگڑی اور مذہبی رہنماؤں کے یوگی بستر کی شکل میں موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ لباس حکومت یا سماج کے کسی کام میں رکاوٹ نہیں ہے اور جب وہ خود اپنی چیز پر سختی سے عمل پیرا ہوں گے تو انکی اس مذہبی شناخت پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی طرح ہم مسلمان بھی اپنی چیز پر پہلے خود عمل کریں تو دوسرے کو معلوم بھی ہوگا کہ اسلام میں حجاب ضروری ہے لہذا وہ بھی مخالفت کرتے ہوئے سوچیں گے۔

ہماری ذمہ داری یہ بھی ہے کہ سماج میں برائیوں اور گناہوں کو عام کرنے والوں کو حجاب پر عمل کرکے انکے مذموم مقاصد میں ناکام کریں۔

خواتین کی ذمہ داری

خواتین حجاب کو اپنی عزت و وقار کی علامت سمجھیں، حجاب کے ذریعہ اپنے کو غلط نگاہوں سے محفوظ رکھیں۔

ان کا یہ ایمان ہو کہ خدا نے ہمارے لیے حجاب کا قانون بنا کر ہمارا بھلا چاہا ہے اسی لئے ہم کو عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ یقین بھی ہو کہ ہمارا خدا ہمارا واقعی ہمدرد ہے اور حجاب کی مخالفت کرنے والے ہر گز ہمارے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔

مردوں کی ذمہ داری

مرد حضرات اپنی ناموس کی حجاب کے ذریعہ حفاظت کرتے ہوئے اپنی حیاء و غیرت دینی کا ثبوت پیش کریں۔

پردہ کے سلسلے میں مشہور شاعر جناب سید اکبر حسین رضوی اکبرؔ الہ آبادی نے مردوں کی غیرت کو للکارتے ہوئے کہا ہے:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبرؔ زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

حجاب کے سلسلے میں لکھی گئی کچھ کتابیں

حجاب سے متعلق کتابیں تو ہر زبان میں کثرت سے لکھی گئی ہیں، اردو زبان میں کافی کتابیں لکھی گئیں اور کافی عربی و فارسی سے ترجمہ بھی ہوئی ہیں۔ کتابوں کے علاوہ مقالات و مضامین بہت زیادہ ہیں جو مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔ ذیل میں اردو میں چند کتابوں کے نام لکھے جا رہے ہیں:

فلسفہ حجاب، شہید مرتضیٰ مطہریؒ؛ اثبات پردہ، سید العلماء سید علی نقی نقنؒ؛ پردہ کیا ہے؟۔اسلامی پردہ، (اعتراضات، جوابات)، حجۃالاسلام مہدی مہریزی، ترجمہ جناب ضیغم ہمدانی؛ مسلمان عورت کیوں پردہ کرتی ہے؟ ڈاکٹر سید جواد مصطفوی، ترجمہ مولانا سعید حیدر زیدی؛ درس حجاب (منظوم)، جناب مہذب لکھنوی وغیرہ

حوالہ جات

قرآن کریم

عروۃالوثقیٰ، سید محمد کاظم طباطبائی، توضیح المسائل مراجع

فلسفہ حجاب، علامہ شہید مرتضیٰ مطہری

ماہنامہ اصلاح، لکھنؤ

درس حجاب، مہذب لکھنوی

wikishia.net

wikifeqh.ir

hijab.com

hajij.com

sistani.org

ودیگر مختلف ویب سائٹس

حجاب وعفاف کی فضیلت فارابی کی نظر میں

مولفہ: زینب برخورداری

مترجم: مولانا منہال حسین خیرآبادی

مقدمہ

فارابی نے نیک کام کرنے والوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ فاضل (یعنی ذاتی طور پر وہ نیک ہیں)

۲۔ عفیف (یعنی قانون یا دین کی پابندی کرنے میں وہ نیک ہیں)

۳۔ ضَابِطٌ لِنَفْسِہ (یعنی وہ نیک بننے کی کوشش کرتے ہیں)

مذکورہ تینوں اقسام سے نیک عمل کا انجام پایا ہے لیکن ہر ایک کی نیکی ایک جیسی نہیں ہے اس لئے کہ اس میں باطنی طلب، روایتی و دینی قانون اور پابند ہونے کا جذبہ جیسے عناصر دخیل ہوتے ہیں۔

فارابی کی نظر میں جو لوگ نیک بننے کی کوشش کرتے ہیں انہیں زیادہ تشویق اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے لیکن جو ذاتی طور پر نیک ہیں ایک سعادتمند سماج وجود میں لانے کے لئے ان کی تربیت کی سخت ضرورت ہے، حجاب اور پاکدامنی کا بذات خود اور ماحول کے لئے بھی نیک اور برحق ہونا ثابت ہے اور فاضل افراد کی جانب سے فعل خیر کا انجام دینا حجاب اور عفاف کو عام کرنے کے لئے بہترین آئیڈیل ہے اسی لئے مغربی سماج میں عفت (پاکدامنی) و حجاب کے بارے میں تصور ہی نہیں ہے کیوں کہ وہ عفت و حجاب کو دین اور دیگر بیرونی وظاہری ضروریات سے متعلق جانتے ہیں۔

مغربی سماج میں جس طرح حجاب کے مسئلہ کو پیش کیا گیا ہے اور اسے قانون اور دین کی پابندی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے حقیقت میں یہ نظریہ مردود اور ناقابل قبول ہے اس لئے کہ اس نظریہ کو تسلیم کرنے کا نتیجہ آج دنیا مغربی سماج میں متعدد مشکلات اور آفتوں کی شکل میں دیکھ رہی ہے اور ان کے نظریہ کی سزا پوری دنیا پا رہی ہے۔

بیان مسئلہ

مغربی سماج میں عفت و حجاب ایک مشکل امر سمجھا جاتا ہے اور اسے شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور آج اس کے اثرات پورے معاشرے میں قابل دید ہیں، اسی لئے انہوں نے عفت و حجاب کو محدودیت کا نام دیا جسے دین یا نظام حاکم نے نافذ کیا ہے۔

عورتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کی واپسی پر مشتمل نعرے جب سے وجود میں آئے ہیں تب سے عفت اور پھر حجاب تنازعہ اور اختلاف کا موضوع بنا ہوا ہے، چونکہ انہوں نے عفت اور پھر حجاب کو مردوں اور عورتوں کے درمیان تبعیض (اونچ نیچ) کی بہترین مثال قرار دیا اور اپنے اہداف و مقاصد تک پہنچنے کے لئے اسے مہرہ بنایا۔
(تک: میشل، آندرہ، پیکار با تبعیض جنسی)

اس آئیڈیالوجی کے مطابق مرد سالار سماج نے پوری تاریخ میں پوری طرح یک طرفہ جانبداری کرتے ہوئے قوانین کو مردوں کے نفع میں بنائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ جنسی آزادی عطا کرنے کی کوشش کی، اسی راہ میں عورتوں پر بہتر نظارت کے بہانے عفت اور حجاب کا مسئلہ پیش آیا، اس مقصد کے تحت حجاب، مردوں اور عورتوں کے تعلقات پر پابندی رفتہ رفتہ نیک امر گردانا جانے لگا، جب کہ اسلام نے اس آئیڈیالوجی کی سخت مخالفت کی ہے بلکہ حجاب اور عفت کو پہلے خدا کا حق اور پھر آزاد مزاج انسانوں کا حق جانا ہے۔

مغربی آئیڈیالوجی کے مطابق حجاب اس آزادی کے خلاف ہے جو انسان کا حق ہے اور عورت کو پردہ میں رکھنا حقیقت میں اس کی بے عزتی ہے۔

لہٰذا اس مقالہ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس شبہ کا جواب دیا جاسکے کہ عفت اور حجاب انسانوں کے حقوق کے خلاف نہیں ہے اور پھر فارابی کی نظر میں اس بات کو بیان کریں کہ سماج میں کیونکر فعل خیر (یعنی عفت و حجاب) کو عام کیا جاسکتا ہے۔

ہم یہاں پر عفت اور حجاب کے بافضیلت ہونے کو اسلام کی بنیادی تعلیمات اور حقوق و اخلاقیات کی تعلیم کی رو سے جسے علماء اور دانشوروں نے بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، بیان کریں گے :

فارابی اور اخلاقی رویہ کے پیش کرنے کی وجہ میں اختلاف

فارابی نے چودھویں فصل میں فاضل اور ضابط لنفسہ اسی طرح عفیف اور ضابط لنفسہ کے درمیان اخلاقی رویہ کے پیش کرنے کے سبب ووجہ کے لحاظ سے فرق کو بیان کیا ہے، حقیقت میں انہوں نے اخلاقی رویہ کو پیش کرنے کی وجہ میں اختلاف کے حساب سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، چونکہ نیک کاموں کی مذکورہ تینوں قسمیں انسانوں سے ہی وقوع پذیر ہوتی ہیں لیکن ان کے انجام دینے کی وجہ وسبب میں بہت فرق ہے۔

فارابی کے نظریہ کے مطابق اس بات کو کہا جاسکتا ہے کہ فاضل مرد اور اس شخص میں بڑا فرق ہے جو اپنے نفس کو رام کرتا ہے اور پھر نیکی انجام دیتا ہے، اس لئے کہ نفس کو رام کرنے والا انسان نیک کام اس حال میں انجام دیتا ہے کہ اس کا نفس اس سے متنفر ہوتا ہے گویا کہ وہ اپنے کام کی وجہ سے پریشان رہتا ہے لیکن فاضل انسان وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے مطابق نیک کام انجام دیتا ہے، یا یوں کہا جائے کہ فاضل نیک کاموں کو پورے اشتیاق اور چاہت کے ساتھ انجام دیتا ہے اور اسے انجام دینے میں اسے بڑا مزہ بھی آتا ہے، اسی طرح عفیف اور ضابط لنفسہ انسان کے درمیان فرق ہے، اس لئے کہ عفیف ان امور کا پابند ہوتا ہے جسے شریعت نے واجب کیا ہے اور اس کی مخالفت مذموم امر ہوتی ہے، جب کہ جو ضابط لنفسہ انسان ہوتا ہے اسے خلاف شریعت امور سے کافی لگاؤ ہونے کے باوجود بھی وہ اسے انجام نہیں دیتا۔ اس کے بعد فارابی کہتے ہیں کہ کبھی کبھی ضابط لنفسہ انسان فاضل کی جگہ لے لیتا ہے۔ (مذکورہ حوالہ، ص ۳۴۔۳۵)

اس مقام پر فارابی کے بیان پر مختصر تجزیہ پیش کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کام کے لئے بعض امور کی تشریح لازم ہے:

۱۔ سب سے پہلی بات یہ کہ فارابی کی نظر میں نیک اور اچھے لوگوں کی تین قسموں کا مخاطب کون ہے؟ ہاں! فارابی کے نظریہ پر تجزیہ و تحلیل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقسم وہ لوگ ہیں جو نیک کام انجام دیتے ہیں اور غلط کاموں سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ ایسے ہی لوگوں کے ذمہ ایک سماج کی سلامتی ہوتی ہے۔ (فارابی، ۲۴، ۱۹۹۶)

۲۔ دوسری بات یہ کہ فارابی کی نظر میں فضیلت ورذیلت اوراس کے معیار کیا ہیں؟

فارابی کی نظر میں فضیلت ایک ملکہ ہے جو انسان کے اندر ممارست یعنی مشق اور تمرین کے ذریعہ پید ہوتا ہے اور وہی خیر کا باعث قرار پاتا ہے، یعنی فضیلت ایک صفت نہیں بلکہ ایک نفسانی حالت کانام ہے جو خیر کا موجب ہوتی ہے (مذکورہ حوالہ، ص ۲۴)

بطور خلاصہ فضیلت کی تعریف کچھ اس طرح ہے:

ا۔ فضیلت، نفسانی حالت کے لئے ایک صفت کا نام ہے۔

۲۔ یہ ملکہ انسان میں تمرین اور ممارست کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ اس فضیلت سے آراستہ انسان اپنے ذاتی شوق کی بنیاد پر نیک کام انجام دیتا ہے۔

۴۔ اس فضیلت سے آراستہ انسان یعنی انسان فاضل لذت اور دلچسپی کے ساتھ نیک امور انجام دیتاہے۔

اس مقام پر فارابی نے خیر کے معیارات کا تذکرہ نہیں کیا ہے، لیکن دوسرے مقامات پر خیر کو ایسے فعل سے تشبیہ دی ہے جو انسان کو سعادتمند بنادیتا ہے۔ (فارابی، ۴۶، ۱۴۰۵؛ فارابی، ۹۷، ۱۹۹۶) حقیقت میں یہ بات ارسطو کی ہے جس نے ان سے پہلے بیان کی ہے۔

مذکورہ باتوں کے بعد نیک امور کو انجام دینے والوں کی تقسیم کے سلسلہ میں یہ بات کہی جاسکتی ہے:

ا۔ باطنی طلب کے ہمراہ نیک امور کا انجام دینا

جو لوگ باطنی طور پر نیک کاموں کی انجام دہی پر مائل نہیں ہوتے اور ان کی طبعیت میں شریعت کی پابندی کی خو پیدا نہیں ہوئی ہے وہ بعض مصلحتوں کے پیش نظر اس کی مخالفت کرتے ہوئے نیک کام انجام دیتے ہیں لیکن ان میں خلاف شرع اعمال انجام دینے کی خواہش بھی باقی رہتی ہے، یعنی وہ لوگ اپنی باطنی خواہشوں کے پیش نظر بڑی مشکل سے نیک کام انجام دیتے ہیں، فارابی نے ایسے لوگون کو (ضابط لنفسہ) سے تعبیر کیا ہے۔

۲۔ ظاہری طلب کے ہمراہ نیک امور کا انجام دینا

یہ وہ لوگ ہیں جو قانون اور شریعت کے احکام کے پابند ہوتے ہیں اور اسی پابندی کے پیش نظر وہ کار خیر بھی انجام دیتے ہیں اور ان امور سے پرہیز بھی کرتے ہیں جن کے گرد قانون اور شریعت نے حصار کشی کی ہے یعنی ان میں مخالفت کی خو نہیں ہوتی۔ ایسے گروہ کو فارابی نے (عفیف) کا نام دیا ہے۔

۳۔ طلب کے بغیر نیک امور کا انجام دینا

یہ وہ لوگ ہیں جو کسی مزاحمت کے بغیر نہایت ذوق و شوق کے ساتھ نیک امور انجام دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو فارابی نے ''فاضل'' کے عنوان سے یاد کیا ہے۔

اس کے بعد فارابی نے ان تینوں کے درمیان امتیازات اور اشتراکات کو بیان کیا ہے اور پھر وہ عفیف اور فاضل کے مقابلہ میں ''ضابط لنفسہ'' کے لئے اجر و ثواب کے دوبرابر ہونے کے خواہاں ہیں اس لئے کہ عام انسانوں کے لئے ضابط لنفسہ ہونا بڑی اچھی بات ہے لیکن سماج کے سربراہوں کا فاضل ہونا ضروری ہے تاکہ قوانین اور مسائل کے حل و نفاذ میں ان سے فعل خیر کا انجام دینا سہل و آسان ہو۔ (فارابی، ۱۹۹۶از نظر فارابی فصل ۱۵)

عفاف و حجاب کی عمومیت کے طریقے فارابی کی نظر میں

موجودہ سماج اور وہ تمام تنظیمیں و ادارات جو سماج میں عفاف اور حجاب کو عام کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے فارابی کی تجویز تین مختلف آثار کے ہمراہ حاضر ہے:

۱۔ عفاف اور حجاب کی پابندی ضبط نفس کے ہمراہ

۲۔ عفاف و حجاب کی پابندی واجب کی تبعیت کرتے ہوئے

۳۔ عفاف و حجاب کی پابندی اس کی فضیلت کے باعث

مغربی دنیا میں آزادی کے علمبرداروں اور عورتوں کے حقوق دلانے والی تنظیموں نے عفاف اور حجاب کو دینی اور شرعی قانون سے مخصوص جانا ہے، یعنی ان کی نظر میں عفاف و حجاب دینی حکم ہے جس میں اجبار پایا جاتا ہے، اس نظریہ کے مطابق عفاف و حجاب، انفرادی آزادی اور استقلال کے خلاف ہے جس کی وجہ سے انہوں نے

پہلے عفاف کو پھر حجاب کو اقدار کے خلاف قرار دیا اور اس میں کرامت انسانی کی پایمالی کو مضمر جانا۔اس نظریہ کے ب پیش نظر عفاف و حجاب کے لئے بیرونی طلب ختم ہو جاتی ہے۔(مطہری،۱۹، ۱۳۸۵)

اسی طرح مغربی سرزمین پر ایک تنظیم جسے راڈیکل فمنیسم کہا جاتا ہے جو مردوں پر عورتوں کی برتری کا قائل ہے، ان کے نزدیک حجاب مردوں کی جانب سے عورتوں پر ظالمانہ رویہ کی وجہ سے ہے یعنی عورتوں کو حجاب میں قید کرنا مرد کا ظالمانہ سلوک ہے جسے بعض منافع کی خاطر انجام دیا جاتا ہے (سابق حوالہ،ص۵۴)۔ اس نظریہ کے مطابق حجاب نہ تنہا کوئی فضیلت نہیں ہے بلکہ عورتوں کی آزادی اور زنانہ اقدار کے خلاف ہے، ان کی نظر میں جو سماجی اخلاقیات کو عام کرنا چاہتے ہیں انہیں سب سے پہلے حجاب کو ختم کرنا ہوگا،اور اگر کسی سماج میں غلط سوچ کی وجہ سے عورتوں کی بے پردگی اور ان کی آزادی کو غلط تصور کیا جاتا ہے تو اس تصور کو ختم کرنے کے لئے کچھ اقدامات کرنا چاہئے، تاکہ بے پردگی اور آزادی کے باعث ان پر جو ذہنی تناؤ ہے اسے ختم کیا جاسکے، یعنی ان کی نظر میں عفاف اور حجاب فطری رجحان نہیں ہے بلکہ انسانی اور خارجی سوچ ہے۔(شلیت،۴۳، ۱۳۸۹)

اس مقالہ میں عفاف اور حجاب کے بافضیلت ہونے کو ثابت کیا گیا ہے ، لہٰذا عفاف و حجاب کو عام کرنے کی حکمت عملی کو بیان کرنے کے ساتھ صاحبان فضیلت کی تربیت کے اصولوں کو بیان کیا جائے گا، لہٰذا سب سے پہلے اس نظریہ کو رد کرنا ضروری ہے جو عفاف و حجاب کو خارجی عوامل کا باعث قرار دیتا ہے اور اس کام کے لئے سب سے پہلے کچھ مقدماتی باتیں بیان کرنا ضروری ہیں:

عفاف اور حجاب کا خیر ہونا

فارابی کی نظر میں خیر ایسا فعل ہے جو انسان کو سعادتمند بناتا ہے، لہٰذا ہمیں عفاف و حجاب کو فعل خیر کے عنوان سے ثابت کرنا ضروری ہے، اگرچہ خیر و شر کے معیارات کے مباحث میں بے شمار جوابات بیان ہوئے ہیں ان میں ہم اس جواب کو اختیار کرتے ہیں کہ جو بھی چیز حق ہوگی وہ ضرور خیر ہوگی، یہ جواب جن باتوں پر استوار ہے وہ ہیں:

۱۔ مغربی دنیا میں عفاف و حجاب کے بارے میں جو شبہ ہوا ہے وہ عفاف و حجاب کا فردی وانفرادی حقوق سے ٹکراؤ رکھنے کے دعویٰ کی بنیاد پر ہوا ہے، پس اگر ہم عفاف و حجاب کے حق ہونے کو ثابت کر دیں تو پھر بہت آسانی سے مذکورہ تعارض (ٹکراؤ) کا ابطال ثابت ہو جائے گا۔

۲۔ اخلاق عملی کے ماہرین حقوق کی رعایت کو معیار اخلاق قرار دیتے ہیں لہٰذا عفاف و حجاب کو عام کرنے میں اس معیار کا لحاظ اس کے برحق ہونے کو ثابت اور بہت ہی راہگشا ہے۔

۳۔ اسلامی تعلیمات میں حقوق کی پاسبانی، معروف و منکر کی شناخت کی راہ میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے، متعلقہ افراد کے حقوق کی پاسبانی حقیقت میں ممدوح و غیر ممدوح اخلاق کی شناخت کا بہترین ذریعہ ہے، جیسا کہ امام سجاد علیہ السلام سے منسوب رسالہ حقوق میں تمام حقوق کو کامل اور بہ نحو احسن بیان کیا گیا ہے۔

انفرادی حقوق کے سلسلہ میں دو طرح سے بحث کی جا سکتی ہے:

۱: باہمی رویہ کا سلیقہ

۲۔ غیر ذاتی مواصلاتی رویہ

۱۔ باہمی رویہ کا انداز اور سلیقہ

باہمی رویہ کا انداز ایسے حقوق کو شامل ہوتا ہے جن کی خود اپنی ذات کے لئے رعایت کرنا ضروری ہے، مغربی سماج میں عورتوں کی جانب سے خارجی وجوہات کی بنا پر عفاف و حجاب کی رعایت حقیقت میں انفرادی حقوق کی پائمالی شمار کیا جاتا ہے، جب کہ مغربی سماج میں اس مدعیٰ کے خلاف بھی دیکھنے میں آیا ہے، اس لئے کہ بعض تصورات اور نظریات کی بنا پر بعض عورتیں حجاب و عفاف کو ترک کرنے پر مجبور ہوئی ہیں، جو خود اپنے آپ میں عورتوں کے حقوق کی پائمالی کا واضح مصداق ہے، یعنی عورتوں کا عفت کی حفاظت کے لئے پردہ کرنا ذاتی حق ہے اور اس حق کی بربادی اقدار وفضیلت کے خلاف ہے، جس کی بنا پر بے عفتی اور بے پردگی، اقدار و فضیلت کی ضد ہے، ہم یہاں پر ان موارد کو بیان کریں گے جن کی بناء پر بے عفتی اور بے پردگی کو رواج ملتا ہے اور اس سے عورتوں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں:

۱۔ ذاتی سلائق کے برخلاف عمل کرنا

جس سماج میں عفاف اور حجاب کو جاہلیت کی رسم سمجھا جاتا ہو اور انہیں ذرہ برابر بھی اہمیت نہیں دی جاتی اس سماج میں جو لوگ شخصی سلیقہ اور پسند کی بنیاد پر عفت کو اپناتے ہیں اور اس عفت کی خاطر حجاب کا انتخاب کرتے ہیں، وہ لوگ سماج کی جانب سے سخت قسم کے رویہ سے روبرو ہوتے ہیں۔

ایک سروے کے مطابق جو عورتیں عفیف رہنے کی خاطر حجاب کو اپناتی ہیں وہ اپنے سماج، اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی جانب سے اس قدر طعن و تشنیع کا شکار ہوتی ہیں جو آخر کار اس حق سے دستبرداری اور اس کی بربادی کا موجب بنتا ہے، اسی سروے کے مطابق بہت سی نوجوان لڑکیان اور عورتیں اپنی باطنی خواہش کے برخلاف برہنگی اور بے عفتی کے دلدل میں گرفتار ہوجاتی ہیں۔ مغربی سماج میں ماحول اس طرح بنادیا گیا ہے کہ کوئی بھی عورت نہ سماج میں اور نہ اپنے گھر میں اپنی مرضی سے فیصلہ نہیں کرسکتی اور بہت سے مواقع پر وہ اپنے سماج کے قوانین اور راہ و رسم کی بنیاد پر اپنی مرضی کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتی۔ (زینس، مسٹر، کارل، ۱۳۸۹، ۲)

۲۰۰۶ء کے سروے کے مطابق مغربی سماج میں ۱۸سال سے کمتر لڑکیاں اپنے ماحول پر حاکم قوانین اور راہ و رسم کی بنیاد پر ہر تین میں سے ایک لڑکی اپنی مرضی کے خلاف جنسی تعلقات قائم کرنے پر مجبور ہوتی ہے، ایسی تمام لڑکیوں میں سے اکیاسی فیصد لڑکیاں اس بات کی معترف تھیں کہ سماج کے غلط رسم و رواج، زہریلے پروپیگنڈے، بے پردگی اور بے عفتی ان کی حالت زار کا سبب ہے، انہوں نے اپنی مرضی سے بے عفتی کی راہ انتخاب نہیں کی ہے۔ (مکداول، ۲۰۰۲ء، ۱۰و ۱۴)

بعض مواقع پر خاندان اور اہل خانہ کی جانب سے شخصی سلائق کی بناپر حجاب و عفاف کے انتخاب پر سخت قسم کے ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کی نظر میں ایسی عورتیں بیمار ہیں جنہیں بے پردگی اور ترک عفاف میں مزہ نہیں آتا۔ (شلیٹ، ۳۵، ۱۳۸۹)

اسی لئے بہت سی خواتین سماج پر حاکم رسم و رواج کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہیں تاکہ وہ اپنی اجتماعی موقعیت کو بچاسکیں۔ (آرمنٹو، ۵۴، ۱۳۸۹)

۲۔زنانہ جذبات کو دبانااوراس کے برے اثرات کو برداشت کرنا

عورتوں کے فطری اور ذاتی حقوق کی بربادی کی ایک مثال ان کے زنانہ جذبات کی عدم پاسداری اور نفسیاتی طور پر انہیں اذیت پہنچانا ہے، سماج کے رسم ورواج عورتوں کو مجبور کرتے ہیں وہ عشق اور جنسی مسائل کو ایک دوسرے سے جدا سمجھیں اور عشق و محبت کے بغیر بھی وہ تعلقات قائم کر سکتی ہیں۔(شلیٹ،۱۰۶، ۱۳۸۹۔ ۱۰۵او۱۰۹) ایسے حالات میں آزاد ماحول اور برہنگی عورتوں کے اندر خوف و وحشت، افسردگی اور ان کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔(ہاسٹٹلر،۲۷۶۔۲۸۷،۱۹۹۶ء)

مغربی دنیا میں عورتوں کے پہناوے پر تنقید کرنے والے دانشور حضرات اسے عورتوں میں عزت وآبرو کی کمی اور اعتماد بہ نفس کی کمی کا باعث قرار دیتے ہیں(شلیٹ، ۱۳۸۹، ۱۶۴۔۱۷۴) تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ چوراسی فیصد عورتیں آزاد ماحول میں جنسی تعلقات کی مخالفت کی جرات نہیں رکھتیں اور ان میں کافی اعتماد اور جرات نہیں ہوتی۔(مک دیوال،۲۲، ۲۰۰۲ء)

۳۔ مغربی سماج میں بے پردگی اور بے عفتی کے رواج نے سلامتی وامنیت کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

عورتوں کی تنظیموں نے مختلف جوامع میں ان کی امنیت و سلامتی پر جو سروے کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر جوامع میں ان کی امنیت اور سلامتی حد سے زیادہ بحرانی ہے۔

ایسے سماج میں عورتوں کو حق نہیں ہے کہ وہ جنسی تعلقات کے مقابل اپنی سلامتی کی فکر کریں اور جو اس فکر میں رہتا ہے اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔(شلیٹ،۱۳۸۹، ۱۰۶۔۱۰۵او۱۰۹)

ناقدین کی نظر میں ہر وہ سماج جو عورتوں کی اہمیت کا قائل نہیں ہے اس میں برہنگی اور بے پردگی بھی زیادہ ہوتی ہے، جب کہ حجاب ان کے عزت واحترام اور ان کی انسانی اقدار کی بہتری کا باعث ہوتا ہے۔

بے پردگی اور بے عفتی اسی طرح عورتوں کے جسمانی وروحانی نقصانات کے باعث بعض تنظیموں نے حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کو صحیح تعلیم دیں، اسی کاوش کے مد نظر بعض تنظیموں نے جوانوں کو حجاب اور عفت کے سلسلہ میں صحیح معلومات فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

۴۔اجتماعی زندگی میں اپنی خواہشوں سے محروم رہنا

ایسے سماج میں عورتوں کے لئے اپنا گھر بسانے کا خواب دیکھنا، شوہر کی خدمت اور بچہ داری کے جذبہ کو غیر معقول تصور کیا جاتا ہے اور انہیں جاہل شمار کیا جاتا ہے۔فساد وفحشاء کی تبلیغ اور آزادانہ جنسی تعلقات کا رواج ترقی یافتہ معاشرہ کی علامت بتایا جاتا ہے۔اس کے برعکس اپنا گھر بسانے اور ایک خانوادہ تشکیل دینے کے لگاؤ کو کبھی زندگی میں لذت کے نہ ہونے، جنسی تعلقات میں لذت نہ ہونے، نفسیاتی بیماری جیسی تعبیروں سے منسوب کیا جاتا ہے۔وضع موجود کے ناقدین اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ بہت سی جوان لڑکیاں فیشن کے جال میں گرفتار نہیں ہوتیں اور جنسی اعضاء کی نمائش کی طرف راغب نہیں ہوتیں اس لئے کہ حجاب اور عدم نمائش ان کی شخصیت کو ممتاز بناتا ہے اور انہیں متعدد مشکلات میں گرفتار ہونے سے بچا لیتا ہے۔(شلیٹ، ۱۳۸۹، ۱۰۶۔۱۰۵ اور ۱۰۹)

دور حاضر میں عورتوں میں عفاف و حجاب کی جانب بڑھتے ہوئے رجحانات وہ شواہد ہیں جو عفاف و حجاب کے طرفداروں کے دعووں کو صحیح ثابت کرتے ہیں، اس مدعا کی ایک دلیل ۲۰۰۶ء میں دنیس مارٹین ریچرڈ اور اس کے دوستوں کی جانب سے ''انقلاب عفیف'' کے نام پر ایک انٹرویو کی پیشکش ہے جس میں بے شمار عورتوں نے بے عفتی اور بے پردگی کے خلاف کھلم کھلا مخالفت کا اعلان کیا، اسی طرح ۱۹۹۹ء میں خود امریکہ کی سرزمین پر تمام قد لباس کی نمائشگاہیں برپا ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اسی طرح حکومتی ذمہ داروں کے نام کوتاہ لباس (Mini skirt) بیچے جانے کے خلاف شکایتوں کے ارسال کرنے کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہیں اور عفاف و حجاب کے طرفداروں کی قدرت میں مدام اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔(سابق حوالہ، ۱۶۱۔۱۶۰)

سن ۲۰۰۵ء میں امریکہ کی نفسیاتی تنظیم (APA) کی جانب سے لڑکیوں میں جنسیات کے احساس کو ابھارنے کے سلسلہ میں (CWP) کے نام سے ایک کمیٹی بنائی گئی، اس کمیٹی کا کام یہ تھا کہ وہ ان اسباب و علل کی جمع آوری کرے جو لڑکیوں میں جنسی احساس کو ابھارتے ہیں، یہ اسباب و علل وہ ہیں جو لڑکیوں میں یہ احساس پیدا کرتے ہیں کہ وہ صرف جنسیات کے لئے پیدا ہوئی ہیں، اسی طرح ان میں انسانی اقدار کے خاتمہ کے ہمراہ جنسی نقطہ نظر کو قوی بناتے ہیں، اس کمیٹی کے ریسرچ کے مطابق امریکی سماج لڑکیوں کے لئے جنسی ماحول تیار کرتا ہے، بدن

نما لباس تیار کئے جاتے ہیں، کمسن بچیوں کے لئے آرائش کے سامان بنائے جاتے ہیں اور عمومی پیمانہ پر ان کی تبلیغ ہوتی ہے، فیشن شو ہوتے ہیں، جسموں کی نمائش ہوتی ہے، لڑکیوں کے جنسی احساس کو مضبوط کرنے کے لئے بے شمار پروگرام بنائے جاتے ہیں، اس کمیٹی نے ۲۰۰۷ء میں اپنی ریسرچ پر مشتمل ایک کتاب تیار کی اور اس میں عورتوں کے نامناسب اور اندام نما لباس پر زبردست تنقید کی اور امریکی سماج میں اس کے نقصانات کی طرف اشارہ کیا۔ (APA. ۱۳۸۸ء، ۱۵۰۔۲۰)

شخصی زندگی میں لوگوں کے ذاتی سلائق اور انتخاب کو رسمیت نہ دینا حق تلفی ہے اس لئے کہ یہ انسان کے انفرادی اور ذاتی حقوق ہیں جن کی اجازت نہ دینا ان کے حقوق کی پائمالی ہے۔

۲۔ غیر ذاتی مواصلاتی رویہ

اس مقام پر اس بات کو واضح کرنا مقصود ہے کہ عفاف و حجاب کی رعایت کرنا دیگر عام لوگوں کے حقوق سے سازگار ہے یا نہیں ہے، یعنی جب ایک عورت حجاب پہنتی ہے تو کیا اس سے دوسرے لوگوں کے حقوق پائمال ہوتے ہیں، لہٰذا ہم یہاں پر ان موارد اور شواہد کو پیش کریں گے جو گواہی دیتے ہیں کہ عفاف و حجاب کی رعایت نہ کرنے سے کس طرح لوگوں کے انفرادی حقوق ضائع ہوتے ہیں۔

ا۔ بچوں کا نفسیاتی، عاطفی اور معیشتی مشکلات سے دوچار ہونا

وہ تمام بچے جو جوان عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں، وہ زیادہ تر ماں باپ میں سے تنہا ایک کے ہمراہ بڑے ہوتے ہیں اور زیادہ تر وہ باپ کی شفقت سے محروم ہوتے ہیں، امریکہ سروے کمیٹی کی تحقیقات کے مطابق شہر ڈیٹروئٹ کے پچپن فیصد بچے، اسی طرح واشنگٹن کے ترپن فیصد بچے، اٹلانٹا کے انچاس فیصد بچے ایسے ہیں جو تنہا ماں یا باپ کے ہمراہ بڑے ہوئے ہیں، ان تمام بچوں میں سے نوے فیصد بچے ایسے گھر میں بڑے ہوتے ہیں جن میں باپ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے معیشتی مشکلات سے بھی روبرو ہوتے ہیں۔

ویلیم گلسٹن اپنی کتاب (A Progressive Family Policy for the 1990) میں لکھتا ہے:

گھر میں ماں باپ میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے معیشتی مشکلات کے ساتھ ساتھ نفسیاتی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں، جیسے کہ ان میں خودکشی کے رجحانات زیادہ ہوتے ہیں، ذہنی تناؤ بنا رہتا ہے، ایجوکیشن میں کمزور ہوتے ہیں، خشونت، منشیات کا استعمال وغیرہ جیسی چیزیں ایک ایک کرکے وجود میں آتی ہیں۔

وہ بچے جو ایسے گھرانوں میں بڑے ہوتے ہیں وہ بہت کم اپنے اساتید کی جانب سے نمونہ بچے کے عنوان سے منتخب کئے جاتے ہیں بلکہ ان میں سے زیادہ تر بچے فیل ہوجاتے ہیں، وہ لڑکے جو بغیر شادی کے جوان لڑکیوں سے پیدا ہوتے ہیں، وہ ستائیس سال تک بطور متوسط گیارہ سال پڑھائی کرتے ہیں اور ان میں جرم وجنایت کی بناء پر جیل جانے کی شرح بھی زیادہ ہوتی ہے۔

۲۔ نوجوان لڑکیوں میں زاد و لد کا سلسلہ جاری رہنا

سروے کے مطابق نوجوان مائیں معاشرے کو مزید نوجوان مائیں فراہم کرتی ہیں، (Robin Hood Faoundation) کے سروے کے مطابق وہ لڑکیاں جو نوجوان ماؤں سے پیدا ہوتی ہیں، وہ ان بچیوں کی بہ نسبت جن کی مائیں بیس سال سے بالاتر ہیں، تراسی فیصد احتمال ہے کہ وہ نوجوانی میں ماں بن جائیں، اور اگر نوجوانی میں وہ ماں نہ بھی بن سکیں تو پھر ان کے لئے سب سے زیادہ یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ وہ شادی کے بغیر حاملہ ہوں اور ان کے یہاں بچے پیدا ہوں، ایسے بچے جو بغیر ازدواج کے پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی پیدائش سے متعدد مشکلات سے روبرو ہوتے ہیں۔

۳۔ جنین کا قتل عام ہونا

ہم نے ابھی تک جو موارد بیان کئے ہیں یا جو بچے ازدواج کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، ان سب سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان سے متعدد لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ناخواستہ حمل کا ضیاع، نامشروع بچوں کی پیدائش سے کہیں زیادہ ہے، زیادہ تر حاملہ عورتیں اور لڑکیاں ناخواستہ حمل کو رکھنا نہیں چاہتیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ وہ مشکلات ہیں جو ان کی پیدائش کے بعد وجود میں آتی ہیں۔

مغربی سماج میں ۱۵ سے ۱۹ سال کی لڑکیاں جنہوں نے ازدواج کے بغیر جنسی تعلقات قائم کئے ہیں اور حاملہ ہوئی ہیں ان میں سقط جنین کا بحران بڑھتا جا رہا ہے، اگر دیکھا جائے تو یہ مسئلہ امریکی لڑکیوں کے لئے دیگر لڑکیوں کے

مقابلہ میں دو برابر ہے، اس بحران میں سب سے زیادہ امریکی سماج اور پھر انگلینڈ کا سماج گرفتار ہے، اور جب عالمی سروے پر نظر دوڑائی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ عالمی پیمانہ پر یہ مشکل پائی جاتی ہے اور روز بہ روز یہ بحران بڑھتا جارہا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ بے عفتی اور بے پردگی ہے۔

۴۔ متعلقین کا مالی اخراجات سے روبرو ہونا

بے عفتی اور بے پردگی کے باعث جو مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور جس طرح عام لوگ اس بحران سے دوچار ہوتے ہیں اور ان کے ذاتی حقوق پائمال ہوتے ہیں ان میں سے ایک بہت ہی واضح مثال اور شاہد وہ ٹیکس ہے جو حکومتیں بے پردگی اور بے عفتی کے باعث رونما ہونے والی مشکلات کے حل کے لئے اپنے باشندوں سے لیتی ہیں، اگرچہ بظاہر بے پردگی اور آزادی ایک شخصی مسئلہ نظر آتا ہے لیکن عمومی سطح پر اس سے وجود میں آنے والی مشکلات جب سر اٹھاتی ہیں تو ان کو حل کرنے کے لئے سبھی کو شریک ہونا پڑتا ہے اور اس کے باعث ٹیکس کی سنگینی بسا اوقات رنج آور بن جاتی ہے، اس لئے کہ سماج کا ایک طبقہ بے پردگی اور بے عفتی کے باعث کچھ ایسے اقدامات انجام دیتا ہے جس سے پورا سماج متاثر ہوتا ہے، جنسی بیماریاں جیسے ایڈز وغیرہ عام ہو جاتی ہیں، ناجائز اولاد کی جانب سے جرم و جنایت میں بہتات پیدا ہوتی ہے اور افسردگی و ناامیدی کے باعث خودکشی اور دیگر ایسی مشکلات پیدا ہوتی ہیں کہ ان سب کا اثر بطور مستقیم عام لوگوں پر پڑتا ہے، عالمی سروے اس مدعا کی بہترین گواہ ہیں اور یہ وہ چیزیں نہیں ہیں جن کے اثبات کے لئے دلیل و برہان کی ضرورت ہو۔

نتیجہ

ہم نے ابھی تک انسان کے ذاتی حقوق اور غیر ذاتی حقوق کے سلسلہ میں جو باتیں بیان کی ہیں ان سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ عفاف و حجاب کی چاہت ایک ذاتی حق ہے اور ہر حق خیر ہوتا ہے لہٰذا عفاف و حجاب بھی خیر ہے، اور خیر کی خاصیت یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے والا انسان سعادتمند ہو جاتا ہے، پس اگر اسلامی قوانین عفاف و حجاب کو اسی نکتہ کے مدنظر لازم قرار دیتے ہیں تو حقیقت میں وہ انسان کو سعادتمند بنانا چاہتے ہیں۔

فارابی کی نظر میں فاضل لوگوں کی تربیت سعادتمند سماج کی تشکیل میں بہترین مددگار ہے اور فاضل لوگوں کی تربیت کے لئے سماج میں عفاف و حجاب کی تعلیم و تبلیغ بہترین معاون ہے، تاکہ وہ فعل خیر انجام دے سکیں،

اسی طرح قوانین اور احکام لوگوں کو ضابط لنفسہ کے مرحلہ میں رکھنے کے لئے مفید ہیں اگرچہ اس مرحلہ میں لوگوں کا متوقف رہنا مغربی سماج میں موجودہ اشتباہات کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، جو آج عالمی مشکل بن چکا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جب تک عفاف و حجاب کو دنیا و بال جان تصور کرے گی مشکلات گریبان گیر رہیں گی اور ناخواستہ مشکلات سر اٹھاتی رہیں گی، چونکہ فاضل افراد کی جانب سے عمل کا انجام دینا آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سماج میں ایسے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تربیت کی جائے، ایسے لوگ جتنے زیادہ ہوں گے سماج میں مشکلات اتنی کم ہوں گی اور اس کے عوض ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔

منابع و مآخذ

۱۔ آرمنٹو، جین، ۱۳۸۹، کیفیت مراقبت از بچہ ہارا چگونہ تعیین می کنیم؟، در مجموعہ: چہ کسی گھوارہ ا تکان خواھد داد، ترجمہ سمانہ مدنی، آزادہ وجدانی، قم، دفتر نشر معارف

۲۔ ارسطو، ۱۳۴۳ھ، علم الاخلاق الی نیقوماخوس، ج۱، مقدمہ و تحقیق بار تلمی سانتھلیر، قاہرہ، دار صادر

۳۔ بہمن یار بن مرزبان، ۱۳۷۵، التحصیل، تصحیح مرتضی مطہری، تہران، انتشارات دانشگاہ تہران

۴۔ جمعی از محققان سازمان روان شناسی امریکا، ۱۳۸۸، تاثیر فمنیسم بر دختران در غرب، ترجمہ و تلخیص فاطمہ سادات رضوی، قم، دفتر نشر معارف

۵۔ زنیس میستر، کارل، ۱۳۸۹، بزرگ کردن کودکان در این دوران پر دردسر، در مجموعہ: چہ کسی گھوارہ را تکان خواھد داد، ترجمہ سمانہ مدنی و آزادہ وجدانی، قم، دفتر نشر معارف

۶۔ شلیت، وندی، ۱۳۸۹، دختران بہ عفاف روی می آورند، ترجمہ و تلخیص سمانہ مدنی، پریسا پور علمداری، قم، دفتر نشر معارف

۷۔ فارابی، ابو نصر، ۱۹۹۶ء، سیاسیۃ المدنیۃ، مقدمہ و شرح دکتر علی بو ملحم، بیروت، مکبتۃ الھلال

۸۔ ____، ۱۴۰۵ھ، فصول منتزعہ، تحقیق و تصحیح دکتر فوزی نجار، تہران، المکتبۃ الزہرا

۹۔ ____، ۱۳۶۷، فصول منتزعہ، ترجمہ و شرح دکتر حسن ملکشاہی، تہران، دانشگاہ تہران

۱۰۔ فریدمن، جین، ۱۳۸۳، فمنیسم، مترجم فیروز مھاجری، تھران، آشیان

۱۱۔ قراملکی، فرامرز، احد، ۱۳۸۹، اخلاق کاربردی در ایران و اسلام، تہران پژوہشکدہ مطالعات فرہنگی و اجتماعی

۱۲۔ غزالی، ابو حامد، ۱۴۱۶ھ، رسائل الامام الغزالی، بیروت، دار الفکر

۱۳۔ لوگری، ابو العباس، ۱۳۷۳، بیان الحق بضمان الصدق، تہران، موسسہ بین المللی اندیشہ و تمدن اسلامی

۱۴۔ مارکل، جولیس، ۱۳۸۶، سیاست خویشتن داری جنسی رہبران امریکا در بوتہ نقد، سیاحت غرب، شمارہ ۵۴

۱۵۔ مطہری، مرتضی، ۱۳۸۵، مسئلہ حجاب، تہران، صدرا

۱۶۔ ملاصدرا، محمد ابن ابراہیم، ۱۹۸۱ء، الحکمۃ المتعالیۃ فی الاسفار العقلیۃ الاربعۃ، ج۹، بیروت، دار احیاء التراث

۱۷۔ میشل، آندرہ، ۱۳۷۶، پیکار با تبعیض جنسی، مترجم محمد جعفر پویندہ، تہران، نگاہ

۱۸۔ ہام، مگی، ۱۳۸۲، فرہنگ نظریہ ہای فمنیستی، ترجمہ فیروزہ مہاجر، نوشین احمدی خراسانی، فرح قرہ داغی، تہران، نشر توسعہ

19- Keller, Wendy, 1999, The Cult of the Born-Again virgin, Health communications, Deerfield Beach Florida.

20- Martin Richards, Dennis, A Modest revolution: Today’s girls say what- They Really Think!Brigham Young University.

21. Mc Dowell, Josh, 2002 Wy True Love Wait, Tyndale House Publishers,carol stream, Illinois.

22. Hostetler, Bob. D. Mc Dowell, Josh, Counselling youth 1996, word publishing Colorado.

23. J. Bennett, William, 1999, The index of leading cultural indicators American society, Broadway Books, New York.

Advisory Board

Prof. S.M. Azizuddin Husain, Prof. Akhtarul Wasey
Prof. Syed Ali Mohd Naqvi, Prof. S.Tayyab Raza Naqvi

Editorial Board

Prof. Syed Akhtar Mahdi Rizvi, Dr. Haider Reza Zabit, Dr. Ali Reza Qazveh

Chief Editor

Dr. Mohd Ali Rabbani

Editor

Prof. Syeda Bilqis Fatema Husaini

Joint Editor

H.I.W. Maulana Syed Ghulam Husain Rizvi

ISSN : 2349-0950
Printed at: Alpha Art, Noida, U.P.

Iran Culture House
18 Tilak Marg, New Delhi-110001
Phone No: 23383232, 33, 34 Fax: 23387547
Email: ichdelhi@gmail.com, Website: newdelhi.icro.ir

RAH-E-ISLAM

An Urdu Quarterly Research Journal
of
Islamic and Cultural Studies

NO : 255

Special Issue
Hijab

2022

Iran Culture House
18 Tilak Marg
New Delhi-110001

ISSN: 2349 - 0950

RAH-E-ISLAM

An Urdu Quarterly Research Journal of Islamic and Cultural Studies
No. 255, Oct-Dec 2021.(Special Issue) R.N.I. No. 4914788

Special Issue on Hijab

- Hijab in Abrahamic religions
- Hijab in Semitic religions
- Hijab in different ethnicities and monotheistic religions
- Hijab Philosophy in Islam-The limits & its educative yields
- Hijab in the eyes of the Holy Quran
- The evolutionary journey of interpretation of Ayat-e- Hijab
- Interpretive analysis of Ayat-e- Hijab
- Hijab and its legitimacy in the eyes of the Holy Qur'an
- Reasons for the social acceptance of Hijab, according to the Social Philosophy of the Qur'an
- The necessity of Hijab and its code of conduct in the jurisprudence of Ahl al-Sunnah
- What is Hijab? Why is it important? Why opposition?
- The virtues of Hijab and chastity in the eyes of Farabi